ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اھل السمٰوات و خیر اھل الارضین الا النبیین و المرسلین

ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔

(کنز العمال ۱۱/۲۵۶)

مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین

افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف

امام اہلسنت مجدد دین و ملت پروانہ شمع رسالت

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن متوفی (۱۳۴۰ھ)

تقدیم و تحقیق و تخریج و تحشیہ

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

ناشر: مکتبہ بہار شریعت

ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین (کنز العمال، ۱۱/۲۵۶)

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے۔

مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین

افضلیت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف

امام اہلسنت مجدددین وملت اعلیحضرت امام احمد رضا خان

علیہ رحمۃ الرحمن

(متوفی ۱۳۴۰ھ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقدیم وتحقیق وتخریج وتحشیہ

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب — مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین

مصنف — امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

تقدیم وتحقیق وتخریج وتحشیہ — مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

ناشر — مکتبہ بہار شریعت، لاہور

صفحات — 312

قیمت

اشاعت اول — جمادی الاخری ۱۴۳۱ھ بمطابق جون ۲۰۱۰ء

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	پہلے اسے پڑھیے	13
2	تقدیم　　مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی	16
3	مقدمہ معنی افضلیت کی تحقیق میں (دس تبصروں پر مشتمل)۔	44
4	تبصرہ اولی تمام صحابہ وخلفاء اربعہ کے فضائل میں۔	44
5	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔	50
6	تبصرہ ثانیہ آل پاک کے فضائل کے بارے میں۔	63
7	ہر متقی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے۔	77
8	تبصرہ ثالثہ فضائل کی تعداد اور فضائل کی قوت میں فرق کے بارے میں۔	80
9	ایسی فضیلتیں جو عنداللہ فضل پر غالب ہوں۔	80
10	تبصرہ رابعہ ولایت میں افضلیت کے بارے میں۔	83
11	تبصرہ خامسہ اس بارے میں کہ تخلیقی کمالات افضلیت کا مدار نہیں۔	87
12	تبصرہ سادسہ اس بارے میں کہ امور خارجیہ پر مدار افضلیت نہیں۔	88

WWW.NAFSEISLAM.COM

13	تبصرہ سابعہ اس بارے میں کہ شیخین کی افضلیت من کل الوجوہ نہیں۔	89
14	اجل التبصرات تبصرہ ثامنہ اس بارے میں کہ تفضیلیہ میں دو گروہ ہیں	106
15	معنی افضلیت کی وضاحت۔	107
16	دلائل عدم اعتبار کثرت ثواب بمعنی مزعوم عوام	113
17	دلیل اول۔	113
18	دلیل دوم: قاعدہ مجوزہ زیادۃ الاجر لایستلزم الافضلیۃ المطلقۃ۔	114
19	دلیل سوم: اہل سنت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ہیں۔	115
20	دلیل چہارم۔	116
21	دلیل پنجم: ملائکہ کو بھی باہم ایک دوسرے پر افضلیت حاصل ہے۔	117
22	دلیل ششم: علماء اہلسنت شکر اللہ مساعیہم نے تفضیل صدیق کو عقیدہ ٹھہرایا۔	118
23	دلیل ہفتم	119
24	دلیل ہشتم	123
25	دلیل نہم	124
26	دلیل دہم	125

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

27	سنیوں کا حاصل مذہب	132
28	تبصرۂ تاسعہ افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقوں کے بارے میں۔	134
29	افضلیت بمعنی مذکور ثابت کرنے کا پہلا طریقہ	134
30	افضلیت بمعنی مذکور ثابت کرنے کا دوسرا طریقہ	134
31	تبصرۂ عاشرہ دفع تقیہ اوہام فرقۂ تفضیلیہ میں چند تنبیہ پر	139
32	تنبیہ نمبر ۱	139
33	مورد نزاع افضلیت کلی ہے۔	140
34	تنبیہ نمبر ۲	141
35	چند باتیں متعلق مذہب تفضیلیہ کے۔	143
36	تنقیح 1	144
37	تنقیح 2	147
38	تنقیح 3	148
39	تنقیح 4	148
40	تنبیہ نمبر ۳	152
41	تنبیہ نمبر ۴	153
42	تنبیہ نمبر ۵	154
43	باب اول. نصوص واخبار واحادیث واجماع وآثار سے افضلیت شیخین کے اثبات میں۔	157

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

44	الفصل الاول فی الاجماع	157
45	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان	158
46	حضرت میمون بن مہران کا جواب	159
47	عامہ کتب اصول میں افضلیت شیخین پر بتصریح اجماع منقول ہے	160
48	افضلیت شیخین پر اجماع ہے، کتب اصول سے 13 عبارات	160
49	علمائے دین تفضیلیہ کو سنی شمار نہیں کرتے اہل بدعت کی شاخ جانتے ہیں	164
50	تفضیلیہ کے بدعتی ہونے پر علما کی 16 عبارات	164
51	اشتباہ	172
52	انتباہ	173
53	(وجہ اول)	174
54	وجہ دوم	174
55	وجہ سوم	175
56	وجہ چہارم	178
57	شاہد اول	178
58	شاہد ثانی	179
59	شاہد ثالث	179
60	شاہد رابع	180
61	فائدہ ایمانیہ	181

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

62	شاہد خامس	182
63	فائدہ جلیلہ	185
64	مذمت مخالفت جماعت	186
65	تنبیہ الختام	186
66	مخالف جماعت کی مذمت میں روایات	187
67	اہل بدعت کی مذمت میں روایات	192
68	حکم تفضیلیہ و مفضلہ	196
69	الفصل الثانی فی الآیات القرآنیہ والنجوم الفرقانیہ	197
70	آیت اولی	197
71	تنبیہ(۱)	199
72	تنبیہ(۲)	200
73	اشتباہ	200
74	انجام	201
75	آیت ثانیہ	208
76	آیت میں امت محمدیہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیۃ کی 3 قسمیں فرمائیں	208
77	ظالم، مقتصد، سابق بالخیرات تینوں کے بارے حکم	208
78	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سابق بالخیر ہیں 6 روایات	210
79	آیت ثالثہ	214
80	آیت رابعہ	219

Nafseislam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

81	آیتِ خامسہ	220
82	آیتِ سادسہ	221
83	آیتِ سابعہ	223
84	آیتِ ثامنہ	225
85	آیتِ تاسعہ	225
86	آیتِ عاشرہ	226
87	تتمیم الکلام	228
88	الفصل الثالث فی الاحادیث النبویۃ	229
89	حدیث اول	232
90	حدیث دوم	233
91	فائدہ: حدیث میں 2 امر قابل لحاظ ہیں	233
92	حدیث سوم	234
93	حدیث چہارم	234
94	حدیث پنجم	235
95	حدیث ششم	235
96	حدیث ہفتم	236
97	حدیث ہشتم	236
98	حدیث (۹)	236
99	حدیث دہم	236

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

100	حدیث یازدہم (۱۱)	237
111	حدیث نمبر۱۲	238
112	حدیث نمبر۱۳	238
113	حدیث نمبر۱۴	238
114	حدیث نمبر۱۵	238
115	حدیث نمبر۱۶	238
116	حدیث نمبر۱۷	239
117	باب ثانی، فصل اول	240
118	مصائب شدیدہ واہوال مدینہ میں ابوبکر ہی نے حمایت ونصرت کی، اس دعویٰ کا 10 وجہ سے ثبوت	241
119	وجہ اول	242
120	وجہ دوم	242
121	وجہ ۳	243
122	وجہ چہارم	243
123	وجہ پنجم	244
124	وجہ ششم	245
125	وجہ ہفتم	246
126	وجہ ہشتم	247
127	وجہ نہم	248

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

128	وجہِ دہم	250
129	وجوہِ سابقہ میں مذکور تمام مضامین کا احادیثِ معتبرہ سے ثبوت	251
130	فصل	266
131	دربارِ نبوت میں جو قرب و وجاہت شیخین کو حاصل ہے ان کے غیر کو نہیں، 30 وجہ سے اس کا ثبوت	267
132	وجہِ اول	267
133	وجہِ ثانی	267
134	وجہِ ثالث	268
135	وجہِ رابع	268
136	وجہِ خامس	269
137	وجہِ سادس	270
138	وجہِ سابع	270
138	وجہِ ثامن	271
139	وجہِ تاسع	271
140	وجہِ عاشر	272
141	وجہِ حادی عشر	272
142	وجہِ ثانی عشر	273
143	وجہِ ثالث عشر	274
144	وجہِ رابع عشر	275

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

145	وجہ خامس عشر	275
146	وجہ سادس عشر	275
147	وجہ سابع عشر	279
148	وجہ ثامن عشر	280
149	وجہ تاسع عشر	281
150	وجہ عشرون	281
151	وجہ حادی عشرون	282
152	وجہ ثانی عشرون	290
153	وجہ ثالث عشرون	290
154	وجہ رابع عشرون	291
155	وجہ خامس عشرون	292
156	وجہ سادس عشرون	292
157	وجہ سابع عشرون	292
158	وجہ ثامن عشرون	293
159	وجہ تاسع عشرون	294
160	فصل سادس: ابوبکر کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں	297
161	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مشابہتیں اوروں کی مشابہتوں پر من حیث الکثرۃ اور من حیث القوۃ رجحان رکھتی تھیں	299
162	دعویٰ مذکورہ پر دلیلِ اجمالی	299

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

163	مشابہت(۱)	300
164	مشابہت(۲)	303
165	مشابہت(۳)	303
166	مشابہت(۴)	306
167	مشابہت(۵)	308
168	مشابہت(۶)	311

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلے اسے پڑھئے

اس کتاب میں جتنا کام کیا ہے اس کی تفصیل:

☆اس کتاب میں دو حاشیوں کا اہتمام کیا ہے۔

☆درمیان والا حاشیہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا ہے۔جس کے آخر میں ۱۲منہ لکھا ہوا ہے۔

☆اس حاشیے کی پہچان کے لیے متن میں اور حاشیے میں ستارہ☆ لگایا ہے۔

☆اور نیچے والا حاشیہ راقم الحروف کی جانب سے ہے۔

☆اس حاشیے کی پہچان کے لیے متن اور حاشیے میں بریکٹ میں (۱)،(۲)،(۳) لکھ دیا ہے۔

☆بعض آیات ،احادیث اور (عربی ،فارسی) عبارات کا ترجمہ پہلے سے ہمارے پاس موجود نسخے کے حاشیے میں موجود تھا اور اس کے آخر میں ۱۲ لکھا ہوا تھا اسے بھی نیچے والے حاشیے میں لکھا ہے اور پہچان کے لیے آخر میں ۱۲ لکھ دیا ہے۔

☆جن آیات ،احادیث ،عربی اور فارسی عبارات کا ترجمہ پہلے سے نہ تھا ان کا ترجمہ نیچے والے حاشیہ میں کیا ہے۔

☆اور جن آیات کا ترجمہ نہ تھا ان کے ترجمہ کا اہتمام ترجمۂ کنزالایمان سے کیا ہے۔

☆بعض جگہ متن ہی میں ترجمہ کیا ہے جسے بریکٹ () میں لکھ کر آخر میں "ت" لکھ دیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

☆حتی الامکان آیات، احادیث اور بطور حوالہ پیش کی جانے والی عربی اور فارسی عبارات کی تخریج کا اہتمام بھی نیچے والے حاشیہ میں کیا ہے۔

☆بعض جگہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک حدیث کو کئی حوالوں سے نقل کیا ہے تو وہاں پر اکثر جگہ صرف ایک ہی حوالے پر اکتفاء کیا ہے۔

☆بعض جگہ نسخہ میں عبارت سمجھ نہ آئی تو اصل کتابوں سے دیکھ کر عبارت کو پورا کیا ہے۔

☆بعض جگہ قلمی نسخہ سے عبارت سمجھ نہ آسکی یا ورق بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کچھ حصہ غائب تھا تو عبارت کا ربط برقرار رکھنے کے لئے وہاں اندازے سے کچھ الفاظ لکھے ہیں جنہیں اصل تحریر سے جدا کرنے کے لئے اس بریکٹ ( ) میں لکھا ہے۔

☆جہاں بالکل عبارت سمجھ نہ آئی تو وہاں فل سٹاپ (.....) لگا دیے ہیں۔

☆اگر عبارت بالکل نہیں ہے تو وہاں یہ لکھ دیا ہے "یہاں بیاض ہے"

☆آیات، احادیث اور عربی عبارات کو نمایاں کرنے کے لئے اسے عربی فاؤنٹ میں لکھا ہے۔

☆آیات کو نمایاں کرنے کے لئے ان ﴿ ﴾ بریکٹ میں لکھا ہے۔

☆اور احادیث وعربی عبارات کو انورٹڈ کوماز " " میں لکھا ہے۔

☆آسانی کے لئے بعض جگہ اعراب کا بھی اہتمام کیا ہے۔

☆آسانی کے لئے پیراگراف کا بھی اہتمام کیا ہے۔

☆بعض جگہ قدیم رسم الخط کی بجائے جدید رسم الخط استعمال کیا ہے مثلاً اوس

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

کی جگہ اس اور اون کی جگہ ان لکھا ہے۔

☆قدیم اردو میں بعض جگہ یہ الفاظ (میں، کہ، کی، کے، پر، سے) نہیں تھے اور جدید اردو میں ان کا عام استعمال ہے اور بعض جگہ تو ان کے بغیر معنی کو آسانی سے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے اور اصل تحریر سے نمایاں کرنے کے لئے انہیں ان بریکٹ () میں لکھا ہے۔

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

تقدیم

امامِ اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر قرآن وحدیث سے دلائل کا استخراج فرمایا اور ایک کتاب بنام "منتھی التفصیل لمبحث التفضیل" لکھی جو کہ نوے اجزاء پر مشتمل تھی پھر آپ نے اس کی طوالت کو ملل خواطر سمجھ کر اس کی تلخیص فرمائی اور اس کا نام "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" رکھا۔

آپ علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ کے اندر اس کتاب کا مختلف مقامات پر تقریباً آٹھ جگہ ذکر فرمایا چنانچہ آپ علیہ الرحمہ اپنے رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں "فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دلائل جلائل قرآن وحدیث سے جو اکثر بحمد اللہ استخراج فقیر ہیں نوے جزء کے قریب ایک کتاب مسمی بہ "منتھی التفصیل لمبحث التفضیل" لکھی جس کے طول کو ملل خواطر سمجھ کر "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" میں اس کی تلخیص کی"

(فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۳۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس رسالے کا اجمالی تعارف کچھ یوں ہے۔

اس رسالہ کا جو حصہ ہمیں دستیاب ہو سکا اس میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ

نے 69 آیات کریمہ، 235 احادیث مبارکہ اور اکابر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی کثیر عبارات ذکر فرما کر شیخین کی افضلیت و برتری ثابت فرمائی ہے۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے افضلیت کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے دس تبصرے تحریر فرمائے۔

ان تبصروں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

تبصرۂ اولیٰ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی قربت و صحبت کے لئے امت کے بہترین افراد کو چنا تاکہ وہ انبیاء کے اخلاق و معاملات کو سیکھ کر اپنے قول و فعل سے بعد والوں تک پہنچائیں اور دین اسلام نے ہمیشہ رہنا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے اصحاب کو پسند فرمایا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس طریقے سے اختیار کر کے آگے پہنچائیں کہ وہ تعلیمات ہمیشہ باقی رہیں۔

محبت جب قدرت پاتا ہے تو اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے اعلیٰ ترین افراد مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور حضور کی محبوبیت اظہر من الشمس ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کے رفقاء امت کے بہترین افراد ہونے چاہئیں لہٰذا جو کسی صحابی پر طعن کرتا ہے تو وہ یا تو قدرتِ خداوندی کا منکر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا انکار کرنے والا ہے۔

لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی نرمی سے نصیحت قبول کرتا ہے تو کوئی

بخشی ہے ۔ لہٰذا صحابہ کرام جو کہ نائبان رسالت ہیں مختلف رنگ پر ہیں یعنی مختلف خصوصیات رکھتے ہیں کسی کی طبیعت میں جمال غالب ہے تو کسی کی طبیعت میں جلال غالب ، کسی میں کوئی خاص خوبی ہے (جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی) تو کسی میں کوئی ۔ پھر امام اہلسنت نے بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خاص خاص خوبیاں گنوائیں جو دوسروں میں نہیں پائی جاتیں ، بالخصوص خلفاء اربعہ کی خصوصیات ۔

تبصرۂ ثانیہ : امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس تبصرہ میں اہل بیت اطہار کے فضائل بیان کیے ہیں ، فرماتے ہیں کہ ایک غلام نے سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خونِ حجامت پی لیا تو اسے ارشاد فرمایا تو دوزخ سے بچ گیا ۔ عزیزا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پاک کی برکت سے آتشِ دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کے رگ وپے میں جاری وساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آگ کیونکر پہنچ سکتی ہے ۔

(مزید فرماتے ہیں) مگر اس کے باوجود قرآن وحدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب وجزئیت عند اللہ مدار افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار حریت دین وتقوی ہے ۔ (پھر اس پر دلائل ارشاد فرمائے) ۔

ایک مقام پر فرمایا کہ اگر نسب وجزئیت مدار افضلیت ہوتا تو فاطمہ وزینب ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل ہوتی بلکہ حسنین کریمین مولی علی سے افضل ہوتے حالانکہ یہ باجماع فریقین باطل ہے ، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین کریمین پر تفضیل دی ،

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

اس سے پتا چلا کہ نسب وجزئیت مدار افضلیت نہیں۔

ایک حدیث میں ہے "آل محمد کل تقی" "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل ہر متقی ہے۔ لہذا صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو شرف جزئیت سے محرومی نہیں، وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔

تبصرۂ ثالثہ: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول ورضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے۔ (پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے احادیث صحیحہ سے اس کی متعدد مثالیں ارشاد فرمائیں) جیسا کہ ایک ساعت صف جہاد میں کھڑا ہونا ہزاروں دن کی عبادت اور ایک رات راہ خدا میں پہرہ دینا ہزار دنوں کے روزے اور ہزار راتوں کا قیام۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "واللہ ابوبکر کا ایک دن اور رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

تبصرۂ رابعہ: غیر کی طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف توجہ لگا دینا سیر الی اللہ کہلاتا ہے، اس کے منتہی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے، یہاں قرب الہی کا فرق ظاہر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زیادہ وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔

پھر بعض بڑھے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوت خلق کے لئے تنزل ناسوتی عطا فرمایا جاتا ہے اسے سیر من اللہ کہتے ہیں، ان سے سلسلۂ بیعت رواج پاتا ہے، یہ اگرچہ جداگانہ فضیلت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے

WWW.NAFSEISLAM.COM

بڑھ جائے، آخر نہ دیکھا کہ سوائی علی کے خلفائے کرام میں امام حسین اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مرتبہ ارشاد و خرقۂ خلافت ملا اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرب وولایت خواجہ حسن بصری سے بالیقین اتم واعلیٰ ہے اور ظاہر احادیث سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ان کا فضل ثابت۔

تبصرۂ خامسہ: معاملہ فہمی، شجاعت، سخاوت وغیرہ خصوصیات مدار افضلیت نہیں، ان فضائل میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں، حکومتِ کسریٰ، شجاعتِ رستم، سخاوتِ حاتم یادگارِ زمانہ ہیں۔ پھر ایسے فضائل کو صحابہ کی تفضیل باہمی کا مدار بنانا ان کی شانِ رفیع میں گستاخی ہے۔

تبصرۂ سادسہ: بے شک اہل فضل بالخصوص انبیاء علیہم السلام سے رشتہ داری عظیم سعادت ہے مگر یہ باتیں امورِ خارجیہ ہیں نہ کہ محاسن ذاتیہ۔ لہذا اہل وعیال کی برائی سے نہ ذات مرد میں کوئی نقص پیدا ہو، نہ ان کی خوبی و بہتری سے نفس شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو۔

اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل نہ بتایا حالانکہ شیخین کی بیبیاں خاندان نبوت سے نہ تھیں اور عثمان غنی کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔

لہذا نساء واطفال میں باہم موازنہ کر کے تفضیل پر دلیل چاہنا تصویر پر بنے

WWW.NAFSEISLAM.COM

بادل سے بہار چاہنا اور قالین پر بنے شیر سے شکار طلب کرنا ہے۔ ہاں جہاں تفضیل دوسرے دلائل سے ثابت ہو وہاں اس کی تائید میں یہ امور پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مستقل دلیل کے طور پر پیش نہیں کئے جاسکتے۔

نوح علیہ السلام کی زوجہ اور ان کا بیٹا کنعان کفار و بدین تھے اس سے فضلِ نوح میں کیا کمی آئی اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مومنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا۔

تبصرۂ سابعہ: شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر من کل الوجوہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعدد ایسے خصائص عطا فرمائے ہیں جن میں کسی صحابی کا حصہ نہیں۔ پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فضائل و خصائص بیان فرمائے۔

تبصرۂ ثامنہ: پہلے پہلے تو مسئلہ تفضیل میں دو ہی مذہب تھے، اہل سنت حضرات شیخین کو سب صحابہ سے افضل مانتے اور تفضیلیہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے افضل مانتے۔

مگر زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں دو سے چار مذاہب ہوگئے، ادھر والوں میں سے بعض نے من کل الوجوہ تفضیلِ شیخین کا دعوی کردیا اور اُدھر والوں میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کردیا کہ ہم اہل سنت کی ترتیب مانتے ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں مگر فلاں حیثیت سے اور دوسری حیثیت سے حضرت علی افضل ہیں۔ یہ ان لوگوں نے اس لئے کیا کہ لوگ انہیں

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

اہلسنت کہیں کوئی تفضیلیہ نہ کہے اور موقف تفضیلیہ والا ہی اپنائے رکھیں۔

اہل سنت ہرگز صرف کسی خاص جہت سے افضلیتِ صدیق کے قائل نہیں بلکہ وہ تو صدیق کے لئے افضلیتِ مطلقہ کے قائل ہیں یعنی جب مطلق (بغیر کسی قید کے) افضل کہا جائے گا تو اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوں گے۔

تبصرۂ تاسعہ: کسی کی افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں (۱) نصوصِ شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن و اسلم ہے کیونکہ نصِ شارع کے بعد کسی کو چون و چراں کی مجال نہیں۔ (۲) دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیفِ مقدمات کا ہے۔ دونوں طریقوں پر تفضیل صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت ہے۔ پھر امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے اس پر دلائل ارشاد فرمائے۔

تبصرۂ عاشرہ: اس تبصرہ میں چند تنبیہات ہیں:

تنبیہ نمبر ۱: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہدِ خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ان کا رد اس طور پر فرمایا کہ فضلِ جزئی محلِ نزاع نہیں کہ اس طرح تو بعض باتوں میں شیخین کو مولیٰ علی پر اور بعض باتوں میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت حاصل ہے بلکہ محلِ نزاع فضلِ کلی ہے کہ مطلق طور پر بغیر کسی قید کے جب بھی افضلیت کا اطلاق ہوگا تو وہ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہوگا۔

تنبیہ نمبر۲: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ خلافت صدیق وعمر کو پہلے پہنچی اور مولیٰ علی کو بعد میں اور سلاسلِ اہل طریقت حضرت علی پر منتہی ہوتے ہیں نہ کہ شیخین پر۔ ان لوگوں کا رد امام اہل سنت نے چار تنقیحات میں فرمایا:

تنقیح نمبر۱: سلسلۂ تفضیل عقیدہ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العٰلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیۂ صحابۂ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبۂ عالی اور قرب ووجاہت وعزوکرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا۔

تنقیح نمبر۲: اہلسنت کہتے ہیں: افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیۂ عشرہ پھر باقی صحابہ جو حضرات امرِ خلافت میں تفاضل مانتے ہیں کہ یہ حیثیت آگے کیسے چلی گی، کیا بقیۂ عشرہ وباقی صحابہ بھی خلفاء تھے، ان میں تفضیل کیسے ہوگی۔

تنقیح نمبر ۳: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہلسنت شیخین کو افضل کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد یہ ہے کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ۔ اگر یہی بات ہے تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے، کبھی تو دوسری جہت کا بھی اعتبار کرنا چاہئے تھا جیسے جگہ جگہ یوں فرماتے ہیں کہ "افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمن ثم علی" (ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔ دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں "افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابوبکر ثم عمر" (ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر علی ہیں پھر ابوبکر پھر عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) بھی تو کہتے۔ یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکلخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔

تنقیح نمبر ۴: شیخین کی نسبت حضور سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مولیٰ علی و اہل بیت کرام و صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان حق ترجمان پر جاری کلمہ تم سے صاف صاف نہیں کہا جاتا کہ وہ سب سے افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت و حیثیت کی قید لگا لیتے ہو تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن و حدیث و اجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی و اہل بیت و سائر صحابہ بے تخصیص و تقیید ان پر لفظ افضل کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے۔

تنبیہ نمبر ۳ بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب الٰہی میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم صراحۃً تفضیل من جمیع الوجوہ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے ماننے والوں کا رد بلیغ کرتے ہیں۔ ان کی یہ غلط فہمی فضل مطلق اور تفضیل من جمیع الوجوہ کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

تنبیہ نمبر ۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں ہم جو مرتبہ شیخین کو مولی علی کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں العیاذ باللہ حضرت مولی علی (ان پر ہماری روح فدا ہو) کے درپے توہین ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمانوں پر بلاوجہ سوء ظن ہے۔

عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انبیاء و مرسلین اور ان تین حضرات کے بعد تمام صحابہ کرام و اہلبیت عظام و تمام مخلوق الٰہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر توہین کیا ہوئی، توہین تو عیاذاً باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولی سے افضل بتاتے جیسا کہ تم فضل حضرات شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو۔

اور جو اسی کا نام توہین ہے کہ جن کا فضل قرآن و حدیث سے ثابت ان سے مفضول مانئے تو جو حضرات انبیائے سابقین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی توہین کرنے

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

والا ٹھہرے اور توہینِ انبیا قطعاً کفر ہے۔

اے عزیز! اسی لیے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں فضلِ شیخین فضلِ ختنین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضلِ ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اس قدر اپنا عقیدہ ہے کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت وعالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں، ہماری عقلیں ان حضرات کے رتبہ کو کیا جانیں۔ اس کا جواب امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے کچھ اس طرح دیا ہے کہ اکابر ائمہ جو تفضیلِ شیخین کا حکم دیتے ہیں تو ان کی پیروی سے کیا چارہ ہے اگر کوئی معاذ اللہ کہے کہ وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے تو کیا معاذ اللہ وہ بغیر علم کے رجماً بالغیب حکم کرتے رہے اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفضیلِ شیخین تو اتراً مروی ہے تو کیا وہ خود بھی اپنے مرتبہ سے واقف نہ تھے۔

ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ یہ بتائیے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیا ورسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں؟ نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکمِ مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو یہ بتائیے کہ آپ خلفاء اربعہ کے ادراک فضائل میں تو عاجز آئے اور ان کے سادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لیا، اب گھبرا کر فرمایئے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوص شرع نے حضور کو تفضیل دی، ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگئے تفضیلِ شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے۔

باب اول: دس تبصروں پر مشتمل مقدمہ کے بعد باب اول کی ابتدا ہوتی

ہے اس باب میں آپ علیہ الرحمہ نے متعدد فصول قائم فرمائی ہیں جن کی مکمل تعداد معلوم نہ ہو سکی البتہ آپ علیہ الرحمہ نے اس باب میں ایک مقام پر فرمایا کہ "کما سیاتی فی الفصل الخامس من ھذا الباب" اور ایک مقام پر فرمایا کی ہم اس کی غایت تحقیق فصل سابع میں کریں گے" امام اہل سنت کی ان عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس باب کی کم از کم سات فصلیں ہیں لیکن ہمیں صرف تین فصلیں ہی میسر آئیں:

فصل اول فی الاجماع۔

فصل ثانی فی الآیات۔

فصل ثالث فی الاحادیث۔

ان فصول کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

فصل نمبر (۱) اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تمام صحابہ سے افضل ہونا مسئلہ اجماعیہ ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں "ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی کو نہ گنتے"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر و متوافر کہا کرتے: افضل امت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق"

حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے

سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دستِ مبارک سے گر گیا اور فرمایا'' مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر و عمر کے برابر کسی کو بتائیں گے''

یہاں سے ظاہر ہوا کہ زمانۂ صحابہ و تابعین میں تفضیلِ شیخین پر اجماع تھا اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض ناآشنا اور اسے ایسا جلی و صریح اور خلاف کو ناگوار و قبیح سمجھتے کہ صرف سوال سے صدمۂ عظیم گذرا، دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔

امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ وسادات الامۃ نے اس معنی پر اجماعِ صحابہ وتابعین نقل کیا ہے۔

اسی طرح عامۂ کتبِ اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکرِ خلاف اسے مذہبِ اہلِ سنت قرار دیا۔ چنانچہ امام علام ابوزکریا محی الملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں'' اتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكر ثم عمر''

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں'' اجمع اهل السنة على ان افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر''

مواہبِ لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں'' افضلهم عند اهل السنة اجماعا ابو بكر ثم عمر''

(امام اہلسنت علیہ الرحمہ اس اجماع پر مزید متعدد دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) عجب اس سے جو اجماعِ صحابہ وتابعین وکافۂ اہلِ سنت کا خلاف کرے پھر (اپنے) آپ کو سنی جانے، اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی

مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلسنت میں اُن کے موافق ہو اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہلِ بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔ (پھر تفضیلیہ کے بدعتی ہونے پر متعدد عبارات نقل فرمائیں)۔

اشکال: ابو عمر بن عبد البر صاحب استیعاب نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحابہ تفضیلِ علی کے بھی قائل تھے۔

جواب: (امام اہلسنت علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں) انا للہ وانا الیہ راجعون، آدمی مطلب کی بات کو گو نہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے، اور خلافِ مقصود کو اگر چہ کسی قدر جلی و صریح و روشن اور دلائلِ ساطعہ کے جڑاؤ گہنوں سے سرتا پا مزین ہو ہرگز مسندِ قبول پر جگہ نہیں دیتا، (پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس کا کئی وجوہ سے جواب دیا اور ثابت کیا کہ یہ روایت غیر معتبر اور اجماع میں خلل انداز نہیں، فرماتے ہیں):

وجہ اول: عزیزو! اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبد البر سے پہلے ہزار ہا ائمۂ دین وعلماء محدثین گزرے۔ آخر متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبد البر کے بھی آئمہ ومشائخ ہیں پہنچی اور عیاذاً باللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعوی کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف قرآن وحدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے

سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کے چھپانے پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آگیا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل و تنقیص کردی اعوذ باللہ من وساوس الشیطن اللعین یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرتِ ناقدہ وقریحتِ واقدہ سے اس کی بے اعتباری وناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خللِ انداز اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبد البر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامعتبر سمجھا کیونکر مدفوع ہو سکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشۂ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔

وجہ دوم: ہو سکتا ہے وہ اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقادِ اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحققِ اجماع واقع ہو، رافعِ اجماع وقابلِ قبول نہیں۔

یا یہ اختلاف اجماع منعقد ہونے سے پہلے کا ہو بعد میں ان حضرات پر بھی تفضیلِ شیخین کے دلائل واضح ہو گئے تو یہ بھی اجماع کی رجوع لائے ہوں، لہذا رجوع کے بعد ان کا اختلاف نہ رہا۔ جیسا کہ حضرت ابو جحیفہ وہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حقِ صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے۔

وجہ سوم: اگر مان بھی لیا جائے کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقادِ اجماع میں خلل انداز نہیں۔

للہ انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایتِ خلاف اگرچہ روایت و درایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آجائے اس میں ہر کسی کو قبول وعدمِ قبول کا اختیار رہتا ہے تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو ثلث شریعت درہم و برہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین وایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوالِ مرجوحہ مجروحہ مہجورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث وسمین ورطب ویابس کیا کچھ نہیں ہوتا۔

وجہ چہارم: جن چند صحابہ سے تفضیلِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے مراد تفضیل کلی ہی ہے، یہاں تفضیل جزئی بھی ہو سکتی ہے بلکہ یہی مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے متعدد شواہد بیان فرمائے۔

(ان چاروجوہات کو دو جملوں میں سمیٹتے ہوئے امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایتِ غریبہ روایتاً معلول اور درایۃً غیرِ مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور بتقدیرِ ثبوت ظن غالب ملتحق بسر حدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضلِ جزئی پر محمول۔

(پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے بدعتیوں کے بارے میں کثیر وعیدات کو ذکر فرمایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں "اھل البدع شر الخلق و الخلیقة" اہل بدعت تمام خلق و عالم سے بدتر ہیں۔

اور فرماتے ہیں " اصحاب البدع کلاب اھل النار" بدعت والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔

پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے تفضیلیہ (جو حضرت علی کو صراحۃً شیخین کریمین پر تفضیل دیتے ہیں) اور سنفضیہ (جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل مطلق نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ فلاں جہت سے صدیق اکبر افضل اور فلاں سے حضرت علی) کا حکم بیان فرمایا کہ یہ لوگ بھی بدعتی ہیں اور ان کے پیچھے نماز شدید مکروہ ہے۔

فصلِ ثانی: اس فصل میں امام اہلسنت نے متعدد آیاتِ قرآنیہ سے افضلیتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱) قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اکرم وافضل اتقی (بڑا پرہیز گار) ہے اور دوسرے مقام پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتقی فرمایا۔ دونوں آیات کو ملانے سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق اس امت میں سب سے افضل واکرم ہیں۔

(۲) قرآن مجید میں سابق بالخیرات (نیکوں میں بڑھ جانے والے) کو بڑی فضیلت والا فرمایا گیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے کثیر احادیث اور اقوال صحابہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سابق بالخیرات ہونا ثابت فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سب سے بڑی فضیلت والے ہیں۔

(۳) قرآن پاک میں ایک مقام پر آپ کو اولوالفضل منکم (صحابہ میں سے

بڑائی والا) فرمایا۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں ''صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی اے صحابہ! تم سب ارباب فضل وکرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل وبزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔''

(۴) قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا ''جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیز گار ہیں۔'' امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں''

اس آیت پاک سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ اولاً تمام صحابہ کرام متقی ہیں ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا خاص تقوی کا ساتھ ذکر فرمایا۔

ثانیاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ورفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔

(۵) قرآن پاک میں ایک مقام پر ہے کہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور لڑے وہ ان سے درجے میں بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

جسے تاریخ اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا

ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان نثاری وسپرداری کی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کرسکتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اهدنا الصراط المستقيم﴾ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خواجہ حسن بصری وابو العالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علمائے تابعین سے ہیں تفسیر آیت میں فرماتے ہیں: " رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه " صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آیت کریمہ کی اس تفسیر سے پتا چلا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام امت یہاں تک صحابہ کرام کے بھی متبوع ہیں کہ سب آپ کے راستے پر چلنے کی دعا کر رہے ہیں۔

(۷) قرآن پاک نے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک مقام پر " صالح المومنین " (مسلمانوں میں نیک) فرمایا۔

(۸) قرآن پاک نے علم والوں کی فضیلت بیان فرمائی جس سے پتا چلا کہ جس کا جتنا علم زیادہ اس کا اتنا مرتبہ زیادہ۔ اور شیخین کا علم سب صحابہ سے زیادہ تھا۔

(۹) قرآن پاک نے مہاجرین کو صادقون (سچے) کا لقب دیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہاجرین کے سچے راست گو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیل شیخین پر اجماع ہے کم کوئی مہاجر ہوگا جس نے افضلیت ابی بکر وعمر صریحاً یا کنایۃً ارشاد نہ فرمائی ہو۔

فصل ثالث: اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے احادیث مبارکہ سے افضلیت شیخین پر دلائل ارشاد فرمائے ہیں فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث اس قدر کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے، ہم ان میں سے کچھ پر اختصار کرتے ہیں:

صحابہ کرام فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان ہیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورج نے ایسے کسی شخص پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

اور فرمایا: جبریل نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں۔

اور فرمایا: انبیاء و مرسلین کے بعد جس قدر صحابی ہیں اور اصحاب یٰس (یعنی حبیب نجار جن کا قصہ حق سبحانہ نے یٰس شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

اور فرمایا: بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد ابوبکر و عمر ہیں۔

اور فرمایا: ابوبکر و عمر بہترین سب اگلوں پچھلوں سے اور بہترین سب آسمان والوں سے اور بہترین سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام

کے۔

جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔

نوٹ: امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے انداز تحریر سے پتا چلتا ہے کہ اس فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے کثیر احادیث سے افضلیت صدیق کو ثابت کیا ہے، مگر ہمیں صرف سترہ احادیث ہی میسر آئیں اور اس سے آگے بیاض ہے۔

باب دوم: باب دوم میں بھی آپ علیہ الرحمہ نے متعدد فصول قائم کیں لیکن ہمیں اس کی بھی صرف تین فصلیں ہی دستیاب ہوئیں۔ البتہ ہمارے پاس موجود قلمی نسخے میں جو آخری فصل ہے اس کے ساتھ سادس لکھا ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس باب کی کم از کم چھ فصلیں تھیں اور اس کے علاوہ اس باب میں ایک مقام پر آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا "کما سیأتی فی فصل الوزارۃ" اور ایک مقام پر فرمایا کہ "**فی فصل العلم**" جبکہ یہ دونوں فصلیں ہمارے پاس موجود قلمی نسخے میں موجود نہیں اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ اس باب میں کم از کم چھ فصلیں ضرور تھیں۔

ہمارے پاس جو فصلیں موجود ہیں ان میں پہلی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثاری و پروانہ وارگی کو بیان فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے دربار رسالت میں صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی وجاہت کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند مشابہات کو بیان فرمایا ہے افسوس کہ ہمارے پاس یہ فصل بھی مکمل دستیاب نہیں جتنی موجود ہے اس میں آپ علیہ الرحمہ نے چھ مشابہات کا ذکر فرمایا ہے۔

ان تین فصول کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فصل اوّل: اس فصل میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت فرمائی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جانثاری سب صحابہ سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" اللہ تعالی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر جانثاری اور حضوری کی شمع جمال [illegible] لوگوں کے اعمال ہزار سالہ ان کی خدمت یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے [illegible] ہے۔

مصائب شدیدہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے جیسی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کی ان کے سوا کسی نے نہ کی۔

پھر اپنے اس دعوی کو دس وجہ سے ثابت کیا ان وجوہات میں آپ نے اس مضمون کی احادیث ذکر فرمائیں:

ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے ہر
طرح حضور کی حمایت کی اور آپ کی حفاظت کی، جب بوجہ تنہائی و بیکسی و کثرت
اعداء کچھ قابو نہ چلتا تو ایسی باتیں کرتے کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر
ان کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ آپ ان کی ایذا گوارا کرتے مگر محبوب کو آنچ آنا گوارا نہ
کرتے۔

روزِ بدر شمشیر برہنہ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت کے لئے آپ
کے عریش کے پاس رہے جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا اسے دفع
کرتے۔

شب ہجرت کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں
کبھی بائیں کہ کہیں کوئی کافر ایذا نہ پہنچائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس
ورم کر گئے تو صدیق اکبر حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کرکے لے چلے یہاں تک کہ غار
ثور تک لائے۔ غار میں پہلے خود داخل ہوئے کہ اگر اس میں کچھ ہو تو میری ہی جان پر
آئے حضور کو ایذا نہ پہنچائے وہاں کچھ نہ دیکھا تو حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ غار میں
سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے خوف ہوا کہ کوئی چیز نکل کر محبوب کو
ایذا پہنچائے اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں
سر رکھ کر آرام فرمانے لگے ادھر سانپوں اور اژدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا
صدیق اکبر نے مطلق حرکت نہ کی کہ کہیں محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، یہاں تک کہ
ان کے آنسو حضور کے چہرۂ اقدس پر پڑے حضور کی آنکھ کھل گئی، پوچھا: کیا ہوا؟ عرض

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا: مجھے سانپ نے کاٹا ہے، حضور نے لعاب دہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی آخر عمر میں اس نے عود کیا اور سبب شہادت ہوا۔

الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یار غار نے حق جانثاری کما ینبغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بیکسی اور تنہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا۔

احادیث بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس کام کی غایت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر لائق کے ہاتھ میں نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ نے صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت و حمایت کے لئے چنا تو پتہ چلا کہ صدیق اکبر ہی اس کے زیادہ لائق تھے اور سب سے بڑھ کر رسول کے انیس و دمساز و محرم راز و عاشق جانباز تھے۔

پھر ان صفات کو بیان فرماتے ہیں جو اس لیاقت کے لئے درکار ہیں:

(۱) محب کے صفات و اخلاق نفسانیہ محبوب منصور کے عادات و اوصاف سے غایت تشبہ و مماثلت بلکہ کمال اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں۔

(۲) محبوب کو اس پر پورا وثوق و اعتماد حاصل ہو۔

(۳) آتش محبت سینۂ محب میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماورا اس کا نسیاً منسیاً اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو۔

(۴) صبر تام، شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت۔

اور اللہ تعالیٰ کا صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت و حمایت کے لئے چننا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ میں یہ سب صفات پائی جاتی ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فصل: امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے اس فصل میں دربار نبوت میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کی وجاہت کو بیان فرمایا کہ دربار نبوت میں جو قرب و وجاہت صدیق و عمر کو حاصل کسی کو نہیں، انصار و مہاجرین میں سے کوئی حضور والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا تھا مگر ابو بکر و عمر حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں دیکھتے، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے، سب صحابہ نام سے پکارے جاتے مگر صدیق اکبر کنیت و لقب سے ذکر کیے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو اسی طرح یاد فرماتے، اگر مجلس اقدس میں ابو بکر صدیق حاضر نہ ہوتے تو ان کی جگہ خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے، حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور باقی لوگ سامع ہوتے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ سے ان کی مدح میں اشعار سنتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم چشمہ میں اترے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب اپنے اپنے یار کی طرف تیرو پھر خود صدیق کی طرف تیرے اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا کہ دل میں سوا اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے، جب شیخین کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر شیخین کو مقدم فرماتے، حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا، حضور والا اصحاب کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال وجاہت پر دال ہے، ایک بار ایک صحابی کو صدیق اکبر کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے، زمانہ رسالت میں بھی یہ مرجع ناس تھے لوگ مسائل میں ان سے فتوی لیتے اور اپنے مرض کی چارہ جوئی کیلئے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے صدیق وعمر کے سوا کسی کو مجال تکلم نہ ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اس امت سے وہ شخص جو سب سے پہلے داخل جنت ہوگا صدیق اکبر ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے حساب ہوگا اور صدیق سے حساب نہیں، اور صدیق وعمر سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا۔

فصل سادس: اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نہایت اعلی مقاصد سے یہ بات ہے کہ مسلمان اپنے اعمال قلب وافعال جوارح وکل حرکات وسکنات میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اختیار کرے کہ مدار نجات ورفع درجات یہی تشبہ ہے۔ یہ کلام تو اپنے افعال اختیاریہ میں تھا اور جہاں فضل ازلی [illegible] بندہ کو اعلی [illegible] یت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازلی اس کے احوال غیر اختیاریہ کو بھی حالات طیبات نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بدرجہ اتم حاصل تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حضور کے مشابہ تھے یہاں تک کہ آپ کی مشابہتیں دائرہ حدواحصا سے خارج، حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں کہ اے ابوبکر آپ سب

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ڈھال اور رحمت و فضل میں۔

اس کے بعد امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے مشابہات کو ذکر فرمایا:

(۱) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اقدس ہوتی وہی صدیق کی رائے ہوتی اور جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی، حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا بے دخولِ مکہ وطوافِ کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو ناگوار گذرا، آپ نے اپنے درد کے درماں جوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا پھر صدیق اکبر سے عرض کیا تو صدیق اکبر کی زبان سے حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب نکلا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی اور کی صحبت پسند نہ آئی۔ اٹھارہ برس کی عمر سے سید العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بتوں اور بت پرستوں سے نفرت کرتے کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا، صدیق کو دیکھئے کہ اس فضل سے کیسا حصہ پایا اور صغر سن میں ہی بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدمِ الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شانِ ابراہیمی کا خلف دکھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنا کر بھیجا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین﴾ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ارحم امتی بامتی ابو بکر'' میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع فضائل کیا ہر وہ خوبی و کمال جو اگلے انبیا کو عطا ہوا حضور کو اس کی مثل یا اس سے امثل عطا ہوا، اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں پھر فرمایا شادمانی تیرے لئے اے ابو بکر کہ تو ان سب کا جامع ہے۔

اور صدیق سے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت کے تمام دروازوں سے بلائے جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ابو بکر صدیق کو بھی فصل خطاب وحسن کلام میں پایۂ رفیع عطا ہوا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی اور بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا اور آپ کو ابلغ الناس کہا گیا۔

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

الحمد لله رب العلمین ٥و الصلوۃ و السلام علی افضل المرسلین

والہ وصحبہ اجمعین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ٥علی اللہ توکلنا ولا

حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥

مقدمہ تحقیقِ معنیٔ افضلیت میں

مشتمل دس تبصروں پر:

تبصرۂ اولیٰ: حضرتِ حق سبحانہ وجل جلالہ نے جب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو آرام گاہ عالمِ ارواح سے ہدایتِ خلق کے لئے دار الہموم والاحزان میں بھیجا، ہر وقت وہر زمانہ میں خیارِ امم ان کی صحبت ومعیت واستلاف وموانست کے لئے پیدا کئے، تا (کہ) زمانۂ نبی میں اس کی خدمت ورفاقت ونصرت واعانت سے بہرہ یاب ہوں اور اس کے سایۂ عاطفت میں دودھ پیتے بچوں کی طرح پرورش پاکر اس کی عادتیں سیکھیں اور متخلق باخلاق الیہ ہو جائیں، پھر جب پیغمبر رحلت فرمائے اس کی نیابت اور خلق کو اس کی روش پر ہدایت اور اس کی شرع کی طرف ارشاد ودعوت کریں اور جو لوگ مشرف بایمان ہوں ان کے اخلاق وعادات دیکھ کر نبی کی عادات واخلاق سیکھیں اور ہم نشینانِ گل میں بوئے گل پاکر مشامِ جام تازہ کریں، بعدہ جب ان لوگوں کی تعلیم وارشاد وتخلق واقتیاد کا اثر عالم سے زائل اور یہ سلسلہ متناہی ہو جائے اور خلق ازسرِ نو مرشد مستقل کی محتاج ہو، اس کے بعد دوسرا پیغمبر بھیجا جائے اور وہ سلسلۂ طیبہ جیسے پہلے شروع ہوا تھا پھر نظام پائے، عرصۂ بعید ومدتِ مدید تک عالم اسی

ذہاب وایاب اور نجومِ رسالت کے طلوع وغروب میں تھا کلما ھلک نبی خلفہ نبی (۱)(۲)، فترتِ عیسوی میں جو ظلمت وتاریکی عالم پر چھائی کبھی نہ تھی، مذاہب فاسدہ وعقائدِ فاسدہ بیش از بیش مجتمع ہوئے، فرقِ کفار کا انشعاب بکثرت تھا اور امم سابقہ کی گمراہی وضلالت اور تازہ احداث وابتداع علاوہ۔

اب وقت وہ آیا کہ آفتابِ ختمیت طلوع فرمائے اور عالم میں اس بادشاہِ عرش بارگاہ کا حکمِ احکم جاری ہو جسے جنابِ باری کی خلافتِ عظمیٰ حاصل اور اس کی دعوت وہدایت سب سے قوی وکامل ہو، شریعت اس کی کہ خاتم الشرائع ہے ایسی عمدہ تہذیب وغایتِ اعتدال میں واقع ہو جسے اختلافِ امصار وتبدّلِ اعصار نہ بدل سکے اور اصحاب اس کے صفاتِ فاضلہ میں ایسے کامل ومنتہی ہوں جن کے تخلق وانقیاد وہدایت وارشاد کا اثر تاقیامِ قیامت زائل نہ ہونے پائے کہ یہ سلسلہ معدوم ہو کر عالم کو پھر ہادیٔ بالاستقلال کی حاجت پڑے گویا کہ (آیۃ) کریمہ ﴿کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر(۳)﴾(۴) میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

---

(۱) ترجمہ: جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی دنیا میں تشریف لے آتا۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث ۳۴۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۴۶۱

(۳) ترجمہ کنز الایمان: بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ (۴) پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

پس حکمتِ الٰہیہ نے صحبت ونیابتِ سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترین عالم تھے، اور نفوسِ قدسیہ ان کے فضائلِ محمودہ میں سب سے اعلیٰ واکرم، تربیتِ ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعتِ غرائے بیضائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارِ گراں جسے قولِ ثقیل سے تعبیر فرماتے ہیں ﴿انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً (۱)﴾ (۲) اپنی دوشِ ہمت پر اٹھالیا اور باحسن وجوہ اس کی ترویج وتبلیغ کو انجام دیا، اپنے مولی وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتیں اختیار کرنا اور ان کی چال چلنا ایسا سکھایا کہ سراپا ان کا آفتاب رسالت کے رنگ میں رنگ گیا اور ہر رگ وریشہ گلِ اصطفا کی بو سے مہک اٹھا، اثر ان کے تخلق وتعلمِ عادات کا ہمیشہ باقی رہے گا اور نورِ اخلاقِ مصطفائی کا عالم سے کبھی محو نہ ہوگا اس لئے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، قی عم "ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ و سلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ" (۳) یعنی حق سبحانہ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔

(۲) پ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۵

(۳) مسند احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، حدیث ۳۶۰۰، دار الفکر، بیروت، ۲/۱۶

تمام جہاں کے دل سے بہتر پایا پس انہیں چن لیا اور اپنا پیغمبر کر کے بھیجا پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انہیں اپنے نبی صلی للہ علیہ وسلم کا وزیر کیا کہ اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔

آفتابِ نیمروز سے روشن تر کہ محب جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کی رفاقت وملازمت اور دربارداری وخدمت گزاری کے لئے نہایت سنجیدہ وپسندیدہ ووفادار وکارگزار ونیک اطوار لوگ جنہیں اپنی نظر میں تمام دنیا سے بہتر اور ان کے ملکاتِ نفسانیہ کوکل عاداتِ حسنہ کا عطر سمجھتا ہے مقرر کرتا ہے، حق تبارک وتعالیٰ قادر مطلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب وسید المحبوبین، کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسے حکیم بلند قدرت نے ایسے عظیم ذی وجاہت جانِ محبوبی کانِ عزت کے لئے خیارِ خلق کو جلیس وانیس نہ فرمایا۔

ایک روز جناب طیبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خشیتِ الٰہی مستولی اور محاسبۂ نفس میں کمال مشغولی تھی، سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضری چاہی، فرما بھیجا اس وقت میں ایک غم وکرب میں ہوں لوٹ جاؤ، حضرت ابن عباس نے کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں، آخر اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوف ناک باتوں سے ڈر رہی ہوں، حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ کو مژدہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عائشہ میری بی بی ہے جنت میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں سے ایک

چنگاری ان کے نکاح میں دے، جناب مغفرت مآب نے فرمایا تم نے میرا غم دور کیا اللہ تمہارا غم دور کرے۔

فقد روی الامام ابو حنیفة عن الهیثم عن عکرمة عن ابن عباس انه استاذن علی عائشة فارسلت الیه انی احد غما و کربا فانصرف فقال للرسول ما انا [illegible] ینصرف حتی ادخل فرجع الرسول فاخبرها بذلک فاذنت له فقالت انی اجد غما و کربا و انی مشفقة مما اخاف علیه فقال لها ابن عباس ابشری فوالله لقد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول عائشة زوجتی فی الجنة و کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اکرم علی الله ان یزوجه جمرة من جمر جهنم فقالت فرجت عنی فرج الله عنک۔(۱)(۲)

بالجملہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان ان کے اصحاب کرام کی رفعت مکان کو مستلزم، جو کور باطن بے بصیرت ان میں سے کسی پر طعن سے اپنی زبان کو آلودہ و ہزار خباثت [illegible] اعظم حکمت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت و نہایت کرامت و منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لئے ارشاد ہوا کہ "اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس حدیث سے پہلے موجود ہے۔

(۲) شرح مسند امام اعظم، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۱۰۸

فی اصحابی لا تتخذو ھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیو شک اللہ ان یاخذہ(۱) اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد، جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے دوستی رکھتا ہے اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے بیر رکھتا ہے اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی سو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔

اللہ راضی ہو فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے وہ ایسے ہی امور پر لحاظ کرکے فرماتے ہیں ''الصحابۃ کلھم خیار عدول لا نتکلم فیھم الا بخیر (۲)''(۳) اور اہلسنت کیا کہتے ہیں خود صاحب سنت علیہ الصلوۃ والتحیۃ نے

---

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۸۸۸، دارالفکر، بیروت، ۵/۴۶۳

(۲) ترجمہ صحابہ سب کے سب صالح اور عادل ہیں ہم ان کے بارے میں جب بھی کلام کریں گے بھلائی کے ساتھ ہی کریں گے۔

(۳) منح الروض الازہر للقاری، فضلیۃ الصحابۃ بعد الخلفاء، کراچی، ص ۷۱

نوٹ اس میں الفاظ یہ ہیں: ولا نذکر احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا بخیر الخ ولذلک ذھب جمہور العلماء الی ان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کلھم عدول۔

فرمایا، طب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اذا ذکر اصحابی فامسکوا "(۱) جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔

غرض اس میں شک نہیں کہ صحابۂ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعد انبیاء و مرسلین کے خیر الخلق و افضل الناس تھے مگر جبکہ منظور الٰہی تھا کہ شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم سے خاص اور بعثت والا کسی زمان و مکان پر منحصر نہ ہو اور یہ ظاہر کہ قلوب ناس قبول نصح و استفادہ و استرشاد میں مختلف ہوتے ہیں بعض پر نرمی سریع الاثر ہوتی ہے اور بعض شدت و سختی مانتے ہیں لہذا حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حاملان شریعت و تابان رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں کسی کے سر پر "ارحم امتی بامتی (۲)"(۳) کا تاج رکھا جائے اور کوئی "اشدھم فی امر اللہ (۴)" کا خطاب پائے، علاوہ بریں جب رحمت الٰہی ان کی طرف بے حد و پایاں متوجہ ہے اور سب تشریف شریف "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (۵) (۶)" سے بہرہ مند، عزت و وجاہت ان کی خواستگار رہوئی کہ ان میں سے اکثر کو

---

(۱) المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۴۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۰/ ۱۹۸

(۲) ترجمہ: میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا مہربان۔

(۳) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، الحدیث ۱۶ـ۳۸۱۵، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۴۳۵

(۴) ترجمہ: ان میں سے اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت۔

(۵) ترجمہ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی (۶) پ ۳۰، سورۃ البینہ، آیت ۸

خلعت ہائے خاصہ کرامت فرمائیں تا (کہ) باعث ان کی زیادتِ اعزاز و وفورِ امتیاز کا ہو، بنا براں بہت اصحاب کرام الطاف و عنایاتِ خاصہ سے ممتاز ہوئے کہ ان کے غیر میں نہ پائی جائیں گو ان سے اعلیٰ و افضل دوسروں میں موجود ہوں، مثلاً:

خ م اول تیر کہ راہِ خدا میں پھینکا گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔(۱)

اور خ م سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشریفِ فداک ابی و امی(۲) سے مشرف فرمایا۔(۳)

خ م حواریِ حضور کے حضرت زبیر ہیں۔(۴)

اور ت عبداللہ بن عباس دوبار رؤیتِ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز۔(۵)

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، حدیث ۲۹۶۶، دار المغنی، بیروت، ص ۱۵۸۶

(۲) ترجمہ: میرے ماں باپ تم پر قربان۔

(۳) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الزبیر بن عوام، حدیث ۳۷۲۰، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲/ ۵۴۰

(۴) صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الطلیعۃ، حدیث ۲۸۴۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۲۶۷

(۵) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن عباس، حدیث ۳۸۴۱، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۴۲۸

ت سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی۔ (۱)

ت ابوذر سا راست گفتار زیرِ آسماں نہیں۔ (۲)

ت ق حب مس حسنِ قرأت میں ابی بن کعب کو سب پر سبقت (۳) زید بن ثابت فرائض دانی (۴) اور معاذ بن جبل علمِ حلال وحرام میں فائق (۵)

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اسامہ بن زید، حدیث ۳۸۴۵، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۳۷

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ذر غفاری، حدیث ۳۸، ۳۸۲۷، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۳۰

(۳) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب، حدیث ۳۸۰۹، دار الفکر، بیروت، ص ۹۲۸

سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب من فضل ابی بن کعب، حدیث ۳۹۰۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۸۷۵

(۴) سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت وابی بن کعب وابی عبیدہ ابن الجراح، حدیث ۳۷۹۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۸۵۹

(۵) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۳۸۲۵، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۳۷

ابوعبیدہ اس امت کے امین۔(۱)

خ م سعد بن معاذ کے انتقال سے عرش خدا ہل گیا۔(۲)

خ م اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا۔(۳)

خ م سیدنا ابوموسیٰ کو مزمار آل داؤد عطا ہوا۔(۴)

خ م حذیفہ صاحب اسرار ہو گئے۔(۵)

م تمیم داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ جساسہ بلفظ حدثنا

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب مناقب ابی عبیدہ بن الجراح، حدیث ۳۷۴۴، دار الفکر، بیروت، ص ۹۱۵

(۲) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ، حدیث ۳۸۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۶۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۳) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجۃ، حدیث ۳۸۲۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۶۵

(۴) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن صوت بالقرأۃ، حدیث ۵۰۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۳۱۶

(۵) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمار وحذیفہ، حدیث ۳۷۴۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۳۵

تمیم الداری حکایت فرمایا۔(۱) اور عکس صدیق کا سیاق بالخیر ہونا فاروق سے بلکہ حدثنی عمر نقل کیا۔(۲)

م ت واللفظ لت حضرت جلیبب جب شہید ہوئے حضور ان کی نعش اپنے دستِ اقدس پر اٹھا کرلے چلے اور ارشاد فرماتے تھے" جلیبب منی و انا من جلیبب جلیبب منی و انا من جلیبب جلیبب منی و انا من جلیبب (۳)" جلیبب میرا اور میں جلیبب کا، جلیبب میرا اور میں جلیبب کا، جلیبب میرا اور میں جلیبب کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وحشرنا فی زمرۃ محبیھم یوم الدین امین ۔(۴)

یہ تو عموم صحابہ کے بحار فضائل سے ایک خفیف قطرہ تھا اور صحرائے فواضل کا ادنیٰ ذرہ، پھر اے اشتیاق بھرے دل اور انتظار والے کان! کیا پوچھتا ہے حال ان چار سروران ابرار وسیدان اخیار کا جو اس بارگاہ عرش اشتباہ کے پہلے صدر نشینان بزم عز وجاہ ہیں، جن کی کرسی عزت خاص پایۂ تخت سلطانی سے پہلو بہ پہلو بچھائی جاتی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفتن، بقصۃ الجساسۃ، حدیث ۲۹۴۲، دار المغنی، بیروت، ص ۱۵۷۵

(۲) تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۹۵

(۳) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل جلیبب، حدیث ۲۴۷۲، دار المغنی، بیروت، ص ۱۳۴۱

(۴) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارا حشر ان کے محبین میں فرمائے، آمین۔

ہے اور اس خسروکون ومکان کے بعد چتر شہریاری ان کے پاک مبارک سروں پر قربان ہوتا ہے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا (۱) روئے زمین کے ریگ دانے ایک ایک کرکے گن لیجئے آسمان کے تارے فرداً فرداً شمار کردیجئے مگر حاشا کہ ان کے فضائل خاصہ ومناقب مختصہ پائے بند زنجیر حصر وشمار ہوں۔

عرب ۱۱ اگر درخت قلمیں اور دریا سیاہی اور طباق آسمان اوراق ہو جائیں اور تمام جن وانس تا قیام قیامت لکھنے پر کمر باندھیں عجب کیا کہ ہنوز روز اول ہو۔

ف وعلی تفنن واصفیہ لحسنہ یفنی الزمان و فیہ ما لم یوصف (۲)

یہی سبب ہے کہ ان چار ارکان قصر ملت و چار انہار باغ شریعت کے خصائص وفضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے مناقب پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں اور ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

ف بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست (۳)

---

(۱) ترجمہ: میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کر۔

(۲) ترجمہ: مجھ پر طرح طرح کا کلام وارد ہو اور میں اس میں جلدی جلدی کلام کروں، زمانہ فنا ہو جائے مگر اس میں اس کی توصیف نہ ہو سکے۔

(۳) ترجمہ: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گل رعنا کی خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ (بہار کی) اصل جگہ تو یہی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علی الخصوص شمع شبستانِ ولایت بہارِ چمنستانِ معرفت خاتمِ خلافتِ نبوت فاتحِ سلاسلِ طریقت طاہر مطہر قاسمِ کوثر امام الواصلین سید العارفین مولی المسلمین امیر المومنین ابو الائمۃ الطاہرین مطلوبِ کل طالب اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم امین (۱) کہ اس جنابِ گردوں قباب کے محامدِ جلیلہ ومناقبِ جمیلہ جس کثرت وشہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے لئے وارد نہیں۔ ☆[۱] امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ☆[۲] اِھس "ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ

☆[۱] قولہ دوسرے کے لئے وارد نہیں۔ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں "علماء نے فرمایا ظاہراً سبب اس کثرت واشتہار کا یہ ہے کہ بنی امیہ اس جناب کی تنقیصِ شان کرتے تھے تو جس محدث کے پاس مناقبِ مرتضوی سے جو کچھ تھا وہ اسے مشتہر کرتا اور وہ لوگ جس قدر ان کے مناقب بجھانا چاہتے اور محدثین کو ان کی تحدیث پر ڈراتے اسی قدر فضائل والا زیادہ انتشار واشتہار پاتے ۱۲ منہ۔

☆[۲] قولہ: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں الخ، اور اسی کے مثل مروی ہوا ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو علی نیسابوری اور اسمٰعیل قاضی سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کما نقلہ الزرقانی فی شرح المواھب فی ذکر کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

---

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سخت دن (قیامت کے دن) میں ہمارا حشر ان کے گروہ میں فرمائے، آمین۔

صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی بن ابی طالب (۱)'' (۲)

ہمارے ائمہ وعلماء نے ان میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین وشرافت دارین حاصل کیں والحق فقیر حقیر کا شمار کس کا اختیار، واللہ العظیم اگر ہزار دفتر اس جناب کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مواخات کی، علو نسب وشرافت صہر میں سب پر برتری ملی، جہاد وسنانی ولشکر شکنی تھی کہ قوت الٰہی کا نمونہ، رویت انور کی تاب وتجلی تھی کہ عارض ایمان کا گلگونہ، تلوار تھی یا چہرۂ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زور نبوی کی تمثال، انہیں بازوؤں نے در خیبر اکھیڑ کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا، خود اس جناب عرفان مآب نے اپنے خصائص میں چند اشعار انشاء وارشاد فرمائے، علماء فرماتے ہیں ہر مسلمان پر واجب کہ انہیں حفظ کرلے تا (کہ) فضائل مرتضوی پر وقوف واطلاع رہے۔ وھی

نفس اسلام

ھذہ ([illegible])

محمد النبی اخی وصهری ... وحمزة سید الشهداء عمی

وجعفر الذی یضحی ویمسی ... یطیر مع الملائکة ابن امی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) ترجمہ: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کے لئے اس قدر فضائل وارد نہ ہوئے جس قدر علی بن ابی طالب کے لئے ۱۲۔

(۲) مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۴۶۳۹، دار المعرفۃ، بیروت، ۳/ ۲۹

وبنت محمد سکنی وعرسی | مشوب لحمها بدمی ولحمی
وسبطا احمد ابنای منھا | فایکم له سھم کسھمی
سبقتکم الی الاسلام طرآ | غلاما ما بلغت اوان حلمی (۱)(۲)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے کہ اللہ اسے اس سرکار کی مداحی مقبول دارین میں عطا فرمائے ان پانچ اشعار کریمہ کا پانچ شعر میں ترجمہ کرکے شاہد سرمایۂ ناز عرب کو لباس تنگ وچست فارس پہنایا اور دیگر فضائل کی اضافت سے گلدستۂ باغ ایمان بنایا۔

منقبت

السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ | حمزہ سردار شہیدان عم اکبر آمدہ
جعفرے کو می پرد صبح ومسا با قدسیان | با تو ہم مسکن بہ بطن پاک مادر آمدہ

---

(۱) ترجمہ: نبی کریم محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم میرے بھائی اور صہر (سسر) ہیں اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میرے چچا ہیں، اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو صبح شام ملائکہ کے ساتھ اڑتے ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں، اور محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیٹی میرے گھر میں رہائش پذیر اور میری دلہن ہیں، ان کا گوشت میرے بدن اور میرے گوشت سے ملا ہوا ہے اور احمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسے ان (فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا) سے میرے بیٹے ہیں، تم میں سے کس کے لئے (ان فضائل میں سے) میرے حصے کی طرح حصہ ہے، میں تم پر اسلام کی طرف سبقت لے گیا بچپن کی حالت میں جبکہ میں ابھی جوانی کے لمحات کو نہیں پہنچا تھا۔

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابہ حدیث ۳۶۴۴۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۳/ ۴۹

بنت احمد رونق کاشانہ و بانوئے تو — گوشت و خونت بلحمش شیر و شکر آمدہ

ہر دو ریحان نبی گلہائے تو زان گلزمین — بہرہ گلچینیت زین باغ برتر آمدہ

می چمید ی گلبنا در باغ اسلام و ہنوز — غنچہ ات نشگفت و نی نخلے دگر بر آمدہ

ہر نبی را ذریت در صلب او بنہادہ اند — نسل پاک مصطفیٰ از پشت تو بر آمدہ

زرم زرم از بزم دامن چیدہ رفتہ بادتند ۔۔۔۔(یہاں بیاض ہے)(۱)

صدیق اکبر کے خصائص ہے اس قدر بس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان گرامی کو تمام ہمسروں سے الگ کر دیا اور انھیں خاص اپنی ذات پاک کے

---

(۱) ترجمہ: اے اپنی تعریف کرنے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صہر (داماد) اور چچازاد بھائی (یعنی پیارے علی) آپ پر سلام ہو۔ شہیدوں کے سردار حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے بڑے چچا ہیں، اور حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جو صبح و شام ملائکہ کے ساتھ (سیر کو) اڑتے ہیں، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اور آپ دونوں ایک ہی ماں کے پاکیزہ بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لخت جگر آپ کے کاشانہ اقدس کی رونق اور آپ کی زوجہ ہیں، آپ اور سیدہ فاطمہ دونوں ایک ہی جان کے دو حصے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پھول (یعنی حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ ہی کے گلستان کے گل رعنا ہیں، آپ کے انہی گلچیں کی وجہ سے باغ کی رونق زیادہ ہے، باغ اسلام کی طرف آپ کا جھکاؤ اس وقت بھی تھا جبکہ ابھی آپ کی کلی نہیں کھلی تھی اور نہ ہی اس وقت کوئی دوسرا پودا تھا، ہر نبی کی اولاد اسی کی صلب میں رکھی گئی لیکن سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل پاک آپ سے چلی، بزم دامن کے چیچے ہوئے نرم و نازک پھول مرجھا رہے ہیں تیز ہوا۔۔۔۔

لئے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے، خ ”ھل انتم تارکولی صاحبی ھل انتم تارکولی صاحبی “(۱) کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لئے چھوڑ دو کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لئے چھوڑ دو۔

حق جلا وعلا نے انہیں ثانی اثنین خطاب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ا خ م ت ”ماظنک یا ابا بکر باثنین اللہ ثالثھما “(۲) اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا خدا ہے۔

سبحان اللہ، کن دو کے تیسرے، ایک رب العلمین جل جلالہ دوسرے افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ف ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی — واللہ کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

فاروق اعظم امیر المؤمنین امام العادلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوہرِ نفس کو خدا جانے صبغۃ اللہ نے کس رنگ پر رنگا تھا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ات مس طب عس ”لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب

WWW.NAFSEIISLAM.COM

---

(۱) بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی ”لو کنت متخذا خلیلا “، حدیث ۳۶۶۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/۵۱۹

(۲) بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب المھاجرین وفضلھم، حدیث ۳۶۵۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/۵۷۱

''(۱) اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

شیطان اس جناب کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرۂ اقدس پر نظر پڑتی تازیانہ جلال فاروقی کی تاب نہ لا کر منہ کے بل گر پڑتا، سب نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی، نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔ یہاں چند کلمات شاہ ولی اللہ صاحب کے فقیر کو کس قدر پسند آئے کہ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں ''تدبیر غیب اور اخواہی نخواہی باسلام آورد مصرعہ گر نیاید بخوشی موئے کشائش آرید مراد بودنہ مرید مخلَص بودنہ مخلِص شتان بین المرتبتین دریں راہ نیامد تا آنکہ از در و دیوار ندایش نہ کردند و بر خوان نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواندند رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' (۲) (۳)

---

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن خطاب، حدیث ۳۷۰۶، دار الفکر، بیروت، ۵/۳۸۵ (و لفظ الترمذی لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب)

(۲) ترجمہ: خواہی نخواہی تدبیر غیب اسے اسلام کی طرف لائی، مصرعہ، ''اگر وہ بخوشی نہ آتے تو انہیں بالوں سے کھینچ کر لے آتے'' ایسی صورت میں وہ مراد کہلائے گا مرید نہیں، مخلَص ہوگا مخلِص نہیں، اور ان دونوں مراتب میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اور وہ اس وقت تک اس راستے پر نہ آیا جب تک جب تک در و دیوار نے اسے نہ پکارا نیز اس وقت تک وہ خوانِ نعمت تک نہ پہنچے جب تک کہ ہر زبان نے انہیں بار بار دعوت نہ دی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(۳) ازالۃ الخفاء، مقصد دوم، ماثر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سہیل اکیڈمی، لاہور، ص ۴۲

ذوالنورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفاقِ مال میں وہ رتبہ بخشا جس کے سبب

ت "ما علی عثمٰن ما فعل بعد ھذہ ما علی عثمٰن ما فعل بعد ھذہ" (۱)

کا خلعت ملا یعنی اس کے بعد عثمٰن کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، اسکے بعد عثمٰن کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

تجہیزِ جیش العسرہ، وقفِ بیر رومہ و زیادت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم روزِ ازل سے اس غنی الدارین کا حصۂ خاص تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر پارے نکاح میں آئے اور ان دو چاند سورج کے سبب ذی النورین لقب پایا اور فضیلت پر فضیلت یہ کہ حضور نے ارشاد فرمایا علیہ السلام "اگر میری چالیس (۴۰) بیٹیاں ہوتیں ایک کے بعد ایک عثمان کے نکاح میں دیتا (۲)، کتابت قرآن عظیم سے پہلے مشرف اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اول مہاجر خدا کی طرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۳)

بالجملہ اصل بات وہی ہے کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث ۳۷۲۰، دار الفکر، بیروت، ۳۹۱/۵

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابہ، فضائل ذوالنورین عثمان، حدیث ۳۶۲۵۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۸/۱۳

(۳) المعجم الکبیر، نسبۃ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۱۴۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۹۰/۱

ف بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم　　بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست (۱)

اگر کلام کو اس کے نظام سے خارج کرنا اور سوق بیان کی غرض و غایت سے دور جا پڑنا مخل مرام نہ ہوتا تو سمند خامہ کو کہ اشتیاق جولان میں لگام میں چاہتا اور باگیں توڑاتا ہے چندے رخصت خرام دی جاتی مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جواب یاد آیا اس نے تسکین کر دی، کسی سردار نصرانی نے آپ سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت دریافت کی، فرمایا تفصیل تو میری قدرت میں نہیں اور اجمال یہ ہے کہ جیسا مرسل ویسا رسول۔

اسی طرح شرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات کے فضائل کو اندازہ کیا چاہیے والسلام۔

تبصرۂ ثانیہ: سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے انہیں انتساب دو جہاں کی عزت اور کیسی مجد و شرافت ہے "**صو**" اولاد انصار سے ایک مرد کو کسی نے بعد انتقال کے خواب میں دیکھا، پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا، کہا: بخش دیا، کہا: کس سبب سے، کہا: بسبب اس مشابہت کے جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھی، کہا تم سید ہو، کہا: نہیں، کہا: پھر مشابہت کیسی،

---

(۱) ترجمہ: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گل رعنا کی خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ (بہار کی) اصل جگہ تو یہی ہے۔

کہا: ایسی جیسے کتے کو راعی سے ہوتی ہے"(۱)

ابن عدیم کہتے ہیں میں نے اس مشابہت کی یہ تعبیر دی کہ وہ مرد انصاری الملنب تھا، بعض علماء فرماتے ہیں: میں نے اسے انتساب علم خصوصاً علم حدیث کے ساتھ تاویل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں اور اہل حدیث (یعنی محدثین) کی درود سب سے زیادہ ہے"(۲)۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قول ثانی اظہر ہے کہ وجہ شبہ سگ وشبان میں محافظت کو پسند ہے اور علماء بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اس گرگ خونخوار یعنی شیطان ستمگار سے نگہبان ہیں۔ جب مجرد انتساب پر یہ حال ہے تو ان کا کیا کہنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے ہیں اور حضور کے بدن اقدس کے ٹکڑے، گوشت و پوست ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خون سے بنا، اور سراپا ان کا اس جوہر شریف میں خمیر کیا گیا، اللہ اللہ وہ درخشندہ موتی جو بحر اصطفا سے نکلے، اور وہ زیبندہ پھول جو شاخ نبوت میں پھولے، علی الخصوص حضرت بتول جگر پارۂ رسول خاتون جہاں بانوئے جناں سیدۃ النساء فاطمہ زہرا اور اس دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت کے مہ پارے،

---

(۱) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ص ۲۳۲

(۲) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ص ۲۳۲

باغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین سعیدین شہیدین تقیین نقیین نیرین زاہرین ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم وارضی ورحمنابھم یوم تعرض الاعمال عرضا امین (۱)، پھر ان سے جو آگے نسل چلی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آبشار ﴿یطہرکم تطہیرا ○﴾ (۲)(۳) سے پانی ملا اور نسیم " اخرج منکما کثیرا طیبا " (۴) نے نشو و نما دیا، سبحان اللہ وہ برکت والی نسل جس کے منتہی حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور وہ شجرۂ طیبہ جس کی توقیع مدح ﴿اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء﴾ (۵)(۶)

فقط جب ایک غلام قریشی نے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خون حجامت پی لیا، حضور نے ارشاد فرمایا " احرزت من النار و یروی قال اذھب فقد احرزت نفسک من النار " (۷) یعنی تو دوزخ سے بچ گیا یا فرمایا جا کہ تو

---

(۱) ترجمہ اللہ تعالیٰ ان سے خوب راضی اور اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اعمال پیش ہونے کے دن ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

(۲) ترجمہ کنز الایمان تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(۳) پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۳

(۴) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ص ۱۴۲

(۵) ترجمہ کنز الایمان: جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں (۶) پ ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت ۲۴

(۷) ۱ الخصائص الکبری، مکتبہ حقانیہ، پشاور،

۲ البدر المنیر، حدیث ۸، المکتبۃ العربیۃ السعودیۃ، ریاض، ۱/۴۷۳

نے اپنی تئیں (اپنے آپ کو) دوزخ سے بچالیا۔

عزیزا! جب حضور کے خون پاک کی برکت سے آتش دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کی رگ وپے میں ساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آنچ کیوں کر پہنچ سکتی ہے اسی لئے ارشاد ہوتا ہے، **طب رتم** "**ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذریتها علی النار**" (۱) بیشک فاطمہ نے اپنی عفت نگاہ رکھی پس خدا نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا۔

اور حدیث صحیح ☆ میں آیا ہے، "**وعدنی ربی فی اهل بیتی من اقر منهم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبهم**" (۲) میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے حق میں وعدہ کیا جو ان میں سے خدا کی وحدانیت اور میری تبلیغ رسالت کا اقرار کرے گا اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔

☆ قول صحیح، [illegible] الذهبی نقله المناوی ۱۲ منہ

---

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب المناقب، مناقب فاطمة بنت رسول الله، حدیث ۴۷۷۹، دارالمعرفۃ بیروت، ۳/۱۳۵

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث ۴۷۷۲، دارالمعرفۃ بیروت، ۳/۱۳۲

اور بروایت ثقات وارد ہوا۔ **صو** حضور نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا "ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک (۱) اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیرے بچوں کو۔

اور وارد ہوا۔ **مح فر** ☆ "سئلت ربی ان لا یدخل النار احدا من اهل بیتی فاعطانی ذلک" (۲) میں نے اپنے رب سے سوال کیا میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے پس اس نے مجھے یہ عطا کیا۔

اور فرماتے ہیں۔ **طب قط** "اول من اشفع له من امتی اهل بیتی الاقرب فالاقرب" (۳) الحدیث "میں اپنی امت میں پہلے شفاعت اپنے اہل بیت کی کروں گا جو نزدیک تر ہیں پھر جو نزدیک تر ہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ **مح** سمعت رسول اللہ صلی

WWW.NAFSEISLAM.COM

☆ وکذا اخرجه ابو القاسم بن بشران فی اماليه کما فی **صو** ۱۲ منہ

---

(۱) المعجم الکبیر، حدیث ۱۱۶۸۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۱/۲۱۰

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب خامس فی فضل اہل بیت، حدیث ۳۴۱۴۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/۴۳

(۳) المعجم الکبیر، حدیث ۱۳۵۵۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۳۲۱

الله عليه وسلم يقول اللهم انهم عترة رسولك فهب مسيئهم لمحسنهم وهبهم لي ففعل قلت ما فعل قال فعله ربكم بكم ويفعله بمن بعدكم "(۱) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا، الٰہی! وہ تیرے رسول کی آل ہیں پس ان کے بدکار کو، ان کے نیکوکار کو بخش دے اور ان سب کو مجھے دے ڈال، پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، میں نے عرض کیا: کیا کیا، فرمایا: تمہارے رب نے یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آئیں گے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

احادیث کہ اس نسل مکرم کے فضل میں وارد، دائرہ احصاء وشمار سے خارج ہیں، اے عزیز! روزِ قیامت سب نسب اور رشتے منقطع ہیں کوئی نہ پوچھے گا کس کا بیٹا کس کا پوتا،

ع   کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست (۲)

خود حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿فاذا نفخ في الصور فلا انساب بينهم﴾ (۳) پھر جس وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

مگر نسب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضور سے رشتہ وعلاقہ کہ یہ وہ عروۂ وثقیٰ ہے جسے کبھی انقطاع نہیں، قصۂ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے،

---

(۱) صواعق محرقہ، باب بشارتہم بالجنۃ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۳۵

(۲) ترجمہ: کہ اس معاملہ میں فلاں ابن فلاں (یعنی نسب) کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) پ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۱۰۱

د سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا لوگوں کو نماز کے لئے ندا کریں، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا "ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب و نسب تنقطع یوم القیمة الا نسبی و سببی فانها موصولة فی الدنیا والآخرة" (۱) کیا حال ہے ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی، روز قیامت ہر رشتہ ونسب منقطع ہوگا سوا میرے نسب وعلاقہ کے کہ وہ دنیا وآخرت میں جڑا ہوا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بطرق عدیدہ حضور سے مروی کہ ان میں بعض کے رجال اہل توثیق ہیں اور اسے بیہقی وحاکم ودار قطنی وبزار وطبرانی نے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر ومسور وغیرہم صحابہ سے روایت کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ذہبی کہتے ہیں اسناد اس کی صالح ہے اور ابن حجر نے صواعق میں بعض طرق کو صحیح کہا اور طب مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ... ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "تزعمون ان شفاعتی لا تنال اهل بیتی وان شفاعتی تنال صداء وحکما" (۲) تم گمان کرتے ہو میری شفاعت میری اہل

---

(۱) السنن الکبری، کتاب النکاح، حدیث ۱۳۳۹۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۷/۱۰۲

(۲) المعجم الکبیر، باب مسند النساء، ام ہانی بنت ابی طالب، حدیث ۱۰۲۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۴/۴۳۳

بیت کو نہ پہنچے گی حالانکہ میری شفاعت تو صداء و حکم کو پہنچے گی کہ دو قبیلے ہیں اہل عرب کے یمن میں یعنی جب دور والے محروم نہیں تو پھر گھر والے تو گھر والے ہیں۔

مگر ہاں ہمہ قرآن و حدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب و جزئیت عنداللہ مدار افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار حریت دین و تقوی ہے، قال ربنا تبارک وتعالی ﴿یاایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم﴾ (۱) اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کیا تم کو شاخیں اور قبیلے تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک بزرگ تر تمہارا اللہ کے نزدیک تمہارا ابڑا پرہیزگار ہے۔ یعنی اصل تم سب کی ایک مرد و عورت سے ہے نسب کی شاخیں اور قبیلوں کی جدائیاں تو اس غرض سے ہیں کہ اپنے اقربا کو پہچان کر صلۂ رحم کرو ہماری بارگاہ میں زیادت عزو وجاہت اسی سے ہے کہ پرہیزگاری زیادہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں، "خ م" عن ابی ھریرۃ اکرم الناس اتقھم" (۲) زیادہ بزرگ لوگوں میں وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے۔

اور فرماتے ہیں، "انظر فانک لست بخیر من احمر ولا اسود

---

(۱) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۲) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التا، حدیث ۵۶۲۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۳/ ۴۰

الا ان تفضله بتقوی الله "(۱) دیکھ کہ تو کسی سرخ وسیاہ سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقوائے خدا میں زیادہ ہو۔

اور فرماتے ہیں، **طب** "المسلمون اخوة لافضل لاحد علی احد الا بالتقوی "(۲) مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر بسبب تقوی کے۔

اور فرماتے ہیں "ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية انما هو مؤمن تقی و فاجر شقی الناس كلهم بنو آدم و آدم خلق من تراب" (۳) بے شک خدا نے تم سے دور کیا نخوت جاہلیت کو، لوگ دو ہی قسم ہیں مسلمان پرہیزگار اور بدبخت تباہ کار، آدمی سب اولاد آدم ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے۔

اور فرماتے ہیں **م ق** "ان الله لا ينظر الى صوركم و اموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم و اعمالكم "(۴) بیشک خدا تمہاری صورتیں اور مال

---

(۱) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، حدیث ۵۶۲۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۴۱

نوٹ: کتاب میں بتقوی اللہ کی جگہ صرف بتقوی ہے۔

(۲) المعجم الکبیر، راوی حبیب بن خراش، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴/۲۵

(۳) شعب الایمان للبیہقی، الرابع والثلاثون حفظ اللسان، حدیث ۵۱۳۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۲۸۶

(۴) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث ۳۳، دار المغنی، بیروت، ص ۱۳۸۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

اور فرماتے ہیں، "ان انسابکم ھذہ لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم لیس لاحد علی احد فضل الا بدین او تقوی "(۱) تمہارے نسب (کسی کیلئے باعث عار) نہیں ہےتم سب اولاد آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر دین یا تقوی سے۔

اور فرماتے ہیں، "یا ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی خیرکم عنداللہ اتقکم للہ "(۲) لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہی لہٰذا کسی عربی کو بزرگی عجمی پر نہ کسی سیاہ کو سرخ پر مگر بسبب تقوی کے بہتر تمہارا خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔

اور فرماتے ہیں، جز عک للناس لآدم وحواء ان اللہ لا یسالکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمۃ الا عن اعمالکم ان اکرمکم عنداللہ اتقکم "(۳) خدا روز قیامت تمہارے حسب پوچھے گا نہ نسب

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، حدیث ۱۷۳۱۵، دار الفکر، بیروت، ۱۲۲/۹

(۲) مسند احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی، حدیث ۲۳۵۴۹، دار الفکر، بیروت، ۱۲۷/۹

(۳) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، التقوی، حدیث ۵۶۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۳/۳

سو اعمال کے، بیشک تم میں زیادہ بڑائی خدا کے یہاں اسے ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے

اور فرماتے ہیں، م "من ابطابه عمله لم یسرع به نسبه "(۱) جس کے ساتھ اس کا عمل درنگ کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا یعنی جو اپنے اعمال میں گھٹ رہا نسب سے نہ بڑھ جائیگا۔

اور فرماتے ہیں، طب "ان اهل بیتی یرون انهم اولی الناس بی ولیس کذلک ان اولیائی منکم المتقون من کانوا وحیث کانوا "(۲) میرے اہل بیت کو خیال ہے کہ وہ سب میں زیادہ مجھ سے قریب ہیں اور ایسا نہیں بے شک سب میں زیادہ نزدیک مجھ سے تمہارے پرہیزگار ہیں کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔

اے عزیز! اگر نسب وجزئیت مدار افضلیت ہوتا تو سراپردہ ہائے عفت آسمان رفعت کنیزان درگاہ تقدس پناہ حضرات بتول زہرا وزینب ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خدام بارگاہ والا جاہ مرتضوی پر تفضیل ہوتی بلکہ جناب سبطین کریمین بھی حضرت مولیٰ سے افضل ہوتے کہ ان کی قرابت کو ان جگر پاروں سے جو درحقیقت

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، حدیث ۲۶۹۹، دار المغنی، بیروت، ص ۱۴۴۷

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۲۴۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰/۱۲۰

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اجزائے بدن ہیں کیا مناسبت ☆ حالانکہ یہ امر باجماع فریقین باطل، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابِ ابنین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

☆ قولہ کیا مناسبت، شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی دراشعۃ اللمعات در باب مناقب اہلِ بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میفرماید ہیچکس بحسب شرف ذات وطہارتِ طینت وپاکی جوہر بفاطمہ وحسن وحسین (رضی اللہ عنہم) نرسد واللہ اعلم انتہی (۱)(۲)

اسی مقام پر نظر کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت فرماتے ہیں "لاافضل علی بضعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم احداً (۳)" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ علامہ عبد الرؤف مناوی زیر حدیث "افضل نساء اهل الجنة" فرماتے ہیں "هی واخوها ابراهیم افضل من جمیع الصحابة (۴)" فاطمہ زہرا اور ان کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب صحابہ سے افضل ہیں۔ (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) ترجمہ: شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی شرح مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات کے باب مناقبِ اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں: شرافتِ نسب وطہارتِ طینت وطہارتِ عنصر اور نظافتِ جوہر کے اعتبار سے کوئی بھی فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک نہیں پہنچ سکتا (یعنی آپ کا نسب سب سے افضل واعلیٰ ہے) اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ شیخ محقق کی عبارت ختم ہوئی۔

(۲) اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، مناقب اہل بیت، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ۴/ ۶۸۵

(۳) مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، مناقب اہل بیت، حدیث ۶۱۳۹، دار الفکر، بیروت ۱۰/ ۵۱۴

(۴) فیض القدیر للمناوی، حدیث ۱۳۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲/ ۶۸

کو اپنا بیٹا اور جوانانِ اہل جنت کا سردار کہہ کے ان کے والد ماجد کو ان پر تفضیل دی،

''فقد اخرج **ق** عن ابن عمر و **مس** عنه و عن ابن مسعود و **طب** عن قرۃ و ملک بن الحویرث و**عس** عن علی و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابنای ھذا ن الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ و ابوھما خیر منھما''(۱) و لفظ **طب** افضل منھما(۲) صححہ الحاکم و اسناد **طب** حسن (اس کو حاکم نے صحیح کہا اور **طب** کی اسناد حسن ہیں۔ت) یعنی حضور نے ارشاد فرمایا میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین سب جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر و افضل ہے۔

(پچھلے صفحے کا حاشیہ) **اقول** پس اگر شرافت نسب و نظافتِ جوہر و طہارتِ عنصر و طیبِ طینت میں گفتگو کرتے ہو تو حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان امور میں بحث نہیں، دلائلِ تفضیلِ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ان کا ذکر کیوں لاتے ہو غرض حق یہ ہے کہ سفضیہ کی کسی بات کا تھل نہ بیڑا۔۱۲منہ

---

(۱) کنز العمال، الباب فاطمۃ والحسن والحسین، حدیث ۳۴۲۴۲، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۵۲/۱۲

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، باب حسن بن علی، حدیث ۲۶۰۸، داراحیاء التراث، بیروت، ۳۸/۳

البتہ محبتِ طبعی اپنے عزیزوں قریبوں سے زیادہ ہوتی ہے اس میں ہمارا کلام نہیں، جاہ وکرامتِ دینی کا مدار وہی مزیتِ تقوی ہے کما مر، اسی لئے ارشاد ہوتا ہے،

طس (۱) "فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منھا(۲) اے علی فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے اور تیری عزت میری نگاہ میں اس سے بیشتر ہے۔

تنبیہ نبیہ: سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ابوت صرف ابوت جسمانی پر منحصر نہیں بلکہ اس کی دوسری قسم روحانی ہے، اور یہ قسم قسمِ اول سے اعلی واکمل، تمام مسلمان حضور کے مثلِ اولاد ہیں کہ زیرِ سایۂ رحمت تربیت وپرورش پاتے ہیں اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ ادس ق حب عن ابی ھریرة "انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم "(۳) میں تمہارے لئے بجائے باپ کے ہوں تمہیں تعلیم کرتا ہوں۔

اور قرأت شاذہ میں وارد ہے النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم و

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱) عن ابی ھریرة ورجالہ رجال الصحیح ۱۲ مناوی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور اس کے راوی صحیح (بخاری) کے راویوں کی طرح ہیں۔

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۷۶۷۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۳۸۰

(۳) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارة، باب کراھة استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حدیث ۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص ۳۷

وازواجہ امہاتہم وھو ابوھم ﴾(۱) نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے، اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں، اور وہ ان کا باپ۔

علماء فرماتے ہیں حضور کی کنیتوں سے ایک کنیت ابو المومنین ہے یعنی سب مسلمانوں کے باپ۔

پھر جو شخص مشیمۂ نفس وتکدراتِ ہوا کی ظلمات سے باہر آ کر فضائے وسیع اتقا میں قدم رکھتا اور اس ولادتِ ثانیہ کے بعد ذکر خدا سے استہلال کرتا اور خون ناپاک حب دنیا کا تغذیہ چھوڑ شیر خوشگوار شریعت سے نشو ونما پاتا ہے، اس کا نسبِ معنوی نہایت مستحکم ہو کر تربیتِ محمدیہ کا سچا بیٹا پیارا فرزند گنا جاتا ہے۔ اور یہ نسب نسب ظاہری سے بغایت اعلی واغلی ہوتا ہے، اسی لئے شرافتِ عالم کو شرفِ سید پر ترجیح وتفوق ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **طس طص** ''آل محمد کل تقی''(۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہر پرہیزگار ہے۔

امام الفریقین عارفِ اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز رسالہ اعلام الہدی وعقیدۂ ارباب التقی میں فرماتے ہیں ''کونک تنسب علیا الی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالصحبة اکمل فی وصفه

---

(۱) الدر المنثور، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۶/۵۰۰

نوٹ: وھو ابوھم کی جگہ ''وھو اب لھم'' ہے۔

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۳۳۳۲، من اسمہ جعفر، دار الفکر، بیروت، ۲/۲۹۵

من نسبة القرابة اذهی نسبة صورية والكل عال لان نسبة القرابة نسبة صورية و نسبة الصحبة نسبة المعنی (۱)'' (۲)

ترجمہ عوارف کے باب اول فی التمسک بالعقیدۃ الصحیحہ میں ہے'' شک نیست کہ محبت ہر محبوب اقتضائے محبت کند باہر کے نسبتے بسبب قرب و قرابت با او دارد و صحابہ و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعضے ہم نسبت صورت و معنی داشتند و بعضے مجرد معنی و نسبت معنوی از نسبت صوری کامل تر ست (۳)''

(۴)

پس خوب ملحوظ و محفوظ رہے کہ صحابہ کرام میں کسی کو شرف جزئیت سے محرومی

---

(۱) ترجمہ: تیرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف صحابیت سے منسوب کرنا نسبت قرابت سے موصوف کرنے کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے کیونکہ نسبت قرابت نسبت صوریہ ہے اور وہ سب حضور علیہ السلام کے عیال ہیں، بے شک نسبت قرابت نسبت صوریہ ہے اور نسبت صحبت نسبت معنویہ ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۲) رسالہ اعلام الہدیٰ وعقیدہ ارباب التقیٰ

(۳) ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محبوب کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر اس سے محبت کی جائے جو محبوب سے قرب و قرابت کی وجہ سے نسبت رکھتا ہے، بعض صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نسبت معنوی اور نسبت صوری رکھتے ہیں جبکہ بعض صرف معنوی نسبت رکھتے ہیں اور نسبت معنوی نسبت صوری سے زیادہ کامل ہے۔

(۴) ترجمہ عوارف

نہیں، بلکہ وہ سب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال واجزاو اطفال ہیں اور حضور سے اعلیٰ درجہ کا قرب وقرابت رکھنے والے، اسی جگہ فقیر عرض کرتا ہے:

مثنوی

بحرِ زاخر شرع پاک مصطفےٰ   وان صدف عرش خلافت اے فتے

قطرہا آن چار بزم آرائے او   زانکہ او کل بود وشان اجزائے او

ہر گہائے آن گل زیبا بہم   رنگ وبوئے احمدی می داشتند

قصد کارے کرد آن شاہ جواد   ہر یکے انی لہ گویان ستاد

جنبش ابروئے تکلیف کلام   خود بود این کار اجزاء والسلام

آن عتیق اللہ امام المتقین   بود قلب خاشع سلطان دین

وان عمر حق گو زبان آنجناب   ینطق الحق علیہ و الصواب

بود عثمان شرمگین چشم نبی   تیغ آن دست جواد او علی

نیست گر دست نبی شیر خدا   چون ید اللہ نام آمد مرورا

دست احمد عین دست ذوالجلال   آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزہ می زند دست جناب   ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

وصف اہل بیعت آمد اے رشید   فوق ایدیھم یداللہ المجید (۱)

---

(۱) ترجمہ: شریعت مصطفیٰ بہت بڑا سمندر ہے۔ اے نوجوان عرش خلافت کے یہ چار تابناک موتی شریعت مصطفیٰ کے سمندر کی زینت ہیں اس لیے کہ وہ کل ہے (حاشیہ جاری ہے)

تبصرہ ثالثہ: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول ورضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عنداللہ ہزار پر غالب آتی ہے، جس کا ناصیۂ دل آستانہ شرع پر جبین سائی سے منور اس پر یہ امر شمس وامس سے اظہر، احادیث صحیحہ ونصوص معتبرہ سے ثابت، کہ **ت** **ق** ایک ساعت صفِ جہاد میں کھڑا ہونا ہزار دن کی عبادت اور ایک رات راہِ خدا میں

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (اور یہ اس کے اجزاء) اور جز کی شان کل کی شان ہوتی ہے جو کوئی اس کا گل زیبا ہو (یعنی آپ کے ساتھ نسبت رکھتا ہو) تو وہ رنگ و بو حضور والی رکھتا ہے اور جو کوئی کسی کام کے لیے اس شہنشاہِ سخاوت کی طرف رخ کرتا ہے تو آپ اس حاجت مند کے لیے انی لہ فرماتے ہیں (یعنی میں اسی کے لیے ہوں)۔ نہ ابرو کو حرکت دیتے ہیں نہ کلام کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا کام خود بخود ہو جاتا ہے اور وہ (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کے دوست اور امام المتقین ہیں، ان کا دل خاشع اور وہ سلطانِ دین ہیں اور حضرت عمر راست گو ہیں آپ کے متعلق ہی یہ ارشاد ہے "ینطق الحق علیه و الصواب" (یعنی آپ کی زبان اقدس سے حق اور درست بات نکلتی ہے) اور حضرت عثمان شرم وحیا والے چشمِ نبی ان کے لیے زبردست ڈھال اور سخاوت میں بے مثال ہیں اور حضرت علی شیر خدا نبی کریم کے دست وبازو ہیں، جیسا کہ آپ کے مبارک ہاتھوں کے لیے "یداللہ" کا لقب آیا، اور حضور کا ہاتھ رب ذوالجلال کا دستِ قدرت ہے جیسا کہ بیعتِ رضوان اور جنگ میں آیا ہے، جب آپ نے اپنے دست مبارک سے کنکریاں پھینکیں تو اس پر "ما رمیت اذ رمیت" کا خطاب آیا، اے ہدایت پانے والے اہل بیعت کا وصف یوں آیا "فوق ایدیھم یداللہ" کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ بزرگ و برتر کا دست قدرت ہے۔

پاسبانی ہزار رات دن کے صیام وقیام۔(۱)

اور م ایک شبانہ روز سرحدِ کفار پر گھوڑے باندھنا مہینہ بھر کی روزہ داری و شب بیداری اور عالم کی خدمت میں گھڑی بھر کی حاضری ہزار دن کی ریاضت۔(۲)

اور ن ف عالم کی ایک ساعت کہ اپنے بچھونے پر تکیہ لگائے علمِ دین کا مطالعہ کرے عابد کی ستر برس کی عبادت اور رمضان کا ایک روزہ ماہِ حرام، اور ماہ حرام کا اور دنوں کے تیس روزوں سے افضل ہے، اور عشرۂ اول ذی الحجہ میں ایک روزہ صیامِ یک سالہ، اور اشہر حرم میں پنجشنبہ جمعہ شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت، اور ماہِ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا لا اقل ستر گنا۔(۳)

ق مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار، اور مسجدِ اقدس مدینہ میں پچاس ہزار، اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ، اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی

---

(۱) کنز العمال، کتاب الجہاد، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۱۰۵۰۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۱۲۲

(۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، حدیث ۱۹۱۳، دار المغنی، بیروت، ص۱۰۵۹

(۳) کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۲۸۷۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۰/۶۷

ہے۔(۱)

قس مدینہ طیبہ میں رمضان کے روزے غیر مدینہ میں ہزار مہینوں کے صیام اور ایک جمعہ اور جگہ کے ہزار جمعہ کی مثل ہے۔(۲)

امسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے افضل۔(۳)

اخ م دت ق م س ہمارا کوہ احد برابر سونا صحابہ کے تین پاؤ غلہ برابر نہیں۔(۴)

خ م ایک شخص اسی وقت مسلمان ہوا اور جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ارشاد فرمایا "**عمل هذا قليلا فاجره كثير** "اس کا عمل قلیل اور اجر کثیر۔(۵)

---

(۱) کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی صلوٰۃ الجماعۃ، حدیث ۲۰۲۱۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۸/۲۳۶

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل المدینہ وما حولہا، حدیث ۳۴۸۱۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/۱۰۶

(۳) شعب الایمان للبیہقی، باب الطہارات، حدیث ۲۷۷۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۳/۲۶

(۴) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۶۳۸۳، دار الفکر، بیروت، ص ۱۲۵۸

(۵) کنز العمال، کتاب الجہاد من قسم الاقوال، الباب الاول الاکمال، حدیث ۱۰۶۳۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۱۳۲ نوٹ ولفظہ ''اجرا کثیرا''

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ (۱)

یع "عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل انفا فقلت یا جبریل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل عمر منذ ما لبث نوح فی قومہ ما نفدت فضائل عمر وان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر (۲)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آیا میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے عمر بن الخطاب کی فضیلتیں بیان کرو، جبریل نے عرض کیا اگر میں عمر کے فضائل اس قدر مدت تک حضور سے کہوں جب تک نوح اپنی قوم میں رہے فضائل عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر ایک نیکی ہے ابوبکر کی نیکیوں سے۔

قلت والحدیث فیہ شئی ولکنہ فی الفضائل مغتفر۔ (۳)

تبصرۂ رابعہ : جب توفیقِ الٰہی ہدایت اور عنایتِ ازلی تربیت فرماتی

---

(۱) کنز العمال، باب فضائل صحابہ، فضل الصدیق، حدیث ۳۵۶۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۹۳/۱۲

(۲) مسند ابی یعلی، مسند عمار بن یاسر، حدیث ۱۶۰۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲، ۱۱۹/۲

(۳) ترجمہ: میں کہتا ہوں: حدیث میں کچھ (کلام) ہے مگر فضائل میں چشم پوشی کی جاتی ہے۔

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے، بندہ دامنِ شریعت کو مضبوط تھام کر مناہجِ سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے، اور ازانجا کہ یہاں کارِ اہم غیرِ حق سے انقطاع وتبتل ہے لہذا پہلی منزل تصحیح خیال وتصفیۂ تصور کی پڑتی ہے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتی اور کشاکش این وآں سے نجات دے کر نقشِ احدیت لوحِ دل میں جماتی ہے۔ رزقنا اللہ بجاہ مشائخنا الکرام قدست اسرارھم امین (۱)۔

اس سفر کو سیر الی اللہ اور اس کے منتہٰی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، اور وہاں ﴿ لا نفرق بین احد من رسلہ (۲) ﴾ (۳) کی طرح لا نفرق بین احد من اولیاءہ (۴) کہا جاتا ہے، جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبۂ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے، اس کے لئے انتہا نہیں، اور یہیں تفاوتِ قرب جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور بعض کو دعوت خلق کے لئے تنزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں، اس کا نام سیر من اللہ، ان سے طریقہ

---

(۱) ترجمہ: اللہ تعالی ہمارے مشائخ کرام قدست اسرارھم کی عزت ووجاہت کے طفیل ہمیں عطا فرمائے، آمین۔

(۲) ترجمہ کنزالایمان: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

(۳) پ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵

(۴) ترجمہ: ہم اس کے اولیاء میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

خرقہ وبیعت کا رواج پاتا ہے، اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے، یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے، اور نزدیکی وبالاروی میں تفوق ہاتھ آئے، اگرچہ یہ ایک فضل جدا تھا جو انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا، آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولا رضی اللہ تعالی عنہ کے خلفائے کرام میں حضرت سبطِ اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزلِ ناسوتی و مرتبۂ ارشاد و تکمیل ملا، اور حضرت سبطِ اکبر سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا، حالانکہ قرب وولایتِ امام مجتبیٰ ولایت وقربِ خواجہ سے بالیقین اتم واعلی اور ظاہر احادیث ☆ سے سبطِ اصغر شہزادہ گلگوں قباء پر بھی ان کا فضل

☆ قولہ ظاہر احادیث سے الخ، طب ''عن البتول الزهراء رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اما حسن فله هیبتی و سوددی واما حسین فان له جراتی و جودی (۱)'' حسن کے لئے میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا جود۔

د ''عن المقدام بن معدیکرب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال هذا منی یعنی الحسن وحسین من علی (۲)'' یہ یعنی حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔ (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) المعجم الکبیر، ذکر بنات الرسول، ذکر سن فاطمۃ ووفاتھا، حدیث ۱۰۴۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۲/۴۲۳

(۲) کنز العمال، تابع لکتاب الفضائل فاطمۃ والحسن والحسین، حدیث ۳۴۲۵۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/۵۳

ثابت ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین،

هذا حاصل ما افاده سیدی و مولای سلالة الا کابر العارف

الفاضل کابرا عن کابر سید نا ابو الحسین احمد النوری

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اعس "عنه باسناد جيد الحسن منى والحسين من علی "(۱) حسن میرا اور حسین علی کا۔یع "عن جابر باسناد حسن من سره ان ينظر الى سيد شباب اهل الجنة فلينظر الى الحسن (۲)" جسے خوش آئے کہ جوانانِ اہل جنت کے سردار کو دیکھے اسے چاہیے حسن پر نگاہ کرے۔فافهم والله اعلم ۱۲ منہ

☆ (اس صفحہ کا حاشیہ) قولہ ان کا فضل ثابت، فقیر بدلیل احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں دیکھا کہ علامہ مناوی نے اس معنی پر تصریح کی حیث قال فی شرح قوله صلى الله عليه وسلم شباب اهل الجنة خمسة حسن و حسين و ابن عمر وسعد بن معاذ و ابی بن قیس بن عبید الانصاری الخزرجی وقدم الحسن والحسين لانهما سيدا شبابها كما مر مرارا وثلث بابن عمر لعظيم مكانته في العلم والعمل وربع بسعد لانه سيد الاوس وله في نصرة الاسلام ماهو معروف فضلهم على هذا الترتيب (۳) انتهى، فالحمد لله على حسن التفهيم والله اعلم ۱۲ منہ (۴)

---

(۱) کنز العمال تابع لکتاب الفضائل فاطمہ والحسنین، حدیث ۳۴۲۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۲/ ۵۳

(۲) کنز العمال تابع لکتاب الفضائل فاطمہ والحسنین، حدیث ۳۴۲۶۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/ ۵۴

کتاب میں "بن علی" زائد ہے (۳) فیض القدیر حدیث ۴۸۵۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۲۰۴

مدظلہ العالی۔(۱)

تبصرۂ خامسہ: طبیعت کو معاملہ فہمی سے مناسبت، فصل قضاء میں افکار کی متانت، حسن روی وثقوب رائے وشجاعت وسخاوت وزور وطاقت وامثال ذٰلک ملکات نفسانیہ وکمالات خلقیہ میں مزیت مدار افضلیت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے: اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک آدمی، سب آدم وحوا کی اولاد ہیں، اور آدم کی اصل مٹی، خدا روزِ قیامت حسب ونسب نہ پوچھے گا اگر ایسے ہی امور پر مدار کار ہوتا تو جزئیت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ احق والیق تھی کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ت)

عزیزا! انصاف کر کہ ان خصائل میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں،

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)(۳) ترجمہ: جہاں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (جنتی نوجوان پانچ ہیں حسن، حسین، ابن عمر، سعد بن معاذ اور ابی بن قیس بن عبداللہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہم) کی شرح میں فرمایا "امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا کہ یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ کئی مرتبہ گزرا، تیسرا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کے علم وعمل میں عظیم مرتبہ کی وجہ سے، چوتھے نمبر پہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ قبیلۂ اوس کے سردار تھے اور وہ اسلام کی مدد کرتے رہے جیسا کہ معروف ہے، ان سب کی فضیلت اسی ترتیب پر ہے یہاں تیسیر کی عبارت ختم ہوئی۔ اس حسن تفہیم پر اللہ کی حمد ہے۔ واللہ اعلم

(اس صفحہ کا حاشیہ)(۱) ترجمہ: یہ اس کا حاصل ہے جو میرے سردار میرے آقا خلاصۂ اکابر عارف فاضل بلند مرتبوں سے بلند مرتبہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی نے افادہ فرمایا۔

حکومتِ کسریٰ وحسنِ پدم وذہنِ فلاطون وشجاعتِ رستم وطاقتِ اسفندیار وسخاوتِ حاتم یادگارِ زمانہ ہیں، پھر ایسے فضائل پر ساداتِ مؤمنین صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے تفاضلِ باہمی کو بنا کرنا ان کی شانِ رفیع میں گستاخی ہے عیاذاباللہ منہ۔

تبصرۂ سادسہ: اس میں شک نہیں کہ نکوئی زن وخوبیٔ اولاد سعاداتِ مطلوبہ سے ہے اور اہلِ فضل سے مصاہرت ترقی بخش وجاہت، علی الخصوص انبیاء لاسیما سید الوریٰ علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء سے یہ علاقہ کہ اس عظیم شرف سے ممتاز اگر ہنگامِ فخر وناز آسمان پر قدم نہ رکھیں تو بجا، مگر تاہم یہ باتیں امورِ خارجیہ ہیں نہ محاسنِ ذاتیہ، لھذا اہل وعیال کی برائی سے نہ ذاتِ مرد میں کوئی نقص پیدا ہو نہ ان کی خوبی و بہتری سے نفسِ شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو، غیر کا فضل اپنا کمال ٹھہرتا تو باپ دادا سے اکتسابِ فضیلت زیادہ سزاوار تھا حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ شرفِ نسب یہاں مطمحِ نظر نہیں، اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین کو حضراتِ شیخین سے افضل نہ بتایا باوجودیکہ ان کی بیبیاں خاندانِ نبوت سے نہ تھیں اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر پارۂ والا تمکین، نہ کسی نے ابوقحافہ والدِ صدیق کو صدیق عتیق سے بہتر ٹھہرایا حالانکہ صدیق کی تمام اولاد مل کر ابوقحافہ کے ایک بیٹے صدیق کو نہیں پہنچتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

پس نساء واطفال میں باہم موازنہ کرکے تفضیل پر دلیل چاہنا ابرِ تصویر سے بہار یا شیرِ قالین سے شکار مانگنا ہے، ہاں جہاں فضل فی نفسہ دلائلِ اُخر سے ثابت ہو اس کی مؤیدات وملایمات میں ایسے امور کی تذکیر یا جس جگہ ایسے قسم کے مفاخر میں

کلام ہو وہاں باقتضائے مقام ان باتوں پر بنائے تقریر بجا وزیبا ہے، جیسا حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جوابِ جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقع ہوا، ورنہ ان زوائد کو افضلیتِ متنازع فیہا کی دلیلِ ابتدائی مستقل ٹھہرانا مجمعِ عقلاء میں زعفران زار کشمیر یاد دلانا ہے، نوح علیہ السلام کی زوجہ اور انکا بیٹا کنعان کفار بددین تھے اس سے فضلِ نوح میں عیاذاً باللہ کیا بٹا لگا اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مؤمنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا واسفاہ یہ بدیہی مقدمات بھی ایسے تھے جن کے لئے یہ اہتمام کرنا پڑتا جدا تبصرہ ان کی غرض سے وضع کیا جاتا، مگر کیا کیجئے رشتۂ سخن دستِ مخاطب میں ہے، جب اہلِ عصر ایسی کھلی کھلی باتوں میں الجھیں تو ہمیں ازاحتِ شکوک میں کیا چارا واللہ المستعان والیہ الشکویٰ (۱)۔

تبصرۂ سابعہ: سنیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں ﴿لم یجعل لہ عوجا (۲)﴾ (۳) طرفینِ افراط وتفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے لھذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالفِ اول یعنی فرقۂ تفضیلیہ کے خیالاتِ باطلہ واوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر ادھر سے باگ پھیر کر

---

(۱) اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا جاتا ہے۔

(۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس میں اصلاً (بالکل، ذرا بھی) کجی نہ رکھی۔

(۳) پ ۱۵، سورۃ الکھف، آیت ۱

دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کرلی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ کر بداہتِ عقل وشہادتِ نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضراتِ شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعوی کردیا کہ جس طرح وہ فرقۂ متفرقہ ہمارے طریقِ مراد میں سنگِ راہ ہے ان لوگوں کی خلش بھی چشمِ انصاف میں خارِ دامانِ نگاہ ہے، جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک جو معنیٔ تفضیل ہیں ان کے چہرۂ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصودِ اعظم ان مباحث سے وہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اب تبصرۂ اولی کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالئے کہ جس طرح اس سے یہ امر منصۂ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ بمجرد کسی فضیلت سے اختصاص مناطِ افضیلت واکرمیت نہیں، ورنہ تناقضِ بیّن لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جو ان کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور ہمیں بوجہ بعض آحاد صحابہ خلفائے اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلافِ اجماع ہے، اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام پاچکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بجمیع وجوہ افضل اور تمام افرادِ محامد میں اعلی واکمل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص، خصائص نہ رہیں کما لا یخفی۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیتِ مطلقہ واختصاص بخصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولی علی کے مناقبِ خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے، خدارا ذرا آنکھ کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں جس قدر خصائصِ وافرہ حضرت مولی کے مالک و مولی نے انہیں عطا فرمائے دوسرے کو تو ملے بھی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن پڑے گا۔

بحمد اللہ ہمارے آقائے نامدار پر ﴿ ورفعنا لک ذکرک (۱) ﴾ (۲) کا ایسا پرتوہ جلیہ ہے کہ ان کے فضائل ہمارے نشر و تذکیر کے محتاج نہیں نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمتِ الٰہی کا نزول قریب، لھذا اشوقِ دلی جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرہ سنبھل کر ہمیں بتائیں

کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **طب** عن جابر ''لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے'' (۳) ہاں وہ علی مرتضیٰ ہے، مصطفیٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔

ہاں وہ کون تھا، **ت** عن ام عطیۃ، جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا جب وہ پیارا محبوب روانہ ہوا محبتِ مصطفوی نے جوش فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی ''اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا'' (۴) الٰہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ علی ہے محبوبِ خدا و مطلوبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت ۴

(۳) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل علی، حدیث ۳۲۹۴۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۷۹/۱۱

(۴) سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر، بیروت، ۴۱۲/۵

ہاں وہ کون ہے جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **طب** عن جابر **خط** عن ابن عباس "اللہ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں" (۱) ہاں وہ **علی** ہے ابوالائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں **قط** عن علی رضی اللہ تعالی عنہ "تو روز قیامت قسیم نار و جنان ہے" (۲) ہاں وہ **علی** ہے سید الابرار قاتل الکفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے **اس** عن علی "معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر سقفِ کعبہ سے بت گرا دے اور جب وہ بلند اختر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے "انہ لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء" (۳) مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا کنارہ چھو لوں ہاں وہ **علی** ہے بالا منزلت والا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

---

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ، حدیث ۳۲۸۸۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۷۵/۱۱

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابۃ، فضائل علی، حدیث ۳۶۴۷۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۶/۱۳

(۳) مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۴۴، دار الفکر، بیروت، ۱۸۳/۱

ہاں وہ کون ہے جسے **خ م ار طب** ☆[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں، ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ☆[۲] (۱) ہاں وہ علی ہے برادرِ احمد خلیفۂ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور بتاکید ارشاد ہوا **۱ ت**

☆[۱] **خ م** عن سعد بن ابی وقاص **ار** عن ابی سعید الخدری **طب** عن اسماء بنت عمیس وام سلمه و جیش بن جنادة وابن عمر و ابن عباس و جابر بن سمرة و علی والبراء بن عازب و زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عهنم اجمعین ۱۲ منه

☆[۲] یعنی جسطرح موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تیس راتوں کے وعدے پر حق سبحانہ وتعالیٰ سے کلام کرنے گئے تو ہارون علیہ الصلوۃ والسلام سے فرما گئے تھے ﴿اخلفنی فی قومی﴾ (۳) میری قوم میں میرے بعد میری نیابت کرنا، یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لے جاتے ہیں، اور تمہیں پسماندوں پر اپنا خلیفہ اور نائب چھوڑتے ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت اس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی اس وقت موسیٰ وہارون کی، (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۴۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۴۴

(۳) پ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۲

س ق ضم ☆جس کا میں مولیٰ اس کا یہ مولیٰ، الٰہی دوست رکھ اسے جو اسے

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) فرق اس قدر ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے بلکہ امام مستقل بھی تھے کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب ہو امامت بالاستقلال نہیں رکھتے کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بذات خود والی ہو یہ ہیں معنی حدیث اور اسکے سوا جو معنی اوہام۔۔۔۔تراشیں وہ ان پر مردود ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

(اس صفحہ کا حاشیہ)

☆اعن البراء بن عازب عن بریدہ بن الحصیب ت س ضم عن زید بن ارقم ق عن البراء قال السیوطی حدیث متواتر یعنی صدرہ فقد رواہ ثلثون صحابیا کما روی عن احمد والمخرجون منھم من اقتصر علی الصدر ومنھم من اتم واللہ اعلم ۱۲ منہ (۱)

---

(۱) ترجمہ ا براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں وہ بریدہ بن حصیب سے ت س ضم زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں ق براء سے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے یعنی اس کا ابتدائی حصہ پس اسے تیس صحابہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام احمد سے مروی ہے اور اس کی تخریج کرنے والوں میں سے بعض نے ابتدائی حصہ پر اکتفا کیا ہے اور بعض نے مکمل بیان کی ہے۔

دوست رکھے اور دشمن رکھا اسے جو اس سے دشمنی کرے۔ (۱) ☆[۱] ہاں وہ علی ہے امیر المومنین مولی المسلمین کرم اللہ تعالی وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **خ م طب د** ☆[۲] روزِ خیبر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا، رات بھر لوگوں میں چرچا رہا دیکھئے کسے عطا ہو، صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا، ہاں وہ علی ہے حرزِ اسلام وشیرِ ضرغام رضی اللہ تعالی عنہ۔ (۲)

ہاں وہ کون ہے کہ **س مس** هما عن عمرو بن -- عن ابن عباس فی حديث طويل ---- **ت** عن ابی سعيد **ع** عن سعد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے

☆[۱] حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علماءِ شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا ہم ان شاء اللہ تعالی خاتمۂ کتاب میں اس کی بحث تحریر کریں گے، ۱۲ منہ۔

☆[۲] **خ م** عن سهل بن سعد **طب** عن -----

---

(۱) سنن النسائی الکبری، کتاب الخصائص، باب قول النبی من کنت ولیه فعلی ولیه، حدیث ۸۴۶۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰/۵

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، حدیث ۲۹۴۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۲۹۴

اپنی مسجدِ اقدس میں بحالت جنابت گزرنا اپنے لئے جائز رکھا یا اس کے لئے۔(۱)

ہاں وہ علی ہے طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **ت** عن ابن عمر جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں مواخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا، حضور نے ارشاد فرمایا "انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ (۲)" تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں، ہاں وہ علی ہے آفتاب مکارم ماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے **طس عس عق یع** عن ابن عمر جسے فصل قضا و رفع خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح تین ہے یہاں تک کہ **عم سع** عن سعید بن المسیب فاروق جیسا خلیفۂ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیۂ دشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہو (۳) اور **عم** عن سعد وھو حدیث واحد عدہ عم بار ہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہو جاتا۔ ہاں وہ علی ہے صاحب رائے ثاقب وفکر صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں آج **حق** عن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **قی** فی دلائل النبوۃ عن جابر بن عبد اللہ کس شیر شرزہ نے غضب ناک ہو

---

(۱) سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۷۲۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/ ۴۰۸

(۲) سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۷۲۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/ ص ۴۰۱

(۳) کنز العمال، کتاب العلم من قسم الافعال، آداب العلم، حدیث ۲۹۴۵۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۰/ ۱۳۳

کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے، جس کے زور بازو کا ملاء اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔ ہاں وہ علی ہے اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں آج میدان احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن نے تیغ شرر بار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ **شعر** ☆ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں منادی پکار رہا ہے۔ **"لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی۔ الکرار (۱)" (۲)** ہاں وہ **علی** ہے شیر خدا بازوے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہاں وہ کون ہے جسے روز قیامت ساقی کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگان امت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابر سخاوت بحر کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **مک** یعنی ابن السماک عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ میدان حشر میں سرکار کا جھنڈا اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

☆ یعنی ابن ہشام بلفظ حدثنی اهل العلم ان ابن ابی نجیح قال نادی مناد یوم احد لاسیف الخ ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ تلوار تو صرف ذوالفقار ہی ہے اور جوان تو علی حیدر کرار ہی ہے۔

(۲) سیرۃ ابن ہشام، غزوہ احد، غسل السیوف، دار المعرفۃ، بیروت ۲/۸۷

پروانہ اجازت نہ لکھ دے گزر نہ ملے گا، ہاں وہ علی ہے ہادی کریم وصراط مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے رضا اے دل افگار ہماری تو جان نثار اس ماہروی گلعذار گلگوں ماہ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو فاطمہ جیسی دلہن کا دلہا بنا، ص "انت منی وانا منک (۱)" (۲) کا سہرا باندھا۔

ص فی الحلیۃ۔۔۔ عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ صدیق و فاروق نے درخواست کی صغرسن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔

ص جب علی نے عرض کیا مرحباً و اھلاً جواب ملا۔ (۳) ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (۴)﴾ (۵)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں طب "کانت لعلی

---

(۱) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۲) سنن النسائی الکبریٰ، کتاب الخصائص، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۴۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/۱۲۷

(۳) سنن النسائی الکبریٰ، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ما یقول اذا خطب امرأۃ، حدیث ۱۰۰۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۶/۷۳

(۴) ترجمۂ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۵) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثمانیۃ عشر منقبۃ ما کانت لاحد من ھذہ الامۃ (۱) "علی کے اٹھارہ منقبیں ایسی تھیں کہ اس امت میں دوسرے کے لئے نہ تھیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎ عن ابی ھریرۃ لقد اعطی علی ثلث خصال لان تکون لی خصلۃ منھا احب الی من حمر النعم "علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لئے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی، اور یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لئے "فقیل وماھی" عرض کی گئی وہ خصلتیں کیا ہیں" قال تزویجہ ابنتہ" فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا "وسکناہ فی المسجد لا یحل لی فیہ ما یحل لہ" اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میرے لئے اس میں حلال نہیں جو

؎ قولہ اٹھارہ اقول: اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لئے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی نہیں لہٰذا کچھ منافی نہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ؎ "فضلت علی الانبیاء بست" مجھے انبیاء پر چھ باتوں سے تفضیل دی گئی۔ حالانکہ حضور کی وجوہ تفضیل حد احصاء سے خارج ہیں ہم نے یہاں بہ تبعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

---

(۱) المعجم الاوسط، باب من اسمہ محمود، حدیث ۸۳۰۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۶/۱۸۰

(۲) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع، حدیث ۵۲۳، دار المغنی بیروت، ص ۲۶۶

انہیں حلال ہے" والرایة یوم خیبر "اور روز خیبر کا نشان۔(۱)

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے ان کا دامن پکڑے محال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا بے ان کی عنایت واعانت کے خام خیال، تکمیل وارشاد باطنی کا سہرا اسی نوشاہ بزم عرفان کے سر ٹھہرا، غوث قطب ابدال اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبان وصل الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج،

؎ سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیابت عامہ وخلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی کن کو ان کی زبان کی پاس داری، تدبیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں، منشور خلافت مطلقہ وتفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا ملاء اعلیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا، دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے، حضور ارشاد فرماتے ہیں، ا "اعطیت مفاتیح الارض "(۲) مجھے زمین کی کنجیاں دی

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دار الفکر، بیروت، ۷/۵۰۰

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشہید، حدیث ۱۳۴۴، دار الفکر، بیروت، ص ۳۶۷

گئیں۔

اور فرماتے ہیں **طب** "اوتیت مفاتیح کل شئی"(۱) مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علماء فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانۂ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے ارادہ ومشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں" فهو صلى الله عليه وسلم وان تاخرت طينته فقد عرفت قيمته فهو خزانة السر وموضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه ولا ينقل خير الا عنه (الى ان قال) اذا رام امرا لا يكون خلافه وليس لذلك الامر في الكون صارف(۲)"(۳) پھر حضور کی بارگاہ میں یہ

(۱) المعجم الکبیر، عبد اللہ بن عمر، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۲۷۶

(۲) ترجمہ: پس اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تشریف لائے مگر آپ کی قیمت بتلادی گئی آپ خزانۂ راز ہیں انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں پس سب امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جب آپ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی (حاشیہ جاری ہے)

کارِ خطیر منصب جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مدبرات الامر میں سروروں پر سروری افسروں پر افسری جملہ احکامِ عزل ونصب وعطا ومنع وکن ومکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستانِ فیض نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں، یہاں تک کہ عرف مسلماناں میں مولیٰ مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادِ علیاً مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا، پھر بہ نیابت مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطن قرآن، راحت روحِ ایمان، قبلۂ جان ودل، بے لوث آب وگل، سر السر، نور النور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا ومولانا محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم امین (۱) وسادۂ خسروی ومسند حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری نزہۃ الخاطر اور شطنوفی بہجۃ الاسرار اور امام یافعی اپنی بعض

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

(۳) المواہب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحاب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۵۳۵

(اس صفحہ کا حاشیہ) (۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی حمایتی اور دوست نہیں ہوگا، آمین۔

تالیفات اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں "من توسل بی فی شدۃ فرجت عنه ومن استغاث بی فی حاجة قضیت له ومن صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم یخطوا الی جهة العراق احدی عشر خطوة یذکر فیها اسمی قضی اللہ حاجته "(۱) جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے۔☆

☆ فرمود ہر گاہ از خدا [illegible] خواہید بوسیلۂ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد و فرمود ہر کہ استغاثت کند بمن در کربے کشف کردہ شود آن کربت ازو و ہر کہ منادی کند بنام من در شدتی کشادہ شود آن شدت [illegible] توسل کند بمن سوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مرا او و فرمود کسی کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد ازاں یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالیٰ آن حاجت (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۹۷

سچ ہے سچ ہے اے مصطفےٰ کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے ،الغیاث الغیاث یا سیدی الغیاث۔

؎ غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے قبلۂ دین مددے کعبۂ ایمان مددے (۱)

عزیزا! سادات صوفیہ کہ ائمۂ باطن وحضار مواطن ہیں، ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علمائے شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں، آنکھوں

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اور افضا گرداند بمدد کرمد (۲) ۱۱۲ اخبار الاخیار (۳)

---

(۱) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (تم میں سے) جو کوئی اللہ سے کسی چیز کا طلب گار ہو تو وہ میرے وسیلے سے مانگے تو تمہاری وہ حاجت پوری ہوگی، جو کسی مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرتا ہے تو اس کی وہ مصیبت دور کر دی جاتی ہے اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو اور فرماتے ہیں [illegible] دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ قدم عراق کی جانب چلے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی حاجت کو پورا فرمادے گا۔

(۳) اخبار الاخیار للشیخ عبد الحق محدث دہلوی ،فضائل سیدنا عبد القادر جیلانی ،فاروق اکیڈمی، خیرپور، ص ۱۹

والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرماں نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ، اے مدعی کج فہم کہنہ تختۂ مشق وہم کیوں پہ چشم خشم نگراں ہے چھوڑ کے تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے سمجھا نہ سمجھا عبث الجھا، بیچ جھگڑا، ناحق بگڑا، خدا کو مان، روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بیگانہ وار ادھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لم و لا نسلم کا قصہ نہیں، ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہ سرد وزاہد خشک کا حصہ نہیں، غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین میسر ہو تو اس تجے پر ہو ہوتے لپٹ لئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے، ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے، تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا نہیں بوعلی وافلاطون کے کھودے ہوئے کنوؤں میں گر یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں بھٹک، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

؎ بہر خدا مطرب شیریں نوا ساز کن آہنگ مقام حجاز (۱)

جو واقفان راز کے منہ کہاں تک لگئے تفریح قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے

WWW.NAFSEISLAM.COM

غزل در منقبت

علی مرتضیٰ سا شیر صفدر ہو تو میں جانوں

(اس جگہ بیاض ہے)

غرض کیا کیجئے کیا نہ کیجئے نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوق تمنا افزائشوں پر ہے، نہ طول دیجئے

---

(۱) اے دل آویز گانے والے خدا کے لیے اپنے ساز کو مقام حجاز کے مطابق ڈھال۔

گزرتی ہے کہ فوتِ مقصود کا ڈر ہے،

رباعی

عمری قدم اشہب خامہ خستیم | یکچند بمداحی او دل بستیم
کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم (۱) | دیدیم رضا حوصلہ فرسا کارے ست

اجل التبصرات تبصرۂ ثامنہ: صدرِ اول کے بعد مسئلۂ تفضیل میں عہدِ قدیم سے دو مذہب تھے، اہلسنت حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اور علوِ جاہ و رفعت پایگاہ میں اعلیٰ و اکمل جانتے، اور تفضیلیہ ان امور میں حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب پر تفوق مانتے، اب مرورِ زمانہ و کثرتِ اہوا و تشتتِ آرا سے ہر مذہب میں ایک شاخ پھوٹ کر دو کے چار ہو گئے اِدھر والوں میں بعض غصہ ناکوں پر ان کے تعصب کا یہ فرمان جاری ہوا کہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا، جن کی خدمت گذاری ہم تبصرۂ سابعہ میں کر آئے، اُدھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبۂ ہوا و غلظت و جفا سے تفضیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نامِ سنیت مسلوب ہوتے دیکھا ناچار تحصیلِ مطلوب و دفعِ مکروہ

---

(۱) ترجمہ: (ہم ان کی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں سماتے (کہ ہم نے ان کی بہت تعریف بیان کی ہے) حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ہم ان کے مبارک گھوڑے کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں بس اے رضا ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لئے ہم نے کاغذ کو پھاڑ دیا اور قلم کو توڑ دیا ہے۔

کیہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیلِ شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورۂ اہلسنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ حضرت مولی پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلب فاسد ہاتھ سے نہ جائے، اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن وحدیث و آثار اہلبیت واقوالِ علماء سے پیش کیجئے محض بے سود پڑتے ہیں، وہ سب کے جواب میں ایک ذرہ سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیلِ شیخین سے کب انکار ہے، ہم خود انہیں بعدِ انبیاء افضل البشر جانتے ہیں مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں نہ وہ جو تم سمجھے، لیجئے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا، کی کرائی محنت برباد گئی لہذا واجب کہ اول معنی افضلیت کی تحقیق و تنقیح اور اس فرقۂ جدیدہ کی اوہام کا قلع قمع ہو لے، اس کے بعد نظمِ حجج واقامتِ براہین کا دروازہ کھلے، کہ پھر ان شاء اللہ تعالی حجت الٰہی اتمام پائے گی اور مخالف کو کوئی راہِ مفر نظر نہ آئے گی۔

فاقول وباللہ التوفیق فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظِ افضل بہ ارسال واطلاق محمول ہوتا ہے کسی جہت وحیثیت سے تقیید کی حاجت نہیں ہوتی، اور بعض کی رو سے قیدِ خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں مطلق چھوڑنا روا نہیں رکھتے مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق بانک بنوٹ میں مشاق گھوڑا اچھا پھراتا ہے تیغ وتیر خوب لگاتا ہے، دوسرا عالمِ نحریر، فاضلِ بینظیر، جب ان دونوں کی نسبت سوال ہو گا ان میں کون افضل، تو جواب دیا جائے گا عالم اور اس وقت کسی قید وخصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی اور عسکری کی فضیلتِ خاصہ بیان کرنا چاہیں گے۔

تو یوں کہیں گے کہ یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے، بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہوگا، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجاتِ شرف میں متفاوت ہیں، نہ متساویۃ الاقدام، پس جب دو فضیلتوں متفاوتہ کے متصفین سے سوال ہوگا، افضلِ مطلق صاحبِ فضلِ اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضلِ خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً وھذا ظاھر جداً اب وہ شخص جسے تمام آدمیوں خواہ کسی قومِ خاص میں سب سے افضل کہیے اور اسے اپنے ان اغیار میں جس کے ساتھ ملا کر پوچھیے افضلِ مطلق کا حمل اسی پر کیا جائے بالضرور ایسے فضل میں فائق ہونا چاہیے جو ان سب اغیار کے فضائل سے اشرف و اعلیٰ ہو۔ جیسے علم وتفقہ فی الدین بہ نسبت مہارتِ فنونِ حرب وغیرہ کے، ورنہ اگر ان میں کوئی شخص اس سے بہتر فضیلت رکھتا ہے تو جب اس کے ساتھ ملا کر دریافت کریں گے افضل بالاطلاق اسی پر اطلاق ہوگا پھر یہ شخص ان سب سے افضل کب رہا ھذا خلف، ہم ایسے ہی فضل کا نام فضلِ کلی وفضیلتِ مطلقہ رکھتے ہیں اور جن فضائل کی رو سے یہ اطلاق بعد تقییدِ جہت و حیثیت صحیح ہوتا ہے وہ فضائلِ جزئیہ وخاصہ ہیں اور زبانِ عرب میں فضلِ اول سے بعریفِ لفظ فضل اخبار ہوتا ہے، اور ثانی سے اس کی تنکیر کے ساتھ "فیقال للعالم الفضل علی العسکری و لھذا العسکری فضل ما علی العالم (۱)"

---

(۱) ترجمہ: پس کہا جاتا ہے کہ عالم کے لیے سپاہی پر فضیلت ہے، لہذا سپاہی کو عالم پر جزوی فضیلت ہو سکتی ہے۔

پس ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے کہ جب کلام ایسے شخصوں میں واقع ہو جن میں ہر ایک خصوصیاتِ خاصہ رکھتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں اور ان میں ایک کو سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم جہاتِ خاصہ کی تقیید سے عاری ہو تو اس کلام سے یہی معنی سمجھے جائیں گے کہ یہ شخص اپنے اصحاب پر فضلِ کلی رکھتا اور اس جماعت میں ایسی فضیلت سے مختص ہے کہ اوروں کا کوئی فضل اس کے موازی وہمسر نہیں، اور تبصراتِ سابقہ سے واضح ہو چکا کہ صحابہ میں اکثر حضرات خلعت ہائے خاص سے مشرف تھے کہ ہر ایک کو اپنی اس فضیلتِ خاصہ میں افضل کہہ سکتے ہیں تو بالضرور فضائلِ جزئیہ کہ حملِ افضل بالتقیید کے مجوز ہیں، موردِ نزاع وصالحِ اختلاف نہیں ہو سکتے، بلکہ ما بہ النزاع وہی فضلِ کلی مصحح اطلاق افضل بالاطلاق ہے، پس مطمحِ نظرِ فریقین اس مسئلہ میں یہ ٹھہرا کہ صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین میں کون ایسی فضل وبزرگی والا ہے جو تمام فضائل وکمالات سے بلند وبالا ہے، جس کی رو سے ہم اسے علی العموم سب صحابہ سے بے تقییدِ جہت وتخصیصِ حیثیت افضل کہیں اور فضلِ کلی کا صاحب بتائیں، اب ہم دونوں فریق کو عنانِ توجہ اس طرف منعطف کرنا لازم کہ آخر مناط اس فضل کا کیا ہے اور کس بات کے سبب یہ اطلاق صحیح ہوتا ہے مگر اطراف وجوانب کے ملاحظہ سے روشن ہوا کہ یہ حکم باختلافِ مقاصد مختلف ہو جاتا ہے کفار کا غایتِ مرام ونہایتِ مراد مال وغنا وزینتِ حیاتِ دنیا ہے تو وہ اسی کے لئے فضلِ کلی ثابت کرتے ہیں جو ثروت وجاہِ دنیوی میں اپنے اغیار پر فائق ہو اور اسی پر بلا تقیید لفظِ خیر وافضل کا اطلاق کرتے ہیں کما اخبر الحق سبحانہ فی القرآن العظیم (جیسا کہ حق تعالٰی نے قرآن عظیم میں خبر دی ہے۔ت) ﴿ونادی

فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملک مصر وهذه الانهار تجری من تحتی ج افلا تبصرون ۝ ام انا خیر من هذا الذی هو مهین لا ولایکاد یبین ۝﴾(۱) اور پکارا فرعون اپنی قوم میں بولا اے قوم میری کیا نہیں ہے میرے لئے بادشاہت مصر کی اور یہ نہریں بہتی میرے نیچے، سو کیا تمہیں سوجھتا نہیں، یا میں بہتر ہوں اس سے یعنی موسیٰ سے، وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کہنے پر۔

کفارِ مکہ سے نقل فرماتا ہے ﴿وقالوا لو لا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ۝﴾(۲) اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد پر دونوں بستیوں مکہ و مدینہ میں سے۔

اہل تکبر نجابتِ اصل وشرافتِ نسب ونسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو اگرچہ خلافِ واقع ہو اپنے زعم کے مطابق مدارِ خیریت ومناطِ مفاخرت سمجھتے ہیں کما حکی الکتاب المبین عن اللئیم الرجیم اللعین (جیسا کہ قرآن مجید میں شیطان لعین سے حکایت کیا گیا۔ت) ﴿قال انا خیر منه ط خلقتنی من نار و خلقته من طین ۝﴾(۳) بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

عشاقِ صورت کے دل سے تناسب اعضاء وحسنِ دلربا وصفائے چہرہ و

---

(۱) پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۵۱، ۵۲

(۲) پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۱

(۳) پ ۲۳، سورۃ صٓ، آیت ۷۶

نزاکتِ بشرہ وصباحتِ خدورشاقتِ قد کی لوگی ہے، وہ اپنے محاورات میں اسی کوافضل کہتے ہیں جوسب سے زیادہ حسین اور صاحبِ ادائے شیریں وحسنِ نمکین ہو۔

ایسے ہی ہر فرقہ وطائفہ اپنے مقصود پر نظر رکھتا ہے، ہم معشرِ اسلام کا مقصدِ اعلیٰ ومرامِ اسنیٰ حضرت الٰہی تبارک وتعالیٰ سے تقرب وحصولِ عرفان وبلوغِ رضوان وعزوجاہ وکرامت عنداللہ کما قال ربنا عز من قائل ﴿ان الیٰ ربک المنتھیٰ (۱)﴾ (۲)

توفضلِ کلی ہم گروہ مسلماناں کے نزدیک اسی کا حصہ جوان امور میں اپنے غیر پر پیشی وبیشی رکھتا ہو، زید میں اگر ہزار کمالات ہوں اور وہ فضیلتیں اسے خدا سے قریب نہ کریں فضائل نہیں رذائل ہیں، آخر نہ دیکھا علم جیسی فضیلت جس کے غایتِ شرف پر قرآنِ عزیز شاہد ﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون (۳)﴾ (۴) بلیس جیسے ذی علم کو جو مدتوں معلم ملکوت رہا اور اس کی مسندِ تدریس ملأ اعلیٰ میں بچھائی گئی اسی وجہ سے کہ عنداللہ باعثِ قرب ووجاہت نہ تھی کچھ کام نہ آئی اور کوئی اسے فضائل سے شمار نہیں کرتا، اسی طرح یہ مرتبہ مجرد ایک منقبتِ خاصہ سے

---

(۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

(۲) پ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۴۲

(۳) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

(۴) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹

اتصاف یا کثرتِ شمارِ اوصاف سے ہاتھ نہیں آتا زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے اور تا دمِ مرگ عبادت میں بسر کرے اور عمرو سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب ورضائے ربانی وعزت وجاہِ ایمانی میں ایسے ذروۂ اعلیٰ تک پہنچا دے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو فضل کلی خاص بہرۂ عمرو رہے گا کما یشھد بہ العقل الشرعی (۱) قال اللہ تبارک وتعالی ﴿لیلة القدر خیر من الف شھر ٥﴾ (۲) شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

پس خوب ثابت ہو گیا کہ ہمارا کسی شخص کو دوسرے سے افضل کہنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت ووجاہتِ دینی میں اپنا ہم سر نہیں رکھتا اور ان خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں اور اس کی رضامندی کی بیشتر باعث ہوں سب پر تفوق والا ہے اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کر کے بلا تقییدِ حکمِ افضلیت لگا دیں اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امورِ مذکورہ قرب ورضا وکرامت وجاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنیٰ فضل سے غافل قرار پائیں گے۔

پس بغایت تنقیح منقح ہو لیا کہ افضل عند اللہ اور اقرب الی اللہ وارضی للہ واکرم الی اللہ یہ سب الفاظ مترادفہ ہیں ایک معنیٰ کو مؤدی اور محلِ نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے۔

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ عقلِ شرعی اس کی گواہی دیتی ہے۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ القدر، آیت ۳

دلائل عدمِ اعتبارِ کثرتِ ثواب بمعنی مزعومِ عوام

مجرد کثرتِ ثواب بایں معنی کہ جنت کے مطاعم وملابس وازواج وخدم وحور و قصور میں زیادتی ہو ہرگز فضلِ کلی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

دلیلِ اول: ہم اہلِ انصاف کی عقلِ ایمانی سے پوچھتے ہیں کہ ان امور میں مزیت زیادتِ قرب ووجاہت کے حضور کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے؟ ان چیزوں پر تو ناقصوں کی نظر مقتصر رہتی ہے، مردانِ راہِ خدا عبادت بلحاظِ جنت کو شرکِ خفی سمجھتے ہیں، توریت مقدس میں ہے "اس سے زیادہ ظالم کون جو بہشت ملنے یا دوزخ سے بچنے کو میری عبادت کرے اگر میں بہشت ودوزخ نہ بناتا تو کیا مستحقِ عبادت نہ ہوتا۔"

صوفیہ کرام فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن وعبدالرحیم وعبدالرزاق بکثرت ہیں اور عبداللہ نہایت نادر بندۂ خدا وہ جو خدا کو خدا کے لئے پوجے اپنے مزد واجر کا لحاظ وقت میں تیرگی لاتا ہے (آیۂ) کریمۂ ﴿ فایای فاعبدون ○ (۱) ﴾ (۲) میں تقدیمِ ضمیر جس طرح شرکِ عبادت کی نافی ہے یونہی شرکِ مقصد کے منافی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے مجھی کو پوجو اور میری عبادت سے مجھی کو چاہو، جس دل میں میرے غیر کا خیال ہو میری

---

(۱) ترجمۂ کنزالایمان: تو میری ہی بندگی کرو۔

(۲) پ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۵۶

ساحتِ قرب میں لائق حضوری نہیں "من التفت الی غیرنا فلیس منا(۱)"

ع زہے عشق مار برشدت دوست خواہی داشت جانان را (۲)

اکابر صحابہ خصوصاً خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان اس سے بس ارفع واعلیٰ کہ ایسے مقاصدِ ناقصہ ان کے مطمح نظر رہے ہوں ع کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے (۳) نہیں نہیں بلکہ بالیقین انکا غایت مرمی واقصائے مرام وہی حصول قرب ووجاہت ورضائے احدیت تھا، تبارک وتعالیٰ جیسا کہ کلام حقیقت حال صدیق سے خبر دیتا ہے ﴿یؤتی مالہ یتزکی ٥ وما لاحد عندہٗ من نعمۃ تجزی ٥ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ٥﴾ (۴) اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے مگر چاہتا اپنے برتر رب کی رضامندی کا۔ پھر وہی ان میں باہم تفاضل کا محل، نہ یہ امور دانیہ متعلقہ شہوات نفسانیہ۔

دلیل دوم: انہی کے محدث جلیل فاضل محمد طاہر گجراتی کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں تصریح فرماتے ہیں کہ زیادتِ اجر مستلزم افضلیت نہیں ممکن ہے مفضول کو اجر میں زیادتی ہو "حیث قال مجرد زیادۃ الاجر لا تستلزم ثبوت

---

(۱) ترجمہ: جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے وہ ہمارا نہیں۔

(۲) ترجمہ: یہ کتنی عمدہ بات ہے کہ تو آتش عشق کو عزیز رکھتا ہے۔

(۳) ترجمہ: اس سے اور غیر کی تمنا سے صد افسوس ہے۔

(۴) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰

الافضلیۃ المطلقۃ (۱)‘‘(۲) اور صواعق علامہ ابن حجر شہاب الدین احمد مکی میں ہے ’’مجرد زیادۃ الاجر لا تستلزم الافضلیۃ المطلقۃ (۳)‘‘(۴) پس اگر مناطِ افضلیت یہی کثرتِ اجر بمعنی مذکور ہوتی تو مفضول کو اسکا حصول کیونکر معقول ہوتا۔

دلیل سوم: اور لیجئے اہلسنت کا اجماع ہے۔☆ کہ صحابۂ کرام افضل امت ہیں اگر مدارِ افضلیت یہی زیادت اجر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جسے ابو داؤد و ترمذی نے روایت کیا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ’’یاتی ایام للعامل فیھن اجر خمسین قیل منھم او منا یا رسول اللہ قال بل منکم‘‘(۵) وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والا پچاس عاملوں کا اجر پائے

☆ قولہ اجماع ہے وما ذکر من عدم الرفقۃ الی بعد لم یسبق الیہ ولا معول علیہ ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ صرف اجر کی زیادتی افضلیت مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(۲) مجمع بحار الانوار، فصل فی الصحابۃ التکملۃ، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورۃ، ج۵/۲۸۷

نوٹ: و لفظہ ’’مجرد زیادۃ الاجر الخ‘‘

(۳) ترجمہ: صرف اجر کی زیادتی افضلیت مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(۴) الصواعق المحرقۃ، الفصل الثالث فی الاحادیث الواردۃ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۱۳

(۵) سنن ترمذی، کتاب التفسیر من سورۃ المائدۃ، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۵/۲۲

گا عرض کیا گیا: یارسول اللہ ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے فرمایا: بلکہ تم میں سے''
☆ اسی حدیث کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی کہ کثرتِ اجر مدارِ افضلیت نہیں
۔

دلیل چہارم: اے عزیز! حکمت ضالۂ مؤمن ہے اور حق احق بالاتباع کیا مزے کی بات ہے یہ تو قطعاً مسلّم کہ فضائل جزئیہ موردِ نزاع نہیں ہو سکتے، اور اس میں بھی کلام کی مجال نہیں کہ فضل کلی جو اطلاقِ افضل علی الاطلاق کا مصحح ہے لاجرم وہ اوروں کے فضائل سے عالی وشامخ ہوگا ورنہ جسے افضل مطلقاً کہئے بعض سے مفضول

☆ قولہ بلکہ تم میں سے، اقول اگر مدارِ افضلیت کثرتِ قرب ووجاہت ٹھہرے کما ھو الحق تو اس حدیث کو حدیثِ صحیحین ''لو ان احداً انفق مثل اُحد ذھبا ما بلغ مد احدکم و لا نصیفة (۱)(۲) سے بھی عمدہ تطبیق حاصل ہوتی ہے کہ اعمالِ صحابہ جس قدر انہیں خدا سے قریب اور اس کی بارگاہ میں کریم ووجیہ کرتے ہیں دوسروں کے اعمال ہرگز اس درجے تک نہیں پہنچ سکتے، گو مقدار میں ان سے اس قدر زیادہ ہوں جتنا نیم صاع جو سے کوہ احد برابر سونا اگرچہ متاخرین کو بوجہ کثرتِ عوائق وفسادِ زمانہ بعض وجوہ سے اجر زیادہ مل سکے ۱۲ منہ

۔(۱) ترجمہ: اگر (غیر صحابہ میں سے) کوئی شخص اُحد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو وہ (اے صحابہ) تم میں سے کسی کے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔
(۲) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۶۳۸۳، دار الفکر، بیروت، ص ۱۲۵۸

ہوجائے گا کما ذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا۔ت) اب میزانِ عقل میں تول لیجئے کہ قربِ الٰہی اور اس کی بارگاہ میں وجاہت اعلیٰ واشرف ہے یا جنت میں لذیذ کھانے، خوشگوار شرابیں، نرم نازک کپڑے، بلند جڑاؤ تخت، دلربا شوخان طناز

عروسانِ سراپا ناز ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (۱)

وائے خوبیٔ فہم دو درباریوں نے بادشاہ کو اپنی عمدہ کارگذاریوں سے راضی کیا تاجدار نے ایک کو ہزار اشرفی انعام دے کر پایۂ تخت کے نزدیک جگہ دی دوسرے کو انعام لاکھ اشرفی ملا اور مقام اُس کی کرسی منصب سے نیچے، اے انصاف والی نگاہ اہلِ دربار میں افضل کسے کہا جائے گا، بالجملہ کثرتِ ثواب بمعنی مذکور ہرگز فضلِ کلی کا مناط نہیں۔

دلیل پنجم: آخر باہم ملائکہ میں بھی ایک کو دوسرے سے افضل کہا جاتا ہے، حدیث میں آیا **طب عن ابن عباس** "الا اخبر کم بافضل الملائکہ جبریل (۲)" کیا میں تمہیں نہ بتاؤں سب ملائکہ میں افضل کون ہے جبریل۔

کتبِ عقائد میں انس وملک کا تفاضل ذکر کرتے ہیں، اور حدیث قدسی میں وارد ہوا، **طس فو** کلاھما عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ "عبدی المؤمن احب الی من بعض

---

(۱) ترجمہ: راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں جارہا ہے۔

(۲) المعجم الکبیر، باب العین، احادیث عبداللہ بن عباس، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۱۳۹

ملائکتی (۱) ''میرا بندہ مسلمان مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

وہاں یہ معنی کب بن پڑے؟ کثرت وقلت در کنا ملائکہ رأسا بایں معنی اہل

ثواب ہی سے نہیں، تو بالضرور وہاں وہی معنی کہنا پڑیں گے کہ جبریل افضل الملائکہ ہیں

یعنی ان کا قرب اور بارگاہ الٰہی میں وجاہت اور فرشتوں کے وجاہت وقرب سے زیادہ

ہے اسی طرح تفاضل انسان وملک میں۔

پھر یہ معنی کہ درحقیقت لفظ افضل سے تراوش کرتے ہیں یہاں آکر کیوں

بدل گئے اور کون سی ضرورت ان سے رجوع پر باعث ہوئی۔

دلیل ششم علماء اہلسنت شکر اللہ مساعیہم نے تفضیل صدیق کو عقیدہ

ٹھہرایا اور اس پر (آیۂ) کریمۂ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ﴾

(۲) (۳) اور حدیث **حاک خط** کلھم عن ابی ھریرۃ ''ابو بکر

وعمر خیر الاولین والاٰخرین وخیر اھل السمٰوات وخیر اھل

الارضین الا النبیین والمرسلین (۴) سے اخذ ال... اور یہ دلائل سلفاء

---

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۶۶۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/۷۹

(۲) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۳) پ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۴) کنز العمال، کتاب الفضائل، الاقوال، حدیث ۳۳۶۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۱/۲۵۶

خلفا ان میں شائع وذائع رہے، اور پُر ظاہر کہ اکرم عند اللہ اور اکثر وجاہۃً عند اللہ کے ایک ہی معنی ہیں اور خدا کے نزدیک جو اکرم و بزرگ تر ہوگا لاجرم خدا سے زیادہ قریب ہوگا نہ وہ جسے اجر بمعنی مذکور زیادہ عطا ہو، اسی طرح بعد انبیاء و مرسلین اولین و آخرین وکافۂ اہل آسمان و زمین سے بہتری بھی اس زیادتِ اجر کا ثمرہ نہیں ہوسکتی، تو یہ استدلال ہمارے علماء کرام کے با علی نداء منادی کہ وہ شیخین کو بمعنی زیادتِ قرب و وجاہت افضل کہتے ہیں، ورنہ دلیلیں انتاج دعویٰ میں قصور کریں گی کہ مدعا تو مثلاً صدیق کو اجر زیادہ ملنا تھا اور دلیل یہ کہ وہ اکرم عند اللہ ہیں یا انبیاء و مرسلین کے بعد سردار سابقین ولاحقین و بہترین سکانِ چرخ و زمین، پس اتمام تقریب کے لئے ہر جگہ ایک مقدمہ اور بڑھانا پڑتا کہ جو ایسا ہے اسے اجر زیادہ ملے گا، اب قیاس مرکب ہوکر نتیجہ نکلتا کہ صدیق اکبر کو اجر بیشتر حاصل ہوگا حالانکہ یہ مقدمہ کوئی ذکر نہیں کرتا اور دلیل کو اسی قدر پر تمام سمجھتے ہیں معہذا ایسا ہوتا تو اس مقدمۂ زائدہ میں پھر خلشیں نکلتیں اور نئی بنائی دلیل کا سنوارنا مشکل پڑ جاتا، مخالف سہل طریقے سے منع وارد کرسکتا کہ ہم نہیں مانتے کہ جو اکرم عند اللہ و اجل مخلوقات و افضل کائنات سے بہتر ہو اسے اجرِ مذکور زیادہ ملنا ضرور ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ کو اختیار ہے مطیع کو کم عطا فرمائے اور عاصی کا دامن مالا مال کردے۔

دلیل ہفتم: لیجئے خوب یاد آیا کیوں تکلیفِ تکلف گوارا کیجئے گوہرِ مقصود کے لیے دریا پیرتے پھریئے، آفتاب عالمتاب جس کی روشنی میں راہِ راست مل جائے اور تمام شکوک واوہام کا دفتر جل جائے، کلامِ ہدایت نظام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ

افضل الصلوۃ والسلام ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں، م عن ابی ہریرۃؓ ’’فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طھورا ومسجدا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون ‘‘(۱) میں انبیاء پر چھ باتوں میں تفضیل دیا گیا مجھے جامع کلمے مختصر لفظ بے شمار معنی والے عطا ہوئے اور میری مدد کی گئی رعب سے اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور مسجد اور بھیجا گیا میں تمام مخلوقِ الٰہی کی طرف اور ختم کئے گئے مجھ سے پیغمبر۔

اور اسی مضمون کی حدیث میں بروایت سائب بن یزید واقع ہوا، طب ’’وادخرت شفاعتی لامتی الیٰ یوم القیامۃ‘‘(۲) اور اٹھا رکھی میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے لئے روز قیامت تک۔

اب تو ـــ مقصود بے پردہ وحجاب جلوہ آرا ہے، چشمِ بصیرت سے غطائے عصبیت اٹھایئے اور دیکھیے کہ حضور نے جن وجوہ سے کافۂ انبیائے کرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام پر اپنی افضلیت ثابت فرمائی ان کا منشا زیادتِ قرب ووجاہت ہے یا طعام وشراب ولباس واکواب وابکار واترابِ جنت سے بیشتر متلذذ ہونا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد می ’’ان اللہ

---

(۱) صحیح مسلم، باب المساجد، حدیث ۵۲۳، دار المغنی، بیروت، ص ۲۶۶

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۶۶۷۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۷/۱۵۴

تعالیٰ فضل محمداً صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اھل السماء فقالوا یا ابا عباس بم فضلہ علی اھل السماء قال ان اللہ تعالیٰ قال لاھل السماء ﴿ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم کذلک نجزی الظلمین﴾ (۱) وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا ○لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر﴾ (۲) قالوا وما فضلہ علی الانبیاء قال قال اللہ تعالیٰ ﴿وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء﴾ (۳) وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وما ارسلناک الا کافۃ للناس﴾ (۴) فارسلہ الی الجن والانس" (۵)

بے شک اللہ تعالیٰ نے بزرگی بخشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پیغمبروں اور آسمان والوں پر، لوگوں نے کہا: اے ابو عباس ☆ کس بات سے فضیلت بخشی انہیں آسمانیوں پر، کہا:

☆ ابو عباس حضرت ابن عباس کی کنیت ہے ۱۲ منہ

---

(۱) پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۲۹

(۲) پ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱،۲

(۳) پ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴

(۴) پ ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۲۸

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۱۶۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۱/۱۹۱

اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے حق میں فرمایا: جو کہے گا ان میں سے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا سوا سے بدلہ دیں گے جہنم، ہم یوں ہی عوض دیتے ہیں ستم گاروں کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی، تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے، بولے: اور انبیاء پر ان کی بڑائی کیا ہے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا (کہ) ان کیلئے بیان کرے پھر خدا گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر تمام آدمیوں کے لئے۔ پس انہیں سب جن وانس کی طرف رسول کیا۔

اس تقریر کے پھول بھی اسی باغِ قرب ووجاہت وعزت وکرامت کا پتا دیتے ہیں، کثرتِ اجر بمعنی مذکور کی کہیں بو بھی نہیں اور ایک اس پر کیا موقوف ہے جہاں صحابہ کرام میں تفضیل وترجیح کا چرچا ہوا ہے اکثر اسی قسم کے امور ذکر فرمائے جاتے ہیں مجرد اجر بمعنی مذکور کا حرف شاید کسی کی زبان پر نہ آیا ہو، آخر فصولِ آتیہ باب اول وباب ثانی میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی حدیثیں سن ہی جولو گے پس بشہادتِ دو گواہِ عدل عقل ونقل خوب محقق ومنقح ہو گیا کہ مناطِ افضلیت زیادتِ قرب و وجاہت ہے نہ کثرتِ لذائذِ جنت، سنیہ وتفضیلیہ کہ مسئلہ تفضیل میں متنازع ہیں، ان کا معرکہ بھی اسی میدانِ قرب وجاہ میں، اور احادیث میں جو شیخین یا بزعمِ تفضیلیہ جنابِ مولا کی افضلیت وارد ہوئی وہاں بھی یہی معنی نگاہ میں، اور ہر چند یہ امر عقولِ سلیمہ کے نزدیک غایتِ جلاوظہور میں تھا جس کے لئے اس قدر تطویل وتجشم تفصیل محض بیکار تھی مگر مجبور کہ ہمارے بعض معاصرین کے افکارِ بلند وافہامِ آسمان پیوند فقیر کو

کشاں کشاں اس طرف لائے کہ بدیہی کو نظری کا جامہ پہنایئے، اور آفتاب دکھانے کو مشعل جلایئے۔

دلیلِ ہشتم: عزیزا! اگر اہلسنت کا یہی مذہب ہوتا کہ مرتبہ حضرت مولا کا بڑا اور قرب وکرامت انہیں کی زیادہ شیخین کو ان پر صرف ثواب ولذائذِ جنانی میں مزیت تو دلائل مذکورۂ سنیاں اور اسکی امثال اکثر براہین کہ عمدۂ کار اور فرقۂ ناجیہ کے اکابر واصاغر میں بلانکیر رائج {اب یک قلم منقلع ہوجاتے}، جن کی کثرتِ ثواب منظور تھا ان کی اکرمیت ثابت ہوتی، { اور جن کی اکرمیت } کا دعوی تھا ان کی کثرتِ ثواب ظہور پاتی مثلاً (آیۃ) کریمۂ ﴿سیجنبها الاتقی ۝(۱)﴾(۲) (آیۃ) کریمۂ ﴿ان اکرمکم عند الله اتقکم (۳)﴾(۴) سے ملا کر کثرتِ اجرِ صدیق پر استدلال کیا تو ہماری پہلی تقریر کو خزانہ حافظہ سے پھر جنبش دے کر پیشِ نفس حاضر لایئے کہ یہاں تتمیمِ تقریب کے لئے ایک مقدمہ بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ قیاسِ قیاس مرکب تو نظم دلیل اور اس سے انتاج دعوی یوں ہوگا کہ صدیق اتقی ہیں اور ہر اتقی اکرم عند اللہ اور ہر اکرم عند اللہ اجر میں زیادہ پس صدیق اجر میں زیادہ، اب نتیجۂ قیاسِ اول سے صدیق کی اکرمیت نکلی حالانکہ اس کا نسبت جنابِ

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیز گار۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۷

(۳) ترجمۂ کنز الایمان۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (۴) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

مرتضوی دعوی تھا اور کبرائے قیاسِ ثانی سے اکرم کی زیادت اجر ثابت ہوئی تو مولی علی جنھیں اکرم کہا تھا اجر میں زیادہ ٹھہرے دلیل دونوں دعووں پر صاف لوٹ گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عقل سے ایسی بیگانگیاں خدا نہ کرے کہ سنیوں کے ادنیٰ نو آموز سے بھی صادر ہوں یہ ناموزونی تو روزِ ازل سے بدعتیوں کے حصے میں آئی ہے پھر اپنے خیالاتِ خام جو قوتِ واہمہ سے تراشے ہیں سنیوں کے سر دھر کر کیوں ناحق ان کے بلند پایہ کلمات کو خبط بے ربط کئے دیتے ہو ان کے دشمنوں کو سودا ہوا تھا کہ فضلِ کلی کا مناط ایسی چیز کو ٹھہراتے جو کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہو سکتی، نہ احادیث و آثار میں جو وجوہِ افضلیت وارد ہوئیں وہ اس کی مساعدت کرتیں، نہ اس مسئلہ کے نظائر میں ہرگز وہ معنی درست آتے، نہ خود اپنے دلائل کا اس پر کسی صورت انطباق ہوتا مناط نہ ہوا فلک سیر کی ترنگ ہوا یا ہوشِ ربا کی امنگ جسکا ٹھل نہ بیڑا۔

دلیل نہم: اور مزہ یہ ہے کہ یہ مناط برادری۔۔۔۔یعنی حضرات تفضیلیہ میں بھی مقبول نہیں ہوتا، نزاع کے لئے ضرور ہے کہ مافیہ التنازع {ایک ہی مرتبۂ غیر مشترکہ ہو} اگر ہم زید کے لئے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے سلطنت باختر {تو اس میں اور اس میں} تخالف ہی کا ہے کا ہوا، منازعت تو جب ہو کہ ایک ہی مرتبۂ غیر مشترکہ ہم زید کو بتائیں اور طرفِ مقابل عمرو کو، اب اگر تفضیلیہ سے پوچھتے ہیں کہ تم جو حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتاتے ہو یہی کثرتِ اجر و تمتعِ لذائذ مراد لیتے ہو تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں حاشا وکلا یہ بالائی بات کس قابل ہے

شانِ مرتضوی اس سے بس ارفع واعلیٰ، ہم تو اس جناب کو رفعتِ مکان وعلوِ شان وبلندیٔ جاہ ووفورِ کرامت عنداللہ میں اجل واکمل مانتے ہیں، سنی بھی اگر اس دعوی میں ان کے موافق تھے تو اس نزاع ہزار سالہ کا مبنٰی کیا، اور ادھر جو تفضیلیہ دلیل پیش کرتے ہیں جس سے بوئے اکرمیت نکلتی ہے خدا جانے کیا ماجرہ ہے کہ سنی مستعدِ جواب ہو جاتے ہیں اور اس کی وہ بری حالت بناتے ہیں کہ الٰہی توبہ، کوئی نہیں پوچھتا کہ جب ان کے نزدیک افضلیتِ شیخین بمعنی اکرمیت وعلوِ جاہ ومنزلت نہیں بلکہ اسے مولیٰ علی کے لئے ثابت مانتے ہیں یہ بھی تفضیلیہ کے شریک ہیں تو اس دلیل کے رد پر کیوں کمر کستے ہیں، سیدھی سی بات کہ جو کچھ اس سے ثابت ہوا ہمارا عین مدعا ہے، کیوں نہیں کہہ گذرتے غرض اس مناطِ مقدس میں جو جو خوبیاں ہیں زبانِ قلم وقلمِ زبان اس کی تحریر وبیان سے عاجز۔

دلیل دہم: مگر ہوا یہ کہ ان صاحبوں نے ہمارے بعض علماء کے کلام میں کثرتِ ثواب کا لفظ دیکھ لیا اور مطلب سمجھنا نصیبِ اعداء، اب مخالفتِ اہلِ سنت کی رگِ خفی نے جوش کیا اور خیالی طومار بندھنے لگے اگر مثلاً حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں یہ لفظ نظر سے گذرا تھا تو۔۔۔صواعقِ محرقہ ومجمع البحار وغیرہا کی وہ تقریر بھی تو دیکھی ہوتی جس میں {زیادتِ اجر کے مناطِ افضلیت} ہونے کی بتصریح نفی ہے، اور اس کے سوا اور کتبِ اہلسنت پر بھی نگاہ ڈالی ہوتی جس میں کرامت و منزلت عنداللہ بھی کو شریک کیا ہے، افسوس صد افسوس ع حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء (ایک چیز کی تو نے حفاظت کی اور بہت سی اشیاء تجھ سے غائب ہوگئیں۔ت)

خیراب تک نہ سنا تھا تواب سنئے شرح مقاصد میں ہے ''الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند الله تعالی و کثرة الثواب (۱)'' (۲) علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ سیوطی میں زیر حدیث ''صالح المومنین ابوبکر وعمر'' فرماتے ہیں ''ای هما اعلی المؤمنین صفة و اعلاهم قدرا (۳)'' (۴)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعہ میں بیانِ وجہِ تفضیلِ شیخین میں فرماتے ہیں ''ایشان (یعنی شیخین رضی اللہ عنہما) بزرگ بودند ومقرب ودر کار وبار دنیا و دین مقدم وابوبکر وعمر ہر دو وزیر ومشیر آنحضرت بودند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۵)'' (۶)

---

(۱) ترجمہ: کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی وکثرتِ ثواب کے ۱۲۔

(۲) شرح مقاصد، الفصل الرابع فی الامامة، المبحث السادس، الافضلیة بین الخلفاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۵۲۳

(۳) ترجمہ: یعنی ابوبکر وعمر سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں صفت میں اور انبیاء کے بعد سب سے بڑے ہیں قدر ومنزلت میں۔ ۱۲

(۴) فیض القدیر للمناوی، حدیث ۴۹۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۲۵۱

(۵) یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (تمام لوگوں سے) بزرگ وبرتر ہیں، دین ودنیا کے ہر کام میں مقدم ومقرب ہیں (اور روحانی وسیاسی طور پر بھی مقدم ہیں) اور یہ دونوں حضرات حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر ومشیر ہیں۔

(۶) اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب مناقب ابی بکر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۴/۶۵۰

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

صواعق میں ہے ”ثم یجب الایمان والمعرفۃ بان خیر الخلق وافضلھم واعظمھم منزلۃ عند اللہ بعد النبیین والمرسلین واحقھم بخلافۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ن الصدیق ونعلم انہ مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یکن علی وجہ الارض احد بالوصف الذی قد مناذکرہ علی غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم من بعدہ علی ھذا الترتیب والصفۃ ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم من بعدھما علی ھذا الترتیب والنعت عثمن بن عفان ثم علی ھذا النعت والصفۃ من بعد ھم ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھم انتھی ملخصا (۱)“(۲)

شرح مواقف پسند ہوتو اس میں دیکھئے ”ومرجعھا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددھا الی کثرت الثواب والکرامۃ عند اللہ

---

(۱) ترجمہ: پھر واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا کہ تمام جہان سے بہتر وافضل اور خدا کے نزدیک مرتبہ میں بڑے انبیاء ومرسلین کے بعد اور خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق تر ابوبکر صدیق ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور روئے زمین پر یہ وصف کسی میں نہ تھا سوا صدیق کے، پھر ان کے بعد اسی ترتیب وصفت پر عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر ان کے بعد اسی ترتیب ووصف پر عثمان بن عفان پھر اسی نعت ووصف پر ان سب کے بعد ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔۱۲

(۲) الصواعق المحرقۃ، باب خاتمہ فی الامور المھمۃ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعالیٰ(۱)''(۲)

مولٰنا ملک العلماء، بحر العلوم قدس سرہ العزیز فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح فارسی میں فرماتے ہیں ''بدانکہ مراد از افضلیت اکثریتِ ثواب واعظمیتِ مرتبہ است نزد اللہ تعالیٰ''(۳)

بات یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کے امتثال اوامر واجتنابِ نواہی میں حتی الوسع سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنے فضل ورحمت سے اسے بارگاہ۔۔۔ میں قرب ووجاہت بخشتا ہے اور زیادتِ انعام کے لئے لذاتِ جنت بھی مرحمت فرماتا ہے۔۔۔ جب بندہ کو بذریعۂ عمل حاصل ہوئے دونوں کو ثواب کہنا درست ٹھہرا، قال تبارک وتعالیٰ ﴿تلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون ٥(۴)﴾(۵)

---

(۱) ترجمہ: مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرتِ ثواب وکرامت عند اللہ کی طرف ہے۔۱۲

(۲) شرح المواقف، المرصد الرابع، المقصد الخامس، الافضل بعد الرسول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۶۳۸

(۳) اے مخاطب تو جان لے کہ افضل ہونے سے مراد کسی کا عند اللہ ثواب میں زیادہ ہونا اور مرتبہ میں بلند ہونا ہے۔

(۴) ترجمہ: یہ باغ تم وارث کئے گئے اس کے اپنے ان کاموں کے عوض جو تم کرتے تھے۱۲۔

(۵) پ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۷۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

وقال تعالیٰ ﴿واسجد واقترب۝(۱)﴾(۲)

وقال تعالیٰ فیماحکاہ عنہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم خ "لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل(۳)"(۴)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم م د س "اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثر والدعاء(۵)"(۶)

وقال صلی اللہ علیہ وسلم ات مس قی عس طب ی

☆ علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین من قبلکم وقربۃالی اللہ

☆ اعن بلال ت مس قی عنہ وعن ابی امامۃ الباھلی عس عن ابی الدرداء طب عن سلمان الفارسی ی عن جابر وحسن ت وصحح مس ۱۲ منہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱) ترجمہ: اور سجدہ کر اور قریب ہو جا ۱۲۔

(۲) پ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۱۹

(۳) ترجمہ: ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے ۱۲۔

(۴) صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث ۶۵۰۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۴/۲۴۸

(۵) ترجمہ: سب حالتوں سے زیادہ نزدیک بندہ اپنے رب سے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس وقت دعا زیادہ مانگو ۱۲۔

(۶) صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث ۲۱۵_۴۸۲، دار المغنی، بیروت، ص ۲۵۰

تعالی ،الحدیث (۱)'' (۲)

قال صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ ''الصلوۃ قربان کل تقی ☆ '' (۳)

وروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ عن ابن مسعود ''تقربو الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفھرۃ والتمسوا رضی اللہ بسخطھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم (۴)'' (۵)

☆ترجمہ: نماز سے خدا کا قرب پاتا ہے ہر پرہیزگار، وقال المناوی فی شرحہ ای ان الاتقیاء من الناس یتقربون بھا الی اللہ ای یطلبون القرب منہ بھا ۱۲ منہ۔ (۶)

---

(۱) ترجمہ: لازم جانو رات کی نماز کہ وہ عادت ہے تم سے پہلے نیکوں کی اور نزدیکی ہے طرف اللہ تعالی کے۔۱۲

(۲) سنن الترمذی، کتاب الدعوات ،باب ما جاء فی دعا النبی ،حدیث ۳۵۶۰، دار الفکر ، بیروت ۵/۳۲۲

(۳) فیض القدیر للمناوی، حرف الصاد ،حدیث ۵۱۸۲، دار الکتب العلمیہ ،بیروت، ۴/ ۳۲۵

(۴) ترجمہ: خدا کی نزدیکی چاہو گناہ والوں سے بغض رکھنے میں اور ان سے بہ ترش روئی ملو، اور خدا کی خوشنودی ڈھونڈو ان کی خفگی میں اور خدا سے قرب طلب کرو ان سے دور بھاگنے میں۔۱۲

(۵) جمع الجوامع الجامع الکبیر، قسم الاقوال، حدیث ۱۰۵۳۸، دار الکتب العلمیہ ،بیروت، ۴/ ۱۰۲

(۶) ترجمہ: امام مناوی نے اس کی شرح میں فرمایا: یعنی متقی لوگ نماز کے سبب اللہ کا قرب طلب کرتے ہیں۔

یہ آیات واحادیث اور ان کی مثل نصوص متکاثرہ شاہد کہ اعمال صالحہ جسطرح ثواب جنت دلاتے ہیں قرب خدا تک بھی پہنچاتے ہیں اور (آیۃ) کریمہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط (۱)﴾ (۲) تو حجت کافی ہے کہ اصلاح عمل سے کرامت عند اللہ حاصل ہوتی ہے، پھر ان پر اطلاق ثواب میں کیا شک رہا کہ ثواب ہم نہیں کہتے مگر اس جزا کو جو بندہ اپنے عمل صالح پر پائے قال العلامۃ البیری فی شرح الاشباہ و النظائر "قال علماء نا ثواب العمل فی الاخری عبارۃ عما اوجبہ اللہ تعالی للعبد جزاء لعملہ اثرہ عنہ الفاضل الشامی فی ردالمحتار (۳) "(۴) صرف لذات وشہوات وحور وقصور پر ثواب کا محصور ومقصور رکھنا محض قصور۔

فاضل علی قاری شرح فقہ اکبر سیدنا الامام الاعظم میں فرماتے ہیں "اما حصر ثوابہا علی اللذۃ الظاہریۃ فممنوع لان فی الجنۃ یحصل لاھلہا التلذذ بالذکر والشکر وانواع المعرفۃ واصناف الزلفۃ والقربۃ التی

---

(۱) ترجمہ: کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) ترجمہ: علامہ بیری شرح الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے فرمایا کہ آخرت میں عمل کا ثواب اس سے عبارت ہے کہ "اللہ تعالی بندے کے لئے جو چیز اس کے عمل کی جزا میں واجب کرے"۔ فاضل شامی نے ان سے اس معنی کو ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے۔

(۴) ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، مطلب فی تفسیر القربۃ والثواب، دارالمعرفۃ، بیروت، ص ۳۸۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

نهایتها الرؤیة ما ینسی بجنبها اللذذ الشهوات الحسیة واللذات النفسیة(۱)''(۲)

سچ ہے زیادتِ قرب وزلفے کے برابر کیا ثواب ہوگا{یہ ثواب سب لذتوں کی}جان ہے۔جس کے حضور حظوظِ نفسانیہ استغفر اللہ کہ کچھ بھی وقعت رکھیں۔۔۔۔ ہیں کہ زید کو اس کے اعمالِ حسنہ پر لذات اور عمرو کو قربِ ذات عطا ہوا،ثواب کس کا زیادہ رہا،عقل ہے تو خواہی نخواہی کہنا پڑے گا کہ عمرو کا ثواب بس ارفع واعلی ہے،پس کثرتِ قرب وکثرتِ ثواب کا ایک ہی حاصل ٹھہرا اور اس پر اقتصار بعینہ اس پر اقتصار ہوا،اور جنہوں نے زیادتِ اجر کو مدارِ افضلیت ہونے سے انکار کیا انہوں نے اجر بمعنی ثانی لیا،وہ بے شک زیادتِ زلفے کے حضور مئی نہیں ہو سکتا،غرض مطلب سب کا ایک ہے اور لفظ مختلف ع عبارا تنا شتی وحسنک واحد (۳)

توفیق رفیق ہو تو تطبیق و توفیق ہو،بالجملہ سنیوں کا حاصل مذہب یہ ہے کہ بعدِ انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم جو قرب ووجاہت وعزت وکرامت وعلوِ شان و رفعتِ مکان وغزارتِ اجر وجلالتِ قدر بارگاہِ حق تبارک وتعالی میں حضرات خلفاء

---

(۱) ترجمہ:ہمارے ثواب کا لذتِ ظاہری پر محصور رکھنا مسلم نہیں کہ جنت میں اہل جنت کو لذتیں ملیں گی یادِ خدا و شکرِ نعما و اقسام معرفتِ الہی وانواع قرب ونزدیکی نامتناہی ہے،جن کا آخر دیدار پروردگار ہے،جس کے حضور یہ سب حسی شہوتیں اور نفسی لذتیں یک لخت فراموش ہوجاتی ہیں۔۱۲

(۲) شرح فقہ اکبر لملا علی قاری،قدیمی کتب خانہ کراچی،ص۱۳۲(کتاب میں حصر کی جگہ قصر ہے)

(۳) ترجمہ:ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے۔

اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو حاصل ان کا غیر اگرچہ کسی درجۂ علم وعبادت ومعرفت وولایت کو پہنچے اولی ہو یا آخری اہل بیت ہو یا صحابی ہرگز ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتا ہمگر شیخین کو امور مذکورہ میں ختنین پر تفوق ظاہر ور جحان باہر، بغیر اس کے کہ عیاذا باللہ فضل وکمال ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے اور تفضیلیہ دربارہ جناب مولی اس کا عکس مانتے ہیں یہی تحریر مادۂ نزاع، بحمد اللہ اس نہج قویم واسلوب حکیم کے ساتھ جس میں ان شاء اللہ تعالی شک مشکک ووہم واہم کو اصلا محل طمع نہیں، اور ہر چند جو کچھ ہے علماء کے بحار فیض سے چھینٹا اور انہی کے خرمن تحقیق سے خوشہ ع اے بادصبا اینہمہ آوردۂ تست (۱) مگر شاید یہ تنقیح عاطر وتوضیح ... کشف معضل وترصیف نفیس وحسن تاسیس اس رسالہ کے غیر میں نہ پائی جائے ﴿ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون﴾ (۲)(۳) یا ھذا فعلیک بہ فاتقنہ فانہ مہم مفید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید (۴)

---

(۱) ترجمہ: اے بادصبا یہ سب کچھ تو ہی لائی ہے۔

(۲) ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

(۳) پ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۳۸

(۴) ترجمہ: اے شخص تجھ پر لازم ہے کہ اسے مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ اہم اور مفید ہے، اللہ غالب سراہے ہوئے کی طرف سے ہی نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے کی قوت ہے۔

تبصرۂ تاسعہ: اب ہم جس کے لئے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لئے دو طریقے متصور یا نصوصِ شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل و اعلیٰ و اجل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن و اسلم کہ بعد نصِ شارع کے چون وچرا و مداخلتِ عقلِ نارسا کی مجال نہیں رہتی اور قطعِ منازعت کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

تبصرۂ سابقہ میں شرف ایضاح پا چکا کہ جب ایک جماعتِ اہل فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم کسی قیدِ خاص سے اقتران نہ پائے تو اس سے یہی معنی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضلِ کلی رکھتا اور قرب و وجاہت و مرتبہ و منزلت میں ان سب سے بلند و بالا ہے پس بعدِ تصریحِ شارع کہ فلاں افضل ہے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی اور دلیل اپنی منزلِ منتہی و ذروۂ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے یا دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیفِ مقدمات کا ہے یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب۔

فاقول وباللہ التوفیق بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر اٹھائی جاتی ہے دو امر ہیں ایک مافیہ التفاضل، دوسرا مابہ الافضلیت۔

مافیہ التفاضل تو وہ جس میں افضل و مفضول کی کمی بیشی مانی جاتی ہے اور یہ امر دونوں طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضول میں کم اور مابہ الافضلیت وہ جو مافیہ التفاضل میں افضل کی زیادت ۔۔۔ خاص ذات افضل سے قائم ہوتا ہے مفضول کو اس میں اس کم و کیف ۔۔۔ اشتراک نہیں، اگرچہ کہیں نفسِ وصف سے اتصاف پایا جائے ورنہ اس میں تساوی ہو تو بنائے تفاضل رأساً انہدام

پائے مثلاً شمشیرِ تیز بران کو تیغ کند نا کارہ پر تفضیل ہے، مافیہ التفاضل قطع وجرح کہ وہ خوب کاٹتی ہے اور یہ تصور کرتی ہے، اور ما بہ الافضلیت خوشابی و پاکیزہ جوہری کہ تیغِ اول سے مختص ہے۔ جس کے سبب اسے قطع و برش میں مزیت ہوئی، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سمجھنا چاہئے کہ مافیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیبِ دلیل کیا نفسِ تحقق نزاعِ حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امرِ معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں یہ زید کے لئے ثابت کرے وہ عمرو کے واسطے مانے، اسی امرِ مشترک بالتفاوت کا نام مافیہ التفاضل ہے، مگر ما بہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعی لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحثِ غامض و مزلۃ الاقدام اور یہی امر مظنۂ اختلاف اولی الافہام، پس ما نحن فیہ میں طریقۂ استدلال یہ کہ مدعی لہ کا ایک فضیلت میں نصاً خواہ استنباطاً اپنے ماورا سے امتیاز، پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادت قرب و کثرت وجاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے۔ اگر یہ دونوں مقدمے حسب مراد منزلِ ثبوت تک پہنچ گئے دلیل تمام ہو کر احقاقِ حق و الزامِ خصم کردے گی، اس میدان میں آکر سنیہ و تفضیلیہ دو راہ ہو گئے، اہلِ تفضیل قرآن و حدیث کو پسِ پشت ڈال ہوائے تخیل میں بے پر کی اڑانے لگے کہیں مجرد بعض صفات سے اختصاص کو فضلِ کلی کا مدار ٹھہرایا، کہیں کثرتِ فضائل و شہرت ۔۔۔ پکڑا، کبھی شرفِ نسب وعلوِ حسب و کرامتِ صہر و نفاستِ عیال پر نظر ڈالی، کبھی ۔۔۔ میں مزیت سلاسلِ طریقت کی مبدئیت تنزلِ ناسوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی، کہ ہم بحمد اللہ تبصرات سالفہ میں ان اوہام کی قطعِ عرق کر آئے۔

سنیوں کا مرجع وملاذ ی ہر بات میں حدیث شریف وقرآن اشرف اور مقامِ شرح وتفسیر میں پیشوا ومقتدا کلماتِ اکابر سلف، اب جو ہم گلچین نظر کو ان باغوں میں اجازتِ گلگشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں (آیۃ) کریمہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط (۱)﴾ (۲) تو نص جلی ہے کہ مدارِ افضلیت زیادتِ تقوی ہے اور بیشتر احادیث واخبار بھی اسی کے مثبت اور (آیۃ) کریمہ ﴿ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ط ذلک ھو الفضل الکبیر (۳)﴾ (۴) میں سبقت الی الخیرات۔

اور (آیۃ) کریمہ ﴿لایستوی منکم من انفق (۵)﴾ (۶) الآیہ، اور بعض احادیث واکثر محاوراتِ صحابہ میں سوابق اسلامیہ اور زمانۂ غربت وشدتِ ضعف میں دین کی اعانت اور احادیثِ کثیرۂ مرفوعہ وموقوفہ میں فضل صحبتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض اقوالِ علماء میں کثرتِ نفع فی الاسلام اور مواضع اُخر میں ان

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔

(۴) پ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۳۲

(۵) ترجمۂ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔

(۶) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰

کے سوا اور امور کو بھی مناطِ تفضیل وما بہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول اللہ وقوتہ ان مضامین کو بابِ ثانی میں بسط کریں گے، لیکن غور کامل وفہمِ بالغ کو کام فرمایئے تو درحقیقت کچھ اختلاف نہیں، اصل مدار ونقطۂ پرکار ان سب امور کا واحد ہے، جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر اسی طرف لوٹ جاتی ہیں، وہ کیا ہے یعنی کمالِ قوتِ ایمان کہ ایک صفت مجہولۃ الکیفیت ہے جو قلبِ مؤمن پر کنوزِ عرش سے فائض ہوتی ہے، عبارت اسکے ادا وایضاح سے قاصر جو کچھ کہا {جاتا} ہے سب اس کے آثار وثمرات ہیں

ع ذوق این می نشناسی بخدا تا {نچشی} (۱)

العارف باللہ سیدنا الحکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز ----

بیدار جب خزانۂ دل میں استقرار کرتی اور مجامعِ قلب کو اندرون وبیرون سے گھیر لیتی اور ہر رگ وریشۂ باطن میں شیر میں دسومت بلکہ شہد میں حلاوت کی طرح پیر جاتی ہے، اسی کا نام علم باللہ وکمالِ معرفتِ الٰہی قرار پاتا ہے، پھر اسی سے خوف ورجا وتسلیم ورضا وشرم وحیا وورع وتقویٰ وصبر وشکر واخلاص وتوکل وانقطاع وتبتل وتواضع وعفت وحلم ودیانت وغیرہا تمام فضائلِ محمودہ جنہیں حدیث میں **م د س ق عن ابی ھریرۃ** "الایمان بضع وسبعون شعبۃ (۲)" (۳) سے تعبیر کیا خود بخود منشعب

---

(۱) ترجمہ: خدا کی قسم جب تک تو اس ذوق کو نہیں چکھے گا لذت سے محروم رہے گا۔

(۲) ترجمہ: ایمان کی کئی اوپر ستر شاخیں ہیں ۱۲۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان عدد شعب الایمان، حدیث ۳۵، دار المغنی، بیروت، ۳۹/۱

ہوتے اور بندہ کو اپنے مولی کا سچا بندہ کردیتے ہے۔

یہی ہے جس کے باعث یہ ماءِ مھین وخاکِ ذلیل اس ساحتِ سبوحیت میں قرب ووجاہت پاتا اور حجلہ نشینان حریم قدس کا محرم راز بلکہ سرتاجِ افتخار واعتزاز ہو جاتا ہے، پس لاجرم جسے اس صفت میں مزیت ہوگی وہی کمالِ خوف وخشیت الٰہی وامتثالِ اوامر واجتنابِ نواہی میں گوئے سبقت لے جائے گا، اور یہی روحِ معنی وصورتِ تقوی ہے، اور پُر ظاہر کہ ایسے شخص کا بسبب قوتِ انبعاث داعیۂ خیر کے سباق الی الخیر ہونا لازم، اور جب سباق الی الخیر ہوا تو اسلام کو نفع بھی اسی سے زیادہ پہنچے گا اور حکمتِ الٰہی تقاضا کرے گی کہ ایسے ہی لوگوں کو سلطانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا مونس ورفیق ووزیر ومشیر کیا جائے اور ابتدائے اسلام میں جو وقت نہایت ضعف وکثرتِ اعداومزلتِ اقدام وتراکم آلام اور دلوں کے ہل جانے اور جگروں کے کانپ اٹھنے کا ہے۔۔۔ اسلام کے حفظِ ناموس کو گلہائے ﴿نحن انصار الله (۱)﴾ (۲) کا سہرا انہیں کے۔۔۔ سوابقِ اسلامیہ کا بھی یہی منشا اور سوابقِ اسلامیہ پھر کثرتِ نفع فی الاسلام۔۔۔ دینگے بالجملہ یہ سب امور ایک دوسرے سے دست وبغل ہیں اور ہم اس امر کی تحقیق کی طرف کہ قوتِ ایمان وعلم باللہ کے سوا یہاں دوسری چیز مابہ الافضلیت نہیں ہوسکتی اور احادیثِ کثیرہ میں جو امورِ مختلفہ کو مناطِ تفضیل ٹھہرایا ہے کیونکر امرِ واحد کی طرف عود کر آتے ہیں ان شاء اللہ تعالی اوائلِ بابِ ثانی میں بمالامزید علیہ رجوع

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

(۲) پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۵۲

کریں گے۔ سبحان اللہ ہر چیز اسم وصفتِ الٰہی کی مظہر ہوتی ہے ان فضائل کی وحدت مصداق وکثرتِ مفاہیم بھی اسی رنگ پر آئے کہ ﴿ایـا مـا تـدعوا فلـه الاسمـآء الحسنی (۱)﴾ (۲) جو کہہ پکارو سو اسی کے نام ہیں خاصے

ع عبارا تنا شتی وحسنک واحد (۳)

تبصرۂ عاشرہ: دفعِ بقیۂ اوہام فرقۂ سفضیہ میں مشتمل چند تنبیہ پر

تنبیہ نمبر 1: ہماری تقریراتِ رائقہ وتحریراتِ سابقہ سے خوب مندفع ہوگیا خیال ان لوگوں کا جنہوں نے بعض کلماتِ علماء میں یہ لفظ دیکھ کر کہ مرجع تفضیل کثرتِ نفع فی الاسلام ہے، مقصود شناسی کا یک لخت دامن چھوڑ یہ نیا اعجوبہ تراشا اور اسے مذہب سنیہ کا حاصل ٹھہرایا کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام ومسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہدِ خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے، ملکوں میں امن وامان رہے، انتظام اچھا بن پڑا، ان باتوں پر جو ثواب مترتب ہوا وہ شیخین نے زیادہ پایا، باقی مرتبہ کی بڑائی، کرامت کی افزونی، وجوہ اخرے ثواب کی بیشی جناب مولیٰ ہی کو رہی۔

اقول واللہ یغفرلی اس کلام میں جو کچھ معنی رسی سے بیگانگی اور تہافت وتناقض کا جوش ہے اس سے۔۔۔۔بات سے ذہول نہ کیجئے کہ فضلِ جزئی جو اطلاقِ

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔

(۲) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۰

(۳) ترجمہ: ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے۔

افضل بتقیید کا مصحح، صالح بحث ونزاع نہیں کہ اس مقام میں تو بالیقین شیخین کو جناب مولی اور جناب مولیٰ کو شیخین اور بعض احاد صحابہ کو خلفاء اربعہ سے افضل کہہ سکتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مورد نزاع فضل کلی ہے جو اطلاقِ افضل بالاطلاق کا مجوز، اب ہم ثواب نفع فی الاسلام میں شیخین اور ثواب دیگر اعمال میں جناب مولیٰ کی مزیت تسلیم کر کے پوچھتے ہیں کہ دونوں طرف کے ثواب جمع کرنے سے کثرتِ ثواب جانبِ شیخین رہتی ہے یا جانبِ جناب مرتضوی یا دونوں پلے برابر، بر تقدیر ثالث افضل مطلق کا اطلاق نہ ادھر ہو سکے نہ ادھر، بلکہ ایک جہت کی قید سے انہیں افضل کہیں گے دوسری حیثیت کی تقیید سے انہیں، پھر فضل کلی جو متنازع فیہ تھا کسی کو بھی نہ رہا، تم نے تو وہ صورت نکالی کہ سنی تفضیلیہ دونوں کا مذہب رد کر دیا اور شقِ اول پر افضلیت خاص نصیبہ حضرت مولیٰ رہی اور شیخین کا فضل محض جزئی، پھر سنیوں کا مذہب جسے تم بزورِ زبان تاویلات دور از کار کر کے اپنی مرضی مطابق گڑھا چاہتے تھے ہزاروں منزل گیا خاصے تفضیلیے ہو چکے پھر چھپانے سے کیا حاصل

ع ہم نے پردے میں تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

اب رہی شقِ ثانی اسے اختیار کیجئے تو آپ کا مطلب ہاتھ سے جاتا اور "کر الی مافر (۱)" لازم آتا ہے، چاہتے تو یہ تھے کہ۔۔۔ کسی ایسی ہلکی سی بات میں

---

(۱) ترجمہ: جس سے بھاگا اسی کی طرف لوٹا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

شیخین کی افضیلت مان لیجئے جو فضائل حضرت مولیٰ کے حضور وقعت نہ رکھتے ہوں جس سے حضرت مولیٰ پر ان کا رتبہ بھی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ ٹھہرے، وہ ہو رہی الٹی کہ حضرات شیخین ۔۔۔ سنگ عالی قدر رہا کہ ہر چند صدہا فضائل میں جناب ولایت مآب کو ۔۔۔ جاتی ہیں، مگر ان کا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند وبالا رہتا ہے

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور کہیں خدا کے لئے وہ تقریر نہ بھول جانا کہ یہاں ثواب سے مراد لذائذِ جنانی نہیں۔

تنبیہ نمبر۲: عجب تماشا ہے فرقہ سنفضیہ جن کے قلوب تفضیلِ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباعِ کتاب وسنت واجماعِ امت وعلماء اہلِ حق کے لئے منشرح نہیں ہوتے اور دلائلِ قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو ﴿یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ط﴾ (۱) (۲) کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور باایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید توجیہیں رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھاتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے پھر بعنایت الٰہی اہلِ حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سنیئے نئی تقریر تراشے گا اور اس کے مذہب سنیان ہونے کا دعوی کر دے گا۔

---

(۱) ترجمۂ کنزالایمان: اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے (۲) پ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۵

گویا مذہب اہلسنت ایک تصویرِ موم کا نام ہے جسے جیسا چاہے پلٹا دے لیجئے ،بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلیغ کی جس کی خدمت گذاری تنبیہ سابق میں گذری اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدۂ اہلسنت کو یوں شرفِ تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح۔ تقریر میں ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ { کو بعد میں اور } سلاسلِ اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر، تو اِس وجہ سے یہ افضل اور اُس وجہ سے وہ۔

اقول وربی یغفرلی یہ ایک کلام ہے کہ عالمِ اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجئے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہتِ خلافت افضل ہوئے اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعثِ تفضیل متنازع فیہ ہونا دعوی بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کما مر منا فی التبصرۃ الرابعۃ (۱) اور

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ ہماری طرف سے تبصرۂ رابعہ میں گذرا۔

جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی تھی تو عزیزِ من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور وشغب ہوتا سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے، اہلسنت ترتیبِ فضیلت میں انبیا کے بعد شیخین کو گنتے ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر ن الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاو مرسلین کے بعد سردار اولین وآخرین و بہترین اہل آسمان وزمین فرمایا جاتا مولی علی کو اپنی تفضیل سے بایں شدومد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا، یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لئے وسیلہ وذریعہ ہوں اسی لئے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں "یرضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا "(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے پسند نہ کریں۔

پھر اس میں افزدنی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بیچارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولی علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجئے۔

ثم اقول واللہ یغفرلی اب ہمیں چند باتیں ان حضرات یعنی مطلقاً سب سنفضیہ سے دریافت کرنا ہیں بالا بالا نہ جائیں اور ان کا جواب شافی عطا فرمائیں

---

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی بیان کونہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یتخلف الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۶

یا مذہب اہلسنت کی طرف بلا تبدیل و تاویل رجوع لائیں۔

تنقیح نمبر 1: سلسلہ تفضیل عقیدہ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العلمین و اکرم المخلوقین محمد رسول رب العلمین ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور پُر ظاہر کہ سلسلۂ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے مثلاً سلسلۂ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے پھر ماہتاب پھر نجوم پھر چراغ اور سلسلۂ جرح و قتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے پھر چھری پھر چاقو اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب پھر چاقو یا افضل تلوار ہے پھر چھری پھر چراغ تو یہ کلام اس کا کلامِ مجانین میں داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا پس بالضرور☆ وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا اور جس بات میں رسول اللہ

☆ قولہ بالضرور، اقول اگر کسی تیز ہوش کی قوت واہمہ یوں رنگ لائے کہ ہم وحدتِ سلسلہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ سلسلۂ تفضیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم وانبیاء و ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام اور ہے اور یہ سلسلہ جس میں شیخین کو تفضیل دی گئی ہے دوسرا قائم کیا گیا تو ممکن کہ وہاں مافیہ التفاضل اور ہو اور یہاں اور تو اس کے معالجہ کو وہ احادیث جنہیں افضلیتِ شیخین بلفظ بعد الانبیاء والمرسلین وکلمۂ الا ان یکون نبیاً وجملہ ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم وارد اور قضیۂ مشہورۂ کتب عقائد افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (حاشیہ جاری ہے)

صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جناب عثمٰن و حضرت مرتضوی پر بیشی و{بیشی} صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبۂ عالی اور قرب و وجاہت وعز وکرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا اور ترتیب غلط ہو جائے گی اور جو یہاں زیادتِ اجر وغیرہا معانی مخترع مراد لیتے ہو تو بحکمِ مقدمۂ مذکورہ اوپر بھی یہی لینا پڑے گا حالانکہ فرشتے بایں معنی اہل ثواب نہیں نہ بعض ملائکہ مقربین مثل حملۂ عرشِ عظیم میں باعتبار نفع فی الاسلام کلام جاری ہو اور خلافت تو خلفاء اربعہ سے اوپر کسی میں نہیں پھر یہ معانی تراشیدہ کیوں کر درست ہو سکتے ہیں ☆ لطف یہ ہے کہ جیسے اوپر کی ترتیبوں میں تفضیل بمعنی علوِ شان

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) وامثال ذلک کافی (۱)۔ جس سے ظاہر کہ اسی ترتیب میں انبیاء ومرسلین کے بعد شیخین کو شمار کیا ہے تو اتحادِ سلسلہ یقینی واللہ اعلم ۱۲ منہ

(اس صفحہ کا حاشیہ) ☆ اور کلماتِ علماء کی توجیہ ہم تبصراتِ سابقہ میں بیان کر آئے کہ وہ کثرتِ ثواب سے زیادتِ قرب مراد لیتے ہیں کہ بنی نوع انسان (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) شرح العقائد النسفیہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص ۳۱۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

ورفعتِ مکان لیتے آئے یوں ہی جب نیچے آکر مولیٰ علی کو بقیہ صحابہ سے افضل کہتے ہیں وہاں بھی اسی معنی پر ایمان لاتے ہیں بیچ میں شیخین کی نوبت آتی ہے تو اگلا پچھلا کچھ یاد نہیں رہتا نئے نئے معنی گڑھے جاتے ہیں اور اس معنی کے رد پر بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں اب بھی دعویٰ انصاف باقی ہے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

خدارا ذرا خدا لگتی کہو اگر سنیوں کا یہی مذہب تھا کہ جناب مولیٰ کی شانِ کریم شانِ شیخین سے ارفع واعلیٰ اور ان کا مقامِ وجاہت ان کے مقامِ عزت سے بلند وبالا تو یوں سلسلہ قائم کرتے ان کا کیا خرچ {ہوتا تھا} کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل انبیاء ومرسلین پھر جناب مولیٰ علی ان کے بعد شیخین۔۔۔ کہ ان حضرات کو نہ خدمتِ حدیث سے سروکار رہا نہ کلماتِ علماء کا مطالعہ تفصیلی ملا {جو منہ میں} آتا ہے بے تکلف کہہ دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ **توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ** (۱) کون سنے گا ذرا صبر کریں اور ہم اس رسالہ کے دونوں باب میں جو احادیث واقوالِ صحابہ وتابعین وخود ارشاداتِ حضرت ابو الائمہ الطاہرین وکلماتِ اہل بیت کریم وتحقیقاتِ صوفیۂ مستندین ذکر کریں گے انہیں بنظرِ انصاف دیکھیں کہ ان سے یہی

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) میں قرب بذریعۂ اعمال حاصل ہوتا ہے اسی طرح کثرتِ نفع فی الاسلام قوت کیفیت ایمانیہ کا اثر وثمرہ اور یہی کیفیت وجہ تفاضلِ انبیاء وملائکہ ہے ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ: قول کی ایسی توجیہ کرنا جس سے قائل راضی نہ ہو۔

تاویلاتِ بعیدہ رنگِ ثبوت پاتی ہیں جوتم نکالتے ہو یا صاف صاف حضرات شیخین کا رفعتِ شان وعلوِ مکان وبلند پایگی ووالا رتبگی میں تمامہ امت مرحومہ سے اکرم واقدم ہونا ظاہر ہوتا ہے زیادہ تو ان شاء اللہ تعالیٰ دورِ آئندہ پر موقوف ہے، سردست اتنا ہی سن لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **ک حا خط** عن ابی ہریرۃ ''ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین ''(۱) ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے۔

للہ ذرا انصاف کیجئے اگر مرتبہ مولیٰ علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت تو فرمائے جاتے، ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین وآسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہاں بھر سے بہتری ان کو۔

تنقیح نمبر 2: اہلسنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیہ عشرہ پھر سائر صحابہ جو حضرات امرِ خلافت میں تفاضل مانتے۔۔۔ کہ یہ حیثیت آپ کی، آگے کیونکر چلی کیا بقیہ عشرہ وباقی صحابہ بھی خلفاء تھے ۔۔۔میں تفضیل ہوگی۔

---

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث ۳۲۶۴۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۶

تنقیح نمبر 3: جب یہ ٹھہراتے ہو کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ جیسا کہ اکثر بلکہ تمام سفضیہ کا مقولہ ہے تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے کبھی تو جہتِ آخر کا بھی خیال چاہئے تھا اور دوبارہ سلسلۂ تفضیل قائم کر کے جناب مولیٰ کو تقدیم دینی تھی جیسے عقیدۂ ''افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمن ثم علی (۱)'' (۲) سے کتابیں مالا مال کردی ہیں، دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں ''افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ و سلم علی ثم ابوبکر ثم عمر'' بھی تو کہتے، یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکلخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل کہتے رہے خصوصاً جبکہ قرب و وجاہت عند اللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفضیل تو انہیں کو دینا تھی پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولیٰ علی کو فضائلِ خاصہ حاصل جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضلِ جزئی ہیں کہ فضلِ کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔

تنقیح نمبر 4: فضلِ جزئی و فضلِ کلی کا فرق تو ہم پہلے سمجھا آئے کہ یہ افضل بالاطلاق اور وہ افضل بالتقیید کا مصداق ہے اب ہم آپ صاحبوں کی یہ کیفیت دیکھتے

---

(۱) ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۲) شرح العقائد النسفیہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص ۳۱۸

ہیں کہ شیخین کی نسبت جیسا قرآن وحدیث واجماع {امت} سے ثابت اور {زبان}
حق ترجمان حضور سید الانس والجان ومولیٰ علی واہل بیت کرام وصحابہ عظام علیہ وعلیہم
الصلوۃ والسلام پر جاری یہ کلمہ تم سے صاف صاف بہ طیب خاطر نہیں کہا جاتا کہ وہ
{سب سے} افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت وحیثیت کی قید لگا لیتے ہو
تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیلِ باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن وحدیث
واجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی واہل
بیت وسائر صحابہ بے تخصیص وتقیید ان پر لفظِ افضل کا اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی
کرتے کہ فضلِ کلی کا تقاضا ہی اطلاق وارسال ہے، خیر تم نے تو یہ کہہ کر کہ شیخین اگر
افضل ہیں تو اس بات میں اور دوسری وجہ سے مولی علی افضل بجائے خود سمجھ لیا کہ
ہمارے مطلب کا مطلب حاصل اور مخالفتِ سنیاں کی عار بھی زائل حالانکہ تمہاری یہ
توزیع وتقسیم خود مخالفتِ اہلسنت پر اول دلیل ہے لیکن ہم ان کلمات کو یونہی گول نہ
رہنے دیں گے تم سے سوال ہوگا آیا یہ دونوں جہتیں دونوں جانب فضلِ جزئی کی ہیں یا
کوئی فضلِ کلی کی بھی ہے برتقدیر اول کس قدر منہج عقل سے دور پڑتا ہے سوال یہ کہ
افضل کون جواب یہ کہ سب ذی فضل، اس کا انکار کسے تھا اور ایک معنی ان الفاظ کے کہ
یہ فضل ان میں اور وہ ان میں تسویہ ہوسکتے ہیں یعنی سب برابر تو یہ قطعاً تمہیں بھی مقصود
نہیں ہوتا نہ یہ تمہارا عقیدہ اور ہو تو نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے، اہلسنت تو
کہیں گے تم نے قرآن وحدیث واجماع کا خلاف کیا تفضیلیہ بھی اپنے میں نہ آنے
دیں گے اور دور ہی سے دیکھ کر الگ کریں گے اور ایک محتمل اس کلام کا یہ بھی
متصور کہ یہ بھی فاضل وہ بھی فاضل افضلیت کو خدا جانے تو اب ہم کہتے ہیں الحمدللہ تم

نے۔۔۔جہل مرکب سے انکار اور مرض سہل الزوال جہل بسیط کا اقرار کیا۔۔۔۔واقعی ہے تو ان شاء اللہ علاج آسان ہے حکیم ازلی کی طرف رجوع لایئے اور دیکھئے وہ اس درد کی کیا دوا بتاتا ہے وہ فرماتا ہے ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون ۝﴾(۱) ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔تم نے اس کے عوض ذکر والوں سے تو لڑائی ٹھان لی اور ان کی بات کو غلط کہنے لگے سبحان اللہ جب تم جانتے ہی نہیں کہ کون افضل ہے تو جاننے والوں سے کیوں الجھے اور انہیں عقیدۂ باطلہ پر سمجھتے ہو۔بعضے سنفضیہ کہتے ہیں یہ کلمہ نیا ہمارا نہیں بلکہ ہمارے مشائخ وقت خلوت خاص میں ہمارے کان میں ایسا ہی کہہ دیتے تھے طرفہ یہ کہ یہ تہمت ان اجلۂ افاضل واکابر اولیاء پر رکھتے ہیں جن کے فضل ومعرفت کا چراغ اب تک ضیا بخشِ عالم ہے اور ان کی خاک آستان چومنے والا ایک آن میں سچا پکا سنی ہو جاتا، خیر ان سے کہیے اگر بفرضِ غلط بعض مشائخ متقدمین سے ایسا کلمہ صادر ہوا بھی اور انہوں نے کسی کی تفضیل پر اطلاع نہ پائی تو جان برادر تقلید علم میں ہوتی ہے نہ نا واقفی میں، انہوں نے نہ جانا تو اور جاننے والے تو ہیں قرآن کا حکم دیکھیے یہ فرمایا کہ نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو یہ ارشاد نہیں ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کوئی نہ جاننے والا گزر گیا ہو تو اس کی پیروی کر کے تم بھی تعلم سے باز آؤ اب جاننے والوں سے پوچھئے تو ایک ان میں مسلمانوں کے مولی حضرت اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالی وجہہ۔۔۔۔تو سنو وہ کس کس طرح تفضیل شیخین کی تصریح فرماتے اور اس کے مخالف کو {حدِ مفتری کا حقدار ٹھہراتے} ہیں پھر بھی مجالِ عذر

---

(۱) پ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۴۳

باقی ہے۔

اب آئی دوسری شق کہ فرمایئے ہم فضل { کلی دونوں کے لئے مانتے ہیں } تو بالیقین دونوں جہتیں تو فضل کلی کی ہو نہیں سکتیں ورنہ تناقض لازم آئے کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں)۔

ایک جہت کو جہتِ فضل کلی مانو گے (تو) اب ہم طالب تعیین ہوں گے کہ اگر وہ جہت وہ ہے جس سے حضراتِ شیخین متصف جب تو ہماری عین مراد پر آگئے۔

؎ للہ الحمد میانِ من واو صلح { شد ند } حوریاں رقص کناں دست بشکرانہ زدند (۲)

اب کیوں خواہ مخواہ الجھتے اور ہمارے عقیدہ سے بگڑتے ہو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فضل دونوں طرف اور افضلیت شیخین کو اور جناب مرتضوی میں بہت فضائل خاصہ ایسے ہیں جو شیخین میں نہیں پھر یہ نزاع کاہے پر تھی اور جو اس جہت کو جہتِ فضل کلی ٹھہرایئے جس سے جناب ولایت مآب متصف تو اب وہ جو پردہ رکھ لیا تھا کہ کھلے کھلے اہلسنت کے مخالف نہ بن جائیں بالکل ٹوٹ گیا،

؎ کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حضراتِ شیخین اگرچہ ذی فضل ہیں مگر ہم مولی علی کو عند اللہ ان سے افضل اور درجہ قرب و وجاہت میں اعلی واکمل مانتے ہیں

---

(۲) ترجمہ: الحمد للہ ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہوگئی (اسی وجہ سے) حوران بہشت خوشی میں رقص کناں ہیں اور بطور شکرانہ ان کے ہاتھ بلند ہیں۔

اب تمہارے سامنے ان دلائلِ قاہرہ و بینات باہرہ کی بے امان شمشیریں چمکائی جائیں گی جن کے حضور عقولِ سلیمہ گردن جھکائیں اور ان کی آنچ کے آگے اوہام وخیالات کی آنکھیں جھپک جائیں ہاں ابھی یہ کاہے کو ہوگا پہلے تو تمہیں سے دلیل مانگی جائے گی اور کہا جائے گا اس جہت کا مولی علی سے اختصاص پھر یہ کہ جس میں یہ صفت ہو وہی عنداللہ قربِ رب الارباب و کثرتِ ثواب میں تمام امت سے زائد ہوگا اور یہ کہ جو وجوہِ فضل شیخین کو حاصل {وہ} اس کی معارض نہیں ہوسکتیں، قرآن وحدیث سے ثابت کردو ورنہ۔۔۔ اور اتباع حق سے پہلو تہی کا اقرار کرو غرض ہزار رنگ بدلیے مگر۔۔۔ سے چھپ کر کہاں جائیے گا۔

؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم (۱)

ولعل هذه الابحاث كلها مما تفرد به الفقير الضعيف والحمد لربي الخبير اللطيف۔ (۲)

تنبیہ نمبر ۳: بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب وعزوجاہ میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم بتصریح تفضیل من جمیع الوجوہ کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والوں کا ردِ بلیغ کرتے،

---

(۱) ترجمہ: تو جس قسم کا چاہے لباس پہن لے (پر) میں تیرے قد وقامت سے تجھے پہچان لوں گا۔

(۲) ترجمہ: امید ہے کہ یہ تمام ابحاث ان میں سے ہیں جن کو صرف اس فقیر ضعیف نے بیان کیا ہے، اور حمد میرے خبیر ولطیف رب کے لئے ہے۔

ہیں مگر ابھی وہ نہ سمجھے کہ شیون عزو وجاہت وموجبات نفس فضیلت بکثرت وبے نہایت ہیں اوران میں سے بہت جناب مولی سے خاص لیکن صیغۂ افعل التفضیل کے اطلاق علی الاطلاق کے جومناط ہیں وہ موازنہ شیخین وختنین میں شیخین سے مختص جیسا کہ ہماری تقریرات سابقہ سے واضح ہو چکا پھر تفضیل من جمیع الوجوہ کہاں، خیر یہ گمان تو بے چارے عوام سفضیہ کے تھے شاباشی دیجئے ان مدعیان علم وفضل کو جو فضل کلی کے معنی افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشا اسکا اصطلاح علماء سے ناواقفی، فضل کلی کے یہ معنی کہ مصحح اطلاق افضل یہ اطلاق ہو اور اطلاق افضل مقید کا مصحح فضل جزئی، افضال جزئیہ کا حصول مفضول کو معقول، پھر تفضیل من جمیع الوجوہ سے کیا علاقہ، حدیث۔۔۔۔۔کی شروح ملاحظہ کیجئے وہاں علماء کیا فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کافہ انبیاء ومرسلین پر فضل کلی ہے بعض افضال جزئیہ سے اگر خلیل وکلیم وغیرہما علیہم الصلوۃ والسلام (مختص ہوں) تو کیا محذور۔

تنبیہ نمبر ۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم عیاذاباللہ۔۔ حضرت مولی روحنافداہ (۱) کے درپے توہین ہیں جو مرتبہ شیخین کو ان کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمان پر بلاوجہ سوء ظن ہے مگر (آیۃ) کریمۂ ﴿یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (۲)﴾ (۳) سے

---

(۱) ترجمہ: ہماری روح ان پر فدا ہو۔

(۲) ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔

(۳) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۲

ابھی ان کے کان آشنا نہیں، عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولی رضی اللہ تعالی عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام واہلبیتِ عظام وکافہ مخلوقِ الٰہی جن وبشر وملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر توہین کیا ہوئی توہین تو عیاذا باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولی سے افضل بتاتے جیسا تم فضل حضراتِ شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو اور جو اسی کا نام توہین ہے کہ جن کا فضل قرآن وحدیث سے ثابت ان سے مفضول مانئے، تو جو حضراتِ انبیائے سابقین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی توہین کرنے والا ٹھہرے اور توہینِ انبیا قطعاً کفر، وائے مصیبت اس کی بے چارہ کس آفت میں پڑا حضور کو تفضیل نہ دی تو خدا کا غضب نازل ہو، دی تو انبیا کی توہین قرار پا کر جہنم ابدی کا مستحق بنے،

نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن

(نہ رستے پہ چلنا ممکن نہ اس سے ہٹنا ممکن۔ت)

اے عزیز! اسی لئے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں (کہ) فضل شیخین فضل ختنین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضلِ ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵: بعض علمائے سفضیہ کو انکارِ افضلیتِ شیخین کی عجب تازہ تدبیر سوجھی، فرماتے ہیں اس قدر اپنا عقیدہ کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت وعالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ہماری عقلیں (ان حضرات کے) رتبہ کو کیا جانیں، ایک سنی نے عرض کیا حضرت کا ارشاد مسلم مگر اکابر

سلف جو {تفضیلِ شیخین} کا حکم کرتے آئے ان کی تقلید سے کیا چارہ، فرمایا وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے۔

اقول وربی یغفرلی تو حاصلِ مطلب یہ کہ ائمۂ اہلسنت نے جو تفضیلِ شیخین کا حکم دیا محض رجماً با لغیب (۱) تھا انا للہ وانا الیہ رٰجعون ۝

اَلحق ادب دولتے ست عجب (۲)

اچھا وہ اکابر نہ سمجھے مولی علی سے جو تفضیلِ شیخین کا تواتر ہے اس کا کیا علاج کیا وہ بھی اپنے مراتب سے آگاہ نہ تھے، اوران کا یہ اصرار محض نادیدہ راہ ونافہمیدہ کار عیاذاباللہ منہ یا عین الیقین پر مبنی تو بے اتباع کب بنی یہ بھی نہ سہی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا کیا جواب، ہائے خوبی قسمت نوبت تابکجا رسید (۳) اور ہنوز اختتام نہ جانیئے ابھی تو آیات سے سوال ہوگا خدا نے ﴿اکرمکم عنداللہ (۴)﴾ (۵) کس طرح فرمادیا خیراتنا اورارشاد ہوجائے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہمتا وہمسر اور کافۂ انبیاورسل کا سرور مانتے ہیں یانہیں، نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکمِ مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو زہے عقلِ سلیم وفکرِ حکیم جو خلفاء اربعہ کے ادراکِ فضائل میں عاجز آئے اوران کے موالی وسادات کا مرتبہ فوراً

---

(۱) ترجمہ: بے جانے بوجھے بات کرنا۔ (۲) ترجمہ: حق یہ ہے کہ ادب عجیب دولت ہے۔ (۳) ترجمہ: یہ سلسلہ کہاں تک پہنچے گا۔ (۴) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا۔ (۵) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

سمجھ لے، اب گھبرا کر فرمایئے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوصِ شرع نے حضور کو تفضیل دی ،ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگئے تفضیلِ شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے ،غرض دین متین میں کوئی راہِ عذر نہیں ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ھذا آخر المقدمة والحمد للہ ما اکرمہ۔(۱)

سلسلۂ مبادی بانجام رسیدن ورخت بمنزل مقصود کشیدن (۲)

اب کہ ہم نے بحمد اللہ۔۔کو سب کانٹوں سے صاف کرلیا اور بتوفیقِ ربانی مادۂ نزاع کو اس عمدہ طور پر تحریر (کیا کہ) شاید ان تحقیقاتِ رائقہ وتدقیقاتِ فائقہ کے ساتھ اس رسالہ کے غیر میں نہ پایا جائے تو اب وقت وہ آیا کہ حول وقوتِ الٰہی پر توکل کرکے گلگون آسمان خرام فکر کو رخصتِ جولان ہو، اور نیزہ بازتر کناز خامہ کو اجازتِ میدان تا(کہ) مہم تبلیغ انجام پائے ،اور حجتِ الٰہی تمام ہوجائے ﴿لیھلک من ھلک عن بینة ویحیٰی من حیّ عن بینة (۳)﴾(۴) اللھم الیک فوضت امری والیک الجأت ظھری فاصلح لی شانی کلہ واغفرلی

---

(۱) ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ یہ مقدمہ کی انتہا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے، کیا خوب اس کا کرم ہے۔

(۲) ترجمہ: ابتدائی سلسلے (یعنی مقدمہ) کا اپنے انجام کو پہنچنا اور منزلِ مقصود کی طرف سفر اختیار کرنا۔ (۳) ترجمۂ کنزالایمان: کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جیئے دلیل سے جیئے۔

(۴) پ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۴۲

ذنبی دقہ وجلہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحبہ اجمعین۔(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول نصوص واخبار واجماع وآثار سے افضلیتِ شیخین کے اثبات میں

الحمد للہ وکفیٰ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۲) اس باب میں بعدِ سبع سموات سات فصول رفعت سمات ہیں:

الفصل الاول فی الاجماع

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین عبد اللہ بن عثمٰن ابی بکر صدیق اکبر وجناب

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا، میں اپنے آپ کو تیری حفاظت میں دیتا ہوں، پس میرے تمام معاملات کو درست فرما، میرے چھوٹے بڑے گناہ بخش دے، ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے، نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے سے قوت عظمت وبڑائی والے اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ کی رحمتیں ہوں اس کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی محمد مصطفیٰ پر اور ان کی آل اور ان کے تمام اصحاب پر۔

(۲) ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ کے لئے اور وہ کافی ہے اور سلام ہو اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔

امیر المؤمنین امام العادلین ابوحفص عمر بن الخطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاہما کا جنابِ مولی المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضی اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہترین امت {ہونا مسئلہ} اجماعیہ ہے، اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سادات امت ومقتدایانِ ملت وحاملان ---- بزمِ رسالت ہیں، قرآن مجید خود صاحبِ قرآن کی زبان سے سنا اور اسبابِ فضل وکرامت کو بچشمِ خود مشاہدہ کیا، دربار دربار نبوت میں لوگوں کے قرب ووجاہت اور اس میں باہمی امتیاز وتفاوت سے جو آگاہی انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں، بالاتفاق انہیں افضلِ امت جانتے اور ان کے برابر کسی کو نہ مانتے یہاں تک کہ جب زمانۂ فتن آیا اور بدعات واہوا نے شیوع پایا شیعۂ شنیعہ وبعض دیگر اہلِ بدعت نے خرقِ اجماع کیا، شقِ عصائے مسلمین کا ذمہ لیا مگر یہ فرقۂ حقہ وطائفۂ ناجیہ کہ اہلسنت وجماعت جن سے عبارت قرناً فقرناً وطبقۃً فطبقۃً اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، **خ**

"ہم گروہِ صحابہ زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر پھر عمر پھر عثمٰن کے برابر کسی کو نہ گنتے" (۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، **عس** "ہم اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ومتوافر کہا کرتے: افضل امت بعدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، فضل ابی بکر، حدیث ۳۶۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۱۸/۲

ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق''(۱)

ن حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دستِ مبارک سے گر گیا اور فرمایا ''مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر وعمر کے برابر کسی کو بتائیں گے''۔(۲)

یہاں سے ظاہر کہ زمانۂ صحابہ وتابعین میں تفضیلِ شیخین پر اجماع تھا اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض نا آشنا اور اسے ایسا جلی وصریح اور خلاف کو ناگوار وقبیح سمجھتے کہ بمجرد سوال صدمۂ عظیم گذرا، دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔

اسی طرح امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ وسادات الامۃ اس معنی پر اجماعِ صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں کما حکاہ البیھقی وغیرہ وکفی بھم قدوۃ فی الدین (۳)، معہذا خلافت میں تقدیمِ شیخین پر {اجماع صحابہ ایسا} متواتر ومعلوم بالقطع --- جس میں کسی مخالف حیادار غیر منکر آفتاب کو بھی مجال -- اور ان اساطینِ ملت کے معاملات ومحاورات علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ یہ تقدیم بر بنائے تفضیل ہوئی اور انہیں افضل کے حضور تقدیمِ مفضول گوارا نہ تھی تو یہ اتفاق ان کا تفضیلِ شیخین پر دلیلِ کافی۔

---

(۱) سنن ابی داود، کتاب السنۃ، فی التفضیل، حدیث ۴۶۲۸، دار احیاء التراث العربی، ۴/۲۷۳

(۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۲۶

(۳) ترجمہ: جیسا کہ اس کو امام بیہقی وغیرہ نے حکایت کیا اور ان کا دین میں پیشوا ہونا کافی ہے۔

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بابِ ثانی کی فصل ۔۔۔ میں اس مبحث کی تنقیح وتوضیح کی طرف عود کریں گے والعود احمد فانتظر(۱)۔

اسی طرح عامۂ کتبِ اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکرِ خلاف اسے مذہب اہلِ سنت قرار دیا، امام علام ابو زکریا محی الملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں "اتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكر ثم عمر (۲)"(۳)

اور فرماتے ہیں "قال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون على ان افضلهم الخلفاء الاربعة على الترتيب المذكور (۴)"(۵)

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں "اجمع اهل السنة على ان افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر (۶)"(۷)

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے

---

(۱) ترجمہ: اور لوٹنا بہتر ہے لہذا انتظار کرو۔

(۲) ترجمہ: سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(۳) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/ ۱۴۸

(۴) ترجمہ: ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب اجماع کئے ہوئے ہیں کہ افضل صحابہ خلفائے اربعہ ہیں ترتیب مذکور پر ۱۲۔

(۵) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/ ۱۴۸

(۶) ترجمہ: اہل سنت نے اجماع کیا کہ مطلقاً سب صحابہ سے افضل ابو بکر پھر عمر ۱۲۔

(۷) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/ ۱۴۸

ہیں ''الافضل بعد الانبیاء علیهم الصلوة والسلام ابو بکر رضی الله تعالی عنه وقد اطبق السلف علی انه افضل الامة حکی الشافعی وغیره اجماع الصحابة والتابعین علی ذلک(۱)''(۲)

مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں ''افضلهم عند اهل السنة اجماعا ابو بکر ثم عمر (۳)''(۴)

علامہ فاسی شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں ''الاجماع علی فضیلة سیدنا ابی بکرن الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه علی سائر الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم (۵)''(۶)

---

(۱) ترجمہ: انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد افضل البشر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور سلف نے ان کیا فضلِ امت ہونے پر اتفاق کیا، شافعی وغیرہ اس امر پر اجماع صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں۔۱۲

(۲) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۵۵، دار الفکر، بیروت، ۶/۴۳۰

(۳) ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک بالاجماع افضل الصحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر۔۱۲

(۴) المواهب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۴۵

(۵) ترجمہ: ہمارے آقا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع ہے۔۱۲

(حاشیہ جاری ہے)

بستانِ فقیہ ابواللیث میں ہے"قال محمد بن الفضل اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم ابو بکر ثم عمر الخ (۱)"(۲)

علامہ ابن حجر زواجر میں فرماتے ہیں"اجمع اهل السنة والجماعة علی ان افضلهم العشرة المشهود لهم بالجنة علی لسان النبی صلی الله علیه وسلم فی سیاق واحد وافضل هؤلاء ابوبکر فعمر (۳)"(۴)

فضلی کفایۃ العوام میں فرماتے ہیں"ویجب اعتقاده ان اصحابه صلی الله علیه وسلم افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعین وافضل

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۶) مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، پاکستان، ص۱۴۷

نوٹ: کتاب میں اس طرح ہے"والاجماع علی افضلیته علی سائر الصحاب"

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: امام محمد بن فضل فرماتے ہیں سنیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہتر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(۲) بستان العارفین، الباب السادس والعشرون بعد المائۃ، فی القول فی الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص۱۲۹

(۳) ترجمہ: اہل سنت وجماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ وہ دس ہیں جن کے لئے جنت کی شہادت دی گئی زبانِ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک سیاق میں اور افضل ان سب کے ابوبکر ہیں پس عمر ۱۲۔

(۴) الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ والخامسۃ والستون بعد الاربع مائۃ، ۲/۳۳۴

الصحابة ابوبکر فعمر فعثمن فعلی علی هذاالترتیب (۱)" (۲)

علامہ باجوری شرح میں فرماتے ہیں "قولہ وافضل الصحابة ابوبکر الخ هذا ما علیه اهل السنة (۳)" (۴)

سید شیخِ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الشریف تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں "جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل کنند (۵)" (۶)۔

قصیدہ بدء الامالی میں ہے "وللصدیق رجحان جلی علی الاصحاب من غیر احتمال (۷)" (۸)

شرح میں ہے "رجحان جلی ای فضل واضح ثابت بالدلائل

---

(۱) ترجمہ: اور واجب ہے اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین پھر تبع تابعین اور افضلِ صحابہ ابوبکر ہیں پس عمر پس عثمن پس علی اسی ترتیب پر ۱۲۔

(۲) کفایة العوام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۸۵

(۳) ترجمہ: یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابوبکر کو کہا پھر عمر پھر عثمن پھر علی یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا ۱۲۔

(۴) تحقیق المقام شرح کفایة العوام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۸۵

(۵) ترجمہ: جمہور ائمہ نے اس باب میں اجماع نقل کیا ہے۔

(۶) تکمیل الایمان، باب فضل الصحابة، اربعہ یکدیگر بدر مقام، الرحیم اکیڈمی، کراچی، ص ۱۳۵

(۷) ترجمہ: صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو صریح افضلیت ہے تمام صحابہ پر بے شبہہ وشک ۱۲۔

(۸) قصیدہ بدء الامالی، بیت ۳۴، مکتبہ حقیقت کتابوی، استنبول ۲۰۰۰، ص ۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

السمعية واجماع الامة فمن انکرہ یوشک ان فی ایمانه خطراً'' (۱)

حاصل یہ کہ تفضیلِ صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت، جو اس کا انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو انتہیٰ۔

عجب اس سے جو اجماعِ صحابہ وتابعین وکافۂ اہلِ سنت کا خلاف کرے پھر (اپنے) آپ کو سنی جانے، اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافرومرتد کردیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائدِ اہلسنت میں اُن کے موافق ہو اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہلِ بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔

ابوشکور سالمی تمہید میں فرماتے ہیں '' وبعض کلامهم بدعة ولا یکون کفراًوهو قولهم بان علیاًرضی الله تعالیٰ عنه کان افضل من ابی بکر وعمر وعثمٰن رضی الله تعالیٰ عنهم ☆ (۲)'' (۳)

☆اقول اراد بذلک تفضیلهم امیر المؤمنین علیاًعلی هؤلاء الثلاثة الکرام جمیعاً لاعلی سبیل الانفراد اذ تفضیل علی علی عثمٰن لیس مما اتفق علی رده وطرده کلمات اهل السنة بل منهم من وقف ومنهم من عکس وان کان تفضیل عثمٰن هو المذهب المنصور ومشرب الجمهور والله اعلم ۱۲ منه

---

(۱) شرح بدء الامالی، بیت ۳۴ کے تحت

(حاشیہ جاری ہے)

عقائدِ بزدوی میں ہے ”اقلھم غلوا الزیدیۃ فانھم کانوا لایکفرون احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقولون ان ابابکر وعمر کانا امامی حق ویفضلون علیاً علی سائر الصحابۃ(۱)“(۲)

غنیۃ الطالبین شریف میں کہ مشہور بذاتِ پاک حضرت غوثِ اعظم ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عقیدہٴ روافض میں مرقوم ”ومن ذلک تفضیلھم علیاً علی جمیع الصحابۃ(۳)“(۴)

شرح قصیدہٴ امالی سے گذرا ”من انکرہ یوشک ان فی ایمانہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۲) ترجمہ: اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ان کا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر وعمر و عثمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہیں۔

(۳) تمہید ابوشکور سالمی (اردو)، بدعتیوں کے رد کے بیان میں، فرید بک سٹال ،ص ۳۹۳

(۱) ترجمہ: سب رافضیوں میں کمتر غلو وشدت میں زیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر خلیفہٴ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی کو باقی صحابہ پر۔

(۲) عقائد بزدوی

(۳) ترجمہ: عقائدِ رفض سے ہے ان کا تفضیل دینا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ پر ۱۲۔

(۴) غنیۃ الطالبین، فصل فی بیان فرق الضالۃ عن طریق الھدی ،فصل فی الرافضۃ ،دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۸۰

خطرا(۱)‘‘(۲)

امام ابوعبداللہ ذہبی امیر المؤمنین علی سے تفضیلِ شیخین کا بتواتر منقول ہونا ذکر کر کے فرماتے ہیں ’’قبح اللہ الرافضۃ ما اجھلھم (۳)‘‘(۴)

فتاوی خلاصہ میں ہے ’’فی الروافض ان فضل علیاً علی غیرہ فھو مبتدع (۵)‘‘(۶)

فتح القدیر میں ہے ’’فی الروافض من فضل علیاً علی الثلثۃ فمبتدع (۷)‘‘(۸)

بحرالرائق میں ہے ’’الرافضی ان فضل علیاً علی غیرہ فھو

---

(۱) ترجمہ: جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو ۱۲۔

(۲) شرح قصیدہ بدء الامالی، بیت ۳۴ کے تحت

(۳) ترجمہ: خدا رافضیوں کا برا کرے کس قدر جاہل ہیں یعنی حضرت مولی کی محبت کا دعوی پھر ان کا ایسا صریح خلاف ۱۲۔

(۴) ۱ صواعق محرقہ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۹۰۔۹۱

2 تاریخ الاسلام للامام الذھبی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱/ ۱۱۵۔ ۲۶۴، ۲/ ۶۸

نوٹ: کتاب میں بعض جگہ ’’لعن اللہ ‘‘ ہے

(۵) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(۶) خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوۃ، الفصل الخامس عشر فی الامامۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/ ۱۴۹

(۷) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(۸) فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/ ۳۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

مبتدع (۱)''(۲)

علامہ عبد العلی برجندی شرح نقایہ اور علامہ شیخ زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرماتے ہیں ''الرافضی ان فضل علیاًفھو مبتدع (۳)''(۴)

شمس قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے ''یکرہ امامۃ من فضل علیاًعلی العمرین رضی اللہ تعالی عنھم (۵)''(۶)

اشباہ والنظائر میں ہے ''ان فضل علیاًعلیھما فمبتدع (۷)''(۸)

علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں ''من فضل علیاً فحسب فھو من المبتدعۃ (۹)''(۱۰)

---

(۱) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(۲) البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۶۱۱

(۳) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ، المکتبۃ الغفاریہ، کوئٹہ، ۱/۱۶۳

(۵) ترجمہ: جو حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دے اس کی امامت مکروہ ہے۔

(۶) جامع الرموز للقہستانی، فصل یجھل الامام، مکتبہ اسلامیہ، تہران، ۱/۱۷۲

(۷) ترجمہ: اگر مولی علی کو شیخین سے افضل بتائے تو بدعتی ہے ۱۲۔

(۸) الاشباہ والنظائر لابن نجیم حنفی، کتاب السیر، باب الردۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۵۹

(۹) ترجمہ: جو مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ۱۲۔

(۱۰) غنیۃ المستملی فصل فی الامامۃ، مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ، کوئٹہ، ص ۴۴۳

نوٹ: کتاب میں عبارت یوں ہے: وامامن یفضل علیاًالخ

علامہ بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ العزیز رسائل ارکانِ اربعہ میں فرماتے ہیں" اما الشیعة الذین یفضلون علیاً علی الشیخین ولا یطعنون فیھما اصلاً کالزیدیة فتجوز خلفھم الصلوة لکن تکرہ کراھة شدیدة(۱)"(۲)

فاضل سید ابن عابدین شامی ردالمحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں" اذا کان یفضل علیاً او یسب الصحابة فانہ مبتدع لا کافر(۳)"(۴)

مولنا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ میں فرماتے ہیں" دوم فرقۂ شیعۂ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل مے دادند واین فرقہ از ادنائے تلامذہ آن لعین شدند وشمۂ از وسوسۂ او قبول کردند وجناب مرتضوی درحق اینہا تہدید فرمودند کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد اورا حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد(۵)"(٦)

---

(۱) ترجمہ: وہ شیعہ جو مولیٰ علی کو شیخین پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شانِ پاک میں اصلاً طعن نہیں کرتے جیسے زیدیہ ان کے پیچھے نماز جائز تو ہے لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ ۱۲۔ اس سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی ۱۲۔

(۲) رسائل الارکان، الرسالة الاولیٰ فی الصلوة فصل فی الجماعة، بیان من یکرہ امامتہ، مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ، کوئٹہ، ص ۹۹

(۳) ترجمہ: جبکہ مولیٰ علی کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کافر ۱۲۔

(۴) ردالمحتار، کتاب النکاح، مطلب مہم فی وطء السراری، دار المعرفة، بیروت، ۳/ ۴٦ (جاری)

علامہ محمد طاہر☆[۱] اس مسئلہ کی نظیر☆[۲] میں مجمع بحار الانوار میں فرماتے

☆[۱] میاں محمد طاہر در پٹن گجرات بودہ حق سبحانہ اور علم و فضل داد و حرمین شریفین رفت و علماء و مشائخ آن دیار شریف را دریافت و تحصیل و تکمیل علم حدیث نمود و با شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صحبت داشد و مرید شد و باز او برکت و کرامت بوطن اصلی عود فرمود و دے در ازالۂ بدع اہل بدع کہ دران دیار بودند تقصیر۔۔۔ آخر ہم بدست آن جماعہ در ستہ نیف و ثمانین و تسعمایۃ بشہادت رسید شکر اللہ سعیہ و جزاہ عن المسلمین خیرا ۱۲ اخبار الاخیار ملخصاً (۱) (حاشیہ جاری ہے)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۵) ترجمہ: دوم فرقۂ شیعۂ تفضیلیہ، یہ حضرت علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں اور یہ فرقہ آپ کے ملامت شدہ ادنی درجہ کے تلامذہ میں سے تھا یہ شیطان کے وسوسوں میں مبتلا ہوئے، حضرت علی اسی فرقے کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں" کہ اگر میں نے کسی کو سن لیا کہ اس نے مجھے شیخین (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر فضیلت دی ہے تو میں اسے اس افترا پر اسی کوڑے ماروں گا۔

(۶) تحفہ اثنا عشریہ، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی، ص ۱۰

(اس صفحہ کا حاشیہ) (۱) ترجمہ: میاں محمد طاہر گجرات کے شہر پٹنہ کے تھے اللہ تعالی نے ان کو علم و فضل سے نوازا، زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علماو مشائخ سے علم حدیث کی تحصیل و تکمیل کی حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور ان کے دست اقدس پر بیعت کی۔ صاحب کرامت و برکت ہو کر وطن واپس آئے اور آپ کی قوم میں جو بدعتیں رائج تھیں وہ ختم کر کے اہل سنت اور بدعتیوں کا فرق اپنی قوم کو سمجھایا، آپ نے (حاشیہ جاری ہے)

ہیں" فان قیل فما حکم من جوز ذلک فهل یکفر به او یبدع او یلام او یمدح و یحسن بحسن فهمه لدلیل لاح له دون غیره من حذاق الامة وفضلاء الملة قلت انکان المخالف من بعض المتکلمین من اهل

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ☆[۲] قولہ اس مسئلہ کی نظیر میں، یعنی مسئلة تفضیل الصحابة علی من بعدهم، وانما کانت نظیرا لهالان الاجماع علی تفضیل الشیخین ان کان قد شذ منه شاذعلی ما حکاه ابو عمر بن عبد البر فکذلک الاجماع علی تفضیل الصحابة له ایضا مخالف نادر کما ما ل الیه ابو عمر ایضا ۱۲منہ (۲)۔

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) علم حدیث میں بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں ان میں سے آپ کی کتاب مجمع بحار الانوار بہت مشہور ہے جس میں احادیث کی شرح لکھی ہے آپ کی ایک دوسری کتاب کا نام مغنی ہے جس میں راویانِ حدیث کا مختصر اور مفید حال لکھا ہے اپنی کتابوں کے دیباچوں میں شیخ علی متقی کی بہت تعریفیں کرتے ہیں آپ کا دستور تھا کہ اپنے ہاتھ سے روشنائی بنا کر طالب علموں کو مفت دیا کرتے تھے پڑھاتے وقت بھی زبان سے پڑھاتے اور ہاتھ سے سیاہی گھوٹا کرتے اور کہتے ہاتھوں کو بھی کام میں لگا رہنا چاہیے۔آپ نے علاقہ گجرات کے بدعتیوں کی بدعتیں چھڑانے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور اسی جماعت کے افراد نے ۹۸۰ھ میں آپ کو شہید کردیا اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔

(۲) ترجمہ: بعد والوں پر صحابہ کی تفضیل کا مسئلہ، یہ مسئلہ نظیر ہے تفضیل شیخین والے مسئلہ کے لئے ،اس لئے کہ تفضیل شیخین پر اجماع ہے اور اس کا مخالف شاذ ہے جیسا کہ ابو عمر بن عبد البر نے حکایت کیا، ایسے ہی اجماع ہے تفضیل صحابہ پر، اس کا مخالف بھی نادر ہے جیسا کہ اس کی طرف بھی ابو عمر نے میلان کیا۔

البدعة وهو الظاهر اذلم يوجد فی اکثر نسخ الکلام خلاف من اهل السنة فيه فللاول وجه اذالتفضيل مجمع عليه قبل ابن عبد البر وان کان ذلک البعض من اهل السنة فللثانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصا اذا کان المخالف اقل قليل يبدع کمن يخالف العمل بخبر الواحد يبدع ولو سلم ان المخالف فيه جمع لمعتد به فلا يخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن ليس له رای لايحسن وای فائدة فيه ولعله يترتب عليه مآلا مالا يحمد عواقبه والله اعلم انتهی کلامه الشريف (۱)''(۲)

---

(۱) ترجمہ: پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفضیل اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف وتحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ وہ دلیلیں سمجھا جو اور حاذقانِ امت وفاضلانِ ملت پر ظاہر نہ ہوئیں، کہوں گا میں اگر خلاف کرنے والا کوئی متکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر کہ اکثر کتب عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلہ کا خلاف کسی سنی کی طرف نسبت نہ کیا، جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لئے کہ تفضیل پر ابن عبدالبر سے پہلے اجماع تھا، اور جو یہ بعض کوئی سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کا خصوصا جبکہ مخالف نہایت کم ہو بدعتی ٹھہرتا ہے، جیسے خبر واحد پر عمل کرنے کے مخالف کو بدعتی کہتے ہیں اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع وملامت سے خالی نہیں کہ مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کونسا ہے، اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جنکا انجام محمود نہ ہو ۱۲۔

(حاشیہ جاری ہے)

اقول ھکذا شقق ولیس کل تشقیق تشکیکا فالحق تعین الشق الثانی کما دلت علیه کلمات العلماء ممن قبله وذلک لان الخلاف وان کان نادرا ینزل الاجماع عن درجة القطعیة ھکذا ذکروا ولی فیه کلام ساذکره ولکن الوجه ان لیس کل اجماع یکفر من خالفه والمسئلة مما لیس فیھا للتکفیر مطمع واللہ اعلم (۱)۔

اشتباہ: یہاں حضرات تفضیلیہ کو بلدی کی گرہ ایک عبارت ابوعمر بن عبد البر صاحب استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

(۲) مجمع بحار الانوار التکملۃ، فصل فی الصحابۃ، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورہ، ۵/۲۳۹۔

نوٹ کتاب میں "خلاف من اھل السنة" میں "من" نہیں ہے

اور "فیه جمع لمعتد به" میں "معتد" پر لام نہیں ہے۔

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: اسی طرح شقیں بیان کی گئی ہیں اور ہر جگہ شقیں بیان کرنا تشکیک کے لئے نہیں ہوتا، لہذا حق یہ ہے کہ دوسری شق معین ہے جیسا کہ ماقبل علماء کے کلمات اس پر دلالت کرتے ہیں، اور یہ اس لئے کہ خلاف اگرچہ نادر ہے مگر اجماع کو درجۂ قطعیت سے اتار دے گا اسی طرح علماء نے ذکر فرمایا ہے اور مجھے اس میں کلام ہے جسے میں عنقریب ذکر کروں گا اور لیکن صحیح یہی ہے کہ ہر اجماع ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے مخالف کی تکفیر کی جائے اور یہ مسئلہ اس میں سے ہے کہ جس میں تکفیر نہیں کی جاتی۔ واللہ اعلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے اس پر وہ قیامت کہ ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے صحابہ میں دو چار حضرات تفضیلِ حضرتِ مولی کے بھی قائل تھے، اے میرے پروردگار اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت بھلا اجماع کیسا یہ مسئلہ خود صدرِ اول میں مختلف فیہ رہا ہے اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔

انتباہ: انا للہ وانا الیہ راجعون، آدمی مطلب کی بات کو گو نہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے، اور خلافِ مقصود کو اگرچہ کسی قدر جلی وصریح وروشن اور دلائلِ ساطعہ کے جڑ اؤ گہنوں سے سرتاپا مزین ہو ہرگز مسندِ قبول پر جگہ نہیں دیتا، عزیزو! اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبد البر سے پہلے ہزار ہا ائمۂ دین وعلماء محدثین گزرے وہ ناقدین جن کی عمرِ عزیز تجسسِ اخبار وتفحصِ آثار میں گذری منزلوں منزلوں جمعِ علومِ متفرقہ کے لئے مسافرت کی اسی تنقیح وتفتیش میں رات کے سونے دن کے کھانے کا حظ نہ اٹھایا اسی تلاش وکنکاش میں اپنا چین آرام یک لخت ترک فرمایا یہاں تک کہ ان کی ۔۔۔ متین کی پشت پناہ ٹھہری اور انہیں کی بانٹی ہوئی دولت بقدرِ حصہ ابن عبد البر کو {ملی اگر یہ} روایت درحقیقت صحیح ومعتبر ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابرِ دین اس سے محض غافل جائیں اور برابر بے ذکرِ خلافِ اجماع صحابہ وتابعین کی تصریحیں فرمائیں اور ساڑھے تین سو برس ☆ کے بعد ابن عبد البر

☆ابو عمر یوسف بن عبد البر ولد سنة ثمان وستین وثلث مائة وتوفی سنة ثلث وستین واربع مائة ۱۲ مجمع بحار الانوار

ترجمہ: ابو عمر یوسف بن عبد البر ۳۶۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ کو فوت ہوئے۔

اس پر آگاہی پائیں مگر شیخِ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ ''جمہور آئمہ درین باب اجماع نقل کنند(۱)'' آخر متاخرین کو علومِ روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے یا بیچ میں چند صدی کا طفرہ کر آتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبد البر کے بھی آئمہ و مشائخ ہیں پہنچی اور عیاذ أباللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعوی کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف قرآن و حدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات و احادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آگیا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل و تنقیص کر دی اعوذ باللہ من وساوس الشیطن اللعین (۲) یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرتِ ناقدہ و قریحتِ واقدہ سے اس کی بے اعتباری و ناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبد البر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامعتبر سمجھنا کیونکر مدفوع ہو سکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشۂ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔ (یہ وجہ اول تھی)

وجہ دوم: اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ممکن کہ شاید ان

---

(۱) ترجمہ: جمہور ائمہ نے اس باب میں اجماع نقل کیا ہے۔

(۲) ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان لعین کے وسوسوں سے۔

اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقادِ اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحققِ اجماع {واقع ہو، رافع} اجماع وقابلِ قبول نہیں

هكذا قالوا۔

اقول وربی یغفرلی: بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ممکن کہ اس خلاف کا تحقق قبل از انعقادِ اجماع ہو بعدہ ان صحابہ پر بھی دلائلِ افضلیتِ شیخین لائح ہو گئے اور اسی کی طرف رجوع فرمائی، اب اجماعِ کامل منعقد ہو گیا اور بے شک اہلِ خلاف جب رجوع کر کے شریکِ جمہور ہو جائیں تو خلافِ سابق محض مضمحل ہو جاتا ہے اور اس کے لئے نفسِ مسئلہ میں نظیر بھی موجود۔ حضرت ابو جحیفہ وہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حقِ صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے کما سیأتی فی الفصل الخامس من هذا الباب ان شاء الله تعالیٰ (۱)

وجہ سوم: مانا کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقادِ اجماع میں خلل انداز نہیں۔

اقول وربی غفار الذنوب: کس قدر جوشِ بدیانتی ہے بالفرض اگر اس خلاف کا تحقق اول سے آخر تک تسلیم کر لیا جائے تو اس طرف سوادِ اعظم کے ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں کیا اربابِ قلوبِ سلیمہ صرف اجماعِ کاملِ قطعی کی مخالفت سے بچتے

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ عنقریب اس باب کی پانچویں فصل میں آئے گا ان شاء اللہ عزوجل۔

ہیں اور سوادِ اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے ذرا صبر کیجئے ہم تنبیہ الختام میں جو حدیثیں ذکر کریں گے ان کا انتظار رکھئے پھر یہ خوشی کس بات کی ہے اگر کوئی صورت تمہارے لئے جوازِ مخالفت کی مل جاتی تو البتہ فرح وسرور کی جگہ تھی، للہ انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایتِ خلاف اگرچہ روایت ودرایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آجائے اس میں {ہر کسی} کو قبول وعدمِ قبول کا اختیار رہتا ہے گو اس طرف ان معدودین کے سوا کافہ اکابر وملت ہوں تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو ثلث شریعت درہم وبرہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین وایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ مجروحہ مہجورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث وسمین ورطب ویابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامتِ طبع دیتا ہے تو صحیح وسقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلالِ بدعت یا وبالِ حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے اگر شریر طبیعتوں فاسق طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیقِ دعوی کو چند مسائل اس قسم کے معرضِ تحریر میں لاتا مگر کیا کیجئے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ جساسہ بنائی گئی ہیں کہ شب وروز تتبع اباطیل وتجسسِ قال وقیل میں رہتی ہیں، کما قال ربنا تبارک وتعالیٰ ﴿فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (۱)﴾ (۲)

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ (۲) پ ۳، آل عمران، آیت ۷

طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں ہدم بنیان اسلام کے لئے کمربستہ ہوجاتی ہیں اعاذ نا اللہ من شر ھن امین (۱)۔

مگر گلے نمونہ از چمنے (۲) حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ (۳)'' (۴) کی صحت مختلف فیہ ہے، جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابوداؤد صاحب سنن وابوحاتم رازی وغیرہم اجلہ اکابر محدثین جن کی نقادی وامامت ومصری وجلالت آفتاب نیم روز سے اظہر اس میں جرح وطعن رکھتے ہیں تو اگر کوئی شخص اس خلاف کے اعتبار سے حدیث کو صحیح نہ جانے اور معاذ اللہ حضرت مولیٰ کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو تم اسے معذور {کہو} گے اور اس کے اس انکار کو مکروہ نہ جانو گے حاشا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے۔۔۔۔ کے مقتضی سے بدرجہا زائد تشنیع وملامت کا مستحق سمجھو گے حالانکہ یہاں خلاف اس خلاف سے بمراتب محکم وثابت تر ہے جس کا دامن پکڑ کر تم نے تفضیل شیخین سے انکار اپنے حق میں روا ٹھہرالیا بلکہ تمہارے سامنے تو اگر کوئی عارف بصیر حدیث ''لحمہ من لحمی ودمہ من دمی (۵)'' کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اس کے دشمن ہوجاؤ گے اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسی ہی ہے جیسے کوئی

---

(۱) ترجمہ: اللہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے، آمین۔

(۲) ترجمہ: یعنی چمنستان حدیث سے بطور نمونہ ایک پھول۔

(۳) ترجمہ: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(۴) سنن الترمذی، المناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر، بیروت، ۵/۳۹۸

(۵) ترجمہ: اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون۔

ملہ پرفنِ صالح قبول واعتبار نہیں کہہ سکتا کما سنذکرہ فی الخاتمة ان شاء اللہ تعالیٰ (۱) پھر اس تحکم وزبردستی کا کیا علاج کہ جو تمہارے زعم میں تمہارے موافق ہو اگرچہ مجروح ہو مقبول، اور جو تمہارے اوہامِ باطلہ کے قلع وقمع پر ناطق ہو اگرچہ منصور ہو مخذول، فالی اللہ الشکوی والیہ الرجعی (۲)

وجہ چہارم: وہ چند صحابی جن سے ابن عبدالبر نے تفضیلِ حضرت مرتضوی نقل کی اس سے یہی معنی بالیقین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولی کو شیخین پر فضلِ کلی مانتے ہوں ممکن کہ تقدمِ اسلام وغیرہ فضائلِ خاصہ جزئیہ میں تفضیل دیتے ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے لئے خصائصِ کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرتِ ثواب وزیادتِ قرب ووجاہت میں ہے جب تک ان روایات میں جنابِ مولی کی نسبت اس معنی کی تصریح نہ ہو ہم پر وارد اور مزاجِ اجماع کی مفسد نہیں ہوسکتیں۔

اقول وباللہ التوفیق بلکہ ظنِ غالب یہی ہے اور فقیر اس پر چند شاہدِ عدل رکھتا ہے:

شاہدِ اول: حفظِ حرمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ اس قدر تو یقیناً معلوم کہ ان چھ سات کے سوا تمام صحابہ تفضیلِ شیخین پر اتفاق کئے ہوئے

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ ہم عنقریب خاتمہ میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

(۲) ترجمہ: پس اللہ ہی سے اپنا معاملہ عرض کرتے ہیں اور اللہ ہی سے امید ہے۔

تھے اور احادیث اس بارے میں اسقدر بکثرت وارد (جن کا اجلہ) اصحاب پر پوشیدہ رہنا عقل گوارا نہیں کرتی مخالفتِ سوادِ اعظم وخلافِ احادیثِ سیدِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیسی سخت شناعت ہے اور اس کا صحابہ کی طرف بزورِ زبان نسبت کرنا کس درجہ گستاخی ووقاحت۔

شاہدِ ثانی: خود وہ روایت جس میں ابوعمر نے ان صحابہ سے تفضیلِ حضرت مولی نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے "ان علیاً اول من اسلم "(۱) بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے کما فی الصواعق، تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علماء نے پیدا کی تھی اسکا مؤیدِ صریح خود نفسِ کلام میں موجود۔

شاہدِ ثالث: ہم ان شاء اللہ تعالی بابِ ثانی کی فصل ۔۔ میں ثابت کریں گے کہ خلافتِ صدیق بر بنائے تفضیل تھی فاروق اعظم وغیرہ صحابہ نے انکی افضلیتِ مطلقہ ثابت کی اور اسی پر نزاع منقطع ہو کر بیعت واقع ہوگئی اور پُر ظاہر کہ ان بیعت کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی تھے جن سے ابن عبدالبر نے یہ روایتِ شاذہ نقل کی اگر انہیں تفضیلِ صدیق میں خلاف ہوتا تو یقیناً ظاہر فرماتے کہ وہ اساطینِ دین اظہارِ حق میں ہرگز مداہنت نہ رکھتے اور لومۃ لائم (۲) کو مطلق خیال میں نہ لاتے تم نے بھی

---

(۱) الصواعق المحرقہ، الباب الثالث، الفصل الاول، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۸

(۲) ترجمہ: ملامت کرنے والے کی ملامت۔

سنا ہوگا ''الساکت عن الحق شیطٰن اخرس ''(۱) حق بات کے اظہار سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حاشا کہ یہ شناعتِ فظیعہ ان کے دامن پاک کو لاحق ہو پس بالضرور اگر انہوں نے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو افضل کہا تو اور ہی باتوں میں کہا جو فضیلتِ متنازع فیہا سے مطلق علاقہ نہیں رکھتیں۔

شاہدِ رابع: ہمارے مظنون پر ایک اعلی شاہد واقوی مؤید خود ابو عمر ابن عبد البر کا کلام ہے کہ انہوں نے جس طرح اس مسئلہ میں یہ روایتِ غریبہ لکھ دی یونہی مسئلہ تفضیلِ صحابہ میں بھی جانبِ خلاف جھکے اور جمہور سے کہ حضراتِ صحابہ کو تمام لاحقین سے افضل مانتے آئے الگ راہ چلے، فرماتے ہیں متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہلِ بدر وحدیبیہ کے سوا اور افرادِ صحابہ سے افضل ہیں اور {اس دعوی} پر بعض ایسی دلیلیں پیش کیں جن میں افضلیت بمعنی متنازع فیہا کی بو نہیں علماء نے ن دلائل کے جواب میں فرمایا ان سے جو کچھ ثابت ہوا ہمارے مدعا سے مخالفت نہیں رکھتا ان ہی میں سے ہے، حدیث دت 'یاتی ایام للعامل فیھن'' الحدیث (۲) کہ معہ اپنے جواب کے تبصرۂ ثامنہ میں گذری اور ہم ان شاء اللہ تعالی ان کے تمام تمسکات کا ردِ بلیغ رسالہ اسد الغابہ میں کہیں گے جو ہنوز زیر تالیف ہے اور خدا چاہے تو اس کی تبییض اس رسالہ کے تتمیم پر موقوف۔

---

(۱) نور الانوار، باب الاجماع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۳۱

(۲) ترمذی، کتاب التفسیر من سورۃ المائدۃ، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۴۲/۵۔

اب دو باتیں ہیں یا تو ابو عمر کا کلام معرکہ فضلِ کلی سے معزول اور فضائلِ جزئیہ پر محمول مانا جائے جب تو خرقِ اجماع ومخالفتِ سوادِ اعظم سے بھی بچ جائینگے اور معاندین کو بھی ان کے کلام سے محلِ احتجاج نہ رہے گا اور اس پر ایک گواہ یہ بھی کہ خود ابو عمر کے کلام سے مفہوم کہ تفضیلِ شیخین پر اجماع مستقر کما فی الصواعق یا راہِ تاویل مسدود کر کے خواہ مخواہ فضلِ کلی پر ڈھالئے تو بالیقین فضلِ کلی کے جو معنی محققین کے نزدیک قرار پائے ہیں ابو عمر ان سے غافل تھے کہ انکے دلائل اس پر انطباق نہیں رکھتے کما مر اور جب وہ خود فضلِ کلی وجزئی میں فرق نہ رکھتے تھے تو ان کا یہ کہہ دینا کہ وہ صحابۂ معدودین تفضیلِ حضرت مولی کے قائل تھے محض مہمل اور پایۂ استناد سے ساقط رہ گیا ممکن کہ ان اصحاب نے مولی علی کے لئے فضلِ جزئی مانا ہو ابو عمر بوجہ عدم تفرقہ کے اس سے تفضیل متنازع فیہ سمجھ لئے۔

اور ایک فائدۂ ایمانیہ ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہئے کہ اگر دامنِ انصاف پکڑ کر اس پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالی بہت کام آئے گا اور اکثر تسویلاتِ ابلیسِ لعین سے بچائیگا وہ یہ کہ علماء سب بشر تھے اور سہو وخطا سے غیر معصوم ہر شخص کے کلام میں اگر چہ کیسے ہی درجۂ علوشان ورفعتِ مکان میں ہو دو ایک لغزشیں ضرور ہوتی ہیں وہاں معیارِ کامل ومحکِ حق وباطل کلماتِ اکابر سلف وجماہیر آئمۂ ذی فضل وشرف ہے، جو کچھ اس کے خلاف ہو سند قبول پر ہر گز جگہ نہ دی جائے کہ سلامت اتباعِ سلف اکرم وسوادِ اعظم میں ہے، نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ بہ سبقتِ قلم نکل گیا اسے حرزِ جان کیجئے اور کلماتِ جماہیرِ سلف وخلف طاقِ نسیان پر رکھ دیجئے یہاں بھی ابو عمر کا تخطیہ کافہ

سابقین ولاحقین کی تغلیط سے آسان تر اوران سب سے زیادہ دشوار بعض صحابہ کا مخالفتِ حدیث وسوادِاعظم قدیم و حدیث کی طرف نسبت کرنا اللہ توفیقِ ادب و استقامت بخشے۔آمین۔

شاہدِ خامس: واہ عجب لطف ہے ع ما بایران می رویم ویار توران می رود(۱)

جن چھ اصحاب سے ابوعمر نے تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابوسعید خدری وجابر بن عبداللہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالی عنہما حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے تفضیلِ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالی عنہما روایت فرماتے ہیں، آیا معقول کہ یہ سرورانِ امت خود زبانِ حق ترجمان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام الاتمان والاکملان سے تفضیلِ صدیق و فاروق سنیں اور نشرِ علم کے لئے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اسکے خلاف تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے قائل ہوں، جابر و خدری رضی اللہ تعالی عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث **طس** "ابو بکر و عمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمر سلین "(۱) روایت کی یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ

---

(۱) ترجمہ: یعنی ہم ایران جارہے ہیں جبکہ تو "توران" کی طرف جارہا ہے۔

(۲) مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲، دار الفکر، بیروت، ۲/۱۷۴

وسلم نے فرمایا ابو بکر وعمر سردار ہیں تمام مشائخ اہلِ بہشت کے اگلوں پچھلوں سے سوا انبیا و مرسلین کے اور تنہا جابر نے حدیث **طب** "ماطلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر" (۱) نقل فرمائی کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے آفتاب نہ چمکا تم میں سے کسی پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔

اور نیز جابر نے روایت کیا، **خط** حضور نے فرمایا "اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالی نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اسکی شفاعت روزِ قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی جابر فرماتے ہیں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صدیق حاضر ہوئے حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک انس حاصل کیا"۔(۲)

اسی طرح ان کے سوا اور روایات ان حضرات سے ان شاء اللہ تعالی فصولِ آتیہ میں آئینگی اب تو بالیقین واضح ہوگیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولی کو تفضیل دی تو لاجرم فضائلِ جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر و باطل اور حلیہ صحت سے عاطل اور جب ان دو کے بارے میں یہ گل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا،

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) تاریخ الخلفاء، فصل فی انہ افضل الصحابۃ وخیرھم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۳۵

(۲) 1 تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/ ۱۲۴

2 تاریخ مدینہ دمشق، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/ ۱۵۵

3 الریاض النضرۃ، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۱/ ۱۳۶۔۱۳۷

ع سالیکہ نکوست از بہارش پیدا ست (۱)

بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایتِ غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیرِ مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور بتقدیرِ ثبوت ظن غالب ملتحق بسر حدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضلِ جزئی پر محمول، خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنیٰ غیر ثابت کا ثبوت یمکن و یحتمل کی توسیعوں سے غیر متصور، یوں ہی امرِ متحقق و ثابت کا رفع بھی کانّ و لعل کی طولِ امل پر تجویزِ عقل سے باہر، جب کہ جماہیر ائمۂ سلف تفضیلِ شیخین پر تصریحِ اجماع کرتے آئے تو ایسی روایت سے نقضِ اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادۂ مقصود میں تعین و کفایت سے محض جدا، بلکہ اطراف و جوانب کا ملاحظہ خلافِ مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکر معقول ہو سکتا ہے ہاں اگر ہمت کر کے ہمارے تمام اعتراضاتِ مذکورہ اٹھا دیجئے اور روایت کی صحت اور شذوذ و نکارت و قدحِ علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بمعنیٰ فضلِ کلی تفضیل دینا اور انعقادِ اجماع سے بیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر و مستقر رہنا بدلائلِ ساطعہ ثابت کر دو تو البتہ اس ساری عرق ریزیوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا یہ اجماع درجۂ اول کا نہ رہے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عاقل کا کام نہیں سوا رپکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم اللہ انصافِ انصاف عطا فرمائے، آمین

---

(۱) ترجمہ: وہ سال جس میں رنج و تکلیف نہ ہو تو اس میں بہار آجاتی ہے (یعنی وہ سال خوشگوار ہوتا ہے)

ھکذا ینبغی تحقیق المقام بتوفیق الملک العزیز العلام۔(۱)

فائدۂ جلیلہ: بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے ان مباحثِ مہمہ کو ایسی روشِ بدیع پر تقریر کیا جس سے نگاہِ حق بین میں اس روایت کی مطلق وقعت نہ رہی، اور دامنِ اجماع غبارِ نزاع سے یکسر پاک وصاف ہوگیا، اور قطعیتِ اجماع میں کوئی شک وشبہ نہ رہا، ایسے احتمالات واوہام کی بنا پر اجماع کو درجۂ ظنیت میں اتار لانا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا ہرگز ٹھیک نہیں اور جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیلِ شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا، ہمارا اور ہمارے مشائخِ طریقت وشریعت کا یہی مذہب اگرچہ برخلاف امام اہلسنت سیدنا ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ متاخرین کو اس میں شکوک ہوں، اگر منظورِ خدا ہوا اور زمانہ نے فرصت دی تو ہم خاتمۂ کتاب میں اس مبحث کی تنقیح وتوضیح کریں گے، مگر تفضیل اگرچہ ظنی ہو تفضیلیہ یا سفضیہ کی خوشی کا کوئی محل نہیں ہم ان فرقوں کو کافر تو نہیں کہتے ہیں جو قطعیتِ مسئلہ کی حاجت ہو بدعتی بتاتے ہیں، سو اس کے لئے قطعی کا خلاف ضرور نہیں علماء تصریح فرماتے ہیں جو شخص شبِ اسرا حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جانا نہ مانے بدعتی ہے، حالانکہ دلیلِ قطعی سے صرف بیت المقدس تک جلوہ افروز ہونا ثابت، علامہ محمد طاہر کی عبارت اسی فصل میں گذر چکی کہ خبرِ واحد پر عمل میں خلاف کرنے والا بدعتی کہا جاتا ہے حالانکہ آحاد کو قطعیت سے کیا

---

(۱) ترجمہ: اس مقام کی تحقیق کے یہی مناسب ہے بہت زیادہ علم والے غالب بادشاہ کی توفیق سے۔

علاقہ اور ہمارا دعوی کہ اس فرقہ کا بدعتی ہونا ہے خود اکابر علماء کی تصریحات سے ثابت، کما سبق، پھر قطعیت وظنیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود ونا محمود، سیدی ابوالحسین احمد نوری مدظلہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ تفضیل قطعی ہوتی تو مرتبہ فرض میں رہتی اب ظنی مانو تو درجۂ وجوب میں ہے دونوں کا خلاف نفسِ لحوقِ اثم میں یکساں، پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا، کیا بربنائے ظنیت ترکِ واجبات جائز ہے، اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلۂ تفضیل ضروریاتِ دین سے نہیں محض جہالت، اہلِ تحقیق کے نزدیک تو حقیتِ خلافتِ خلفائے اربعہ بھی ضروریاتِ دین سے نہیں پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفتِ گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائیگا، اسکے جواب میں بھی وہی دونوں باتیں کافی کہ ہم تفضیلیہ کو کافر نہیں کہتے، جو مسئلہ کا ضروریاتِ دین سے ہونا ضرور ہو، بدعتی کہتے ہیں سو تصریحاتِ آئمہ سے ثابت۔

دوسرا جواب حضرت سید الواصلین مدظلہ کا کہ واجبات بھی تو ضروریاتِ دین سے نہیں پھر کیا ان کا ترک شیرِ مادر ٹھہرے گا، ان خرافات بازیوں پر اہلِ علم سے مناظرہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

مذمتِ مخالفتِ جماعت

تنبیہ الختام: اے عزیز خدا ورسول سے ڈر اور اپنے ایمان پر رحم کر مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرۂ خارقانِ اجماع سے نکل، شاید جو سخت وعیدیں اور دردناک تہدیدیں مخالفتِ اجماع ومفارقتِ سوادِ اعظم پر وارد ہوئیں ابھی تیرے گوشِ ہوش تک نہ پہنچیں، ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا اب

ں لے حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے ﴿ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسآءت مصیرا﴾(۱) جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راہ ہدایت اسکے لئے ظاہر ہوگئی اور مسلمانوں سے الگ راہ چلے ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں داخل کریں گے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔

واخرج الحاکم عن عبد الله بن دینار عن عبدالله بن عمرو عن عبدالله بن طاؤس عن ابیه عن عبد الله ابن عباس رضی الله تعالی عنهم وهذا حدیث ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یجمع الله هذه الامة علی الضلالة ابدا وقال ید الله علی الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذشذ فی النار "(۲) وقد اخرجه بنحوه الترمذی من حدیث ابن عباس مرفوعا واخرجه ابن ماجة من حدیث انس یرفعه فاقتصر علی قوله اتبعوا الی اخره(۳) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور فرمایا

---

(۱) پ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵

(۲) المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، حدیث ۳۹۹، دار المعرفۃ، بیروت ۱/۳۱۶

(۳) ترجمہ: اسی کی مثل امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے، اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے، ابن ماجہ نے اتبعوا۔۔۔ الخ پر اقتصار کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہو گیا تنہا دوزخ بھیجا گیا۔

واخرج ایضاً عن ابی ذر وعن الحارث الاشعری فی حدیث طویل وعن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذی روایۃ ابی ذر قال "قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ "(۱) وبمثلہ اخرجہ عنہ احمد وابو داؤد یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو جائے پس بتحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔

وایضاً عن الحاکم عن معاویۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "قال من فارق الجماعۃ شبرا دخل النار"(۲) یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہو دوزخ میں جائے۔

وایضاً عن حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یقول من فارق الجماعۃ واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا حجۃ لہ "(۳) یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لئے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔

---

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۰۹، دار المعرفۃ، بیروت، ۳۱۹/۱

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۱۵، دار المعرفۃ، بیروت، ۳۲۱/۱

(۳) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۱۷، دار المعرفۃ، بیروت، ۳۲۲/۱

وایضاً عن فضالة بن عبید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ "قال ثلثة لا یسئل عنھم رجل فارق الجماعة وعصی امامہ فمات عاصیا امامہ" (۱) الحدیث۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی روز قیامت بات نہ پوچھی جائے گی ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مرجائے۔

وایضاً عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "قال الصلوة المکتوبة الی الصلوة المکتوبة التی بعدھا کفارة لمابینھا والجمعة الی الجمعة وشھر رمضان الی شھر رمضان کفارة لما بینھا ثم قال الا من ثلث الا من الاشراک باللہ ونکث الصفقة وترک السنة وقال اما ترک السنة فالخروج من الجماعة" (۲) اہ ملخصاً۔ خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نمازِ فرض دوسری نمازِ فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے شرک اور امام برحق کی بیعت توڑنا اور ترکِ سنت پھر فرمایا ترکِ سنت کے معنی ہیں جماعت سے نکل جانا۔

وایضاً من طریق عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر عن عمر والبیھقی بسندہ عن الامام الشافعی عن سفین بن عیینہ عن عبداللہ

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۱۹، دار المعرفة، بیروت، ۱/۳۲۲-۳۲۳

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۲۰، دار المعرفة، بیروت، ۱/۳۲۳

بن ابی لبید عن ابن سلیمٰن بن یسار عن ابیہ عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "قال من اراد منکم بحبحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطٰن مع الواحد وھو من الاثنین ابعد "(۱) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسطِ جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے دورتر۔

فاخرج الامام احمد عن معاذ بن جبل قال" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطٰن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة و العامة "(۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا کہ اسی بکری کو پکڑتا جو گلے سے بھاگ جائے یا گلے سے دور ہو جائے یا ایک کنارے پر ہو اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقۂ واضحہ سنت وجماعت سے جدا ہیں اور لازم پکڑو جماعت وجمہور کو☆، احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں ولا مطمع فی

☆ ولنعم ما قال العارف الرومی المولوی المعنوی قدس سرہ الزکی (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۹۵، دار المعرفۃ، بیروت، ۳۱۴/۱

(۲) مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، حدیث ۲۲۰۹۰، دار الفکر، بیروت، ۲۳۸/۸

استقصائہا (۱) برادرا تو نے سنا کہ علمائے دین وآئمہ شرع متین تفضیلیہ کو بدعتی قرار

آنکہ سنت باجماعت ترک کرد　　　　در چنیں مسبع زخون خویش

ہست سنت رہ جماعت چون رفیق　　　　بے راہ و بے یار افتی در مضیق

فائدہ: درراحت القلوب ملفوظات طیبات حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر جمع فرمودۂ حضرت سیدنا سلطان الاولیا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی افاض اللہ علینا من فیضہ الامتناہی میفرماید مجلس نہم ماہ شعبان ۶۵۵ فرمود ہر کہ از مرید وشیخ برقانونِ مذہب اہل سنت و جماعت نباشد و حکایت او موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد او در معنی یکے از راہ زنان ست انتہی لفظہ الشریف (۲) (۳) ۱۲ منہ غفرلہ

---

(۱) ترجمہ: اور اس کی انتہا تک پہنچنے کی خواہش نہیں ہے۔

(۲) ترجمہ: کیا ہی خوب فرمایا عارف رومی نے کہ جس نے سنت و جماعت کو چھوڑ دیا تو اس کا حال (اس کے) اپنے خون سے پیدا ہونے والے سات ماہ کے نامکمل بچے کی طرح ہے (جس کا زندہ بچنا بہت مشکل ہوتا ہے) (اے طالب حق) سنت و جماعت کا راستہ ایک رفیق کی طرح ہے جبکہ اچھے ساتھی اور درست راستے کے بغیر تو مصیبت اور تنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔ (حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر کے ملفوظات طیبات جن کو حضرت سیدنا سلطان الاولیا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی افاض اللہ من فیضہ نے راحت القلوب میں جمع فرمایا اس میں مجلس نہم ماہ شعبان ۶۵۵ میں فرماتے ہیں کہ شیخ نے فرمایا جو کوئی مرید یا شیخ مذہب اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر نہ ہو اور اس کی گفتگو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لہو ولعب کے راستہ پر چل پڑا ہے۔ (حاشیہ جاری ہے)

دیتے ہیں فایاک ثم ایاک(۱) کہ تو ان کا ساتھ دے اور اس مصیبت ہائلہ کو اپنی جان پر گوارا کرے ﴿بئس الاسمُ الفسوق بعد الایمان﴾(۲) مسلمان ہو کے بدعتی کہلانا کیا ہی برا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں **ن** عن انس ''اھل البدع شر الخلق والخلیقة''(۳) اہل بدعت تمام خلق وعالم سے بدتر ہیں۔

اور فرماتے ہیں **حم** عن ابی امامة الباھلی ''اصحاب البدع کلاب اھل النار''(۴) بدعت والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں، **اد** عن الامیر معویة **ت** عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھم ''ان ھذہ الامة ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة ''**اد**''وھی الجماعة ''**ت**''قالوا

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۳) ہشت بہشت (اردو)، رسالہ راحۃ القلوب، ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر، پروگریسو بکس، لاہور، مجلس ۵، ص ۲۲۳

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: پس تو اس سے بچ پھر بچ۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۱

(۳) السنن الکبری للنسائی، حدیث ۳۵۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۳۱۳

(۴) کنز العمال، الکتاب الاول، فصل فی باب الثانی، حدیث ۱۰۹۰، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱/۱۲۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی "(۱) بے شک عنقریب یہ امت تہتر فرقے ہو جائیگی ان مین بہتر دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ فرقہ جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہے فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

اور فرماتے ہیں، **ت طب حب** کلهم عن ام المومنین الصديقة و **مس** عن سیدنا علی ایضاً رضی اللہ عنهما "ستة لعنتهم و لعنهم اللہ و کل نبی مجاب فذکر منهم التارک السنة "اه ملخصا (۲) چھ ہیں جنہیں میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے ☆ ایک وہ جو راہِ سنت چھوڑ دے۔

☆لا یصح عطف کل علی فاعل لعنتهم و مجاب صفة لئلا یلزم کون بعض الانبیا غیر مجاب ۱۲ مناوی (۳)

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق ہذہ الامۃ، حدیث ۲۶۵۰، دار الفکر، بیروت، ۲۹۲/۴

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، الحسین بن علی، حدیث ۲۸۸۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲۷/۳

(۳) فیض القدیر شرح جامع صغیر، حرف سین تحت ستۃ لعنتهم و لعنهم اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲۶/۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اورفرماتے ہیں، **طس قی ضم** کلھم عن الانس ''ان اللہ حجب التوبۃعن کل صاحب بدعۃحتی یدع بدعتہ ''(۱) بے شک اللہ نے روک رکھی ہے توبہ ہر بدعتی سے یہاں تک کہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے یعنی اگر نہ چھوڑی اوراسی حال میں موت آگئی تو دنیا سے بے توبہ جائیگا۔

اورفرماتے ہیں، **ق قی عا فر** الاربعۃ عن ابن عباس'' ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ ''(۲)اللہ نہیں مانتا کسی بدعتی کا عمل قبول کرنا جب تک اپنی بدعت نہ ترک کرے۔

اورفرماتے ہیں، **قی ق** عن حذیفۃ ☆'' لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ ولا صوما ولا صدقۃولا حجا ولا عمرۃولا جھاداولا صرفا ولاعدلا یخرج من الاسلام کماتخرج الشعرۃ من العجین ''(۳) خدائے تعالی بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے خمیر سے بال۔

☆اشار ھھنا بتقدیم قی الی ان اللفظ لہ ۱۲ منہ

---

(۱) المعجم الاوسط، باب من اسمہ علی، حدیث ۴۲۰۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۶۵/۳

(۲) کنزالعمال، الکتاب الاول، فصل فی البدع، حدیث ۱۰۹۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲۲/۱

(۳) سنن ابن ماجہ، المقدمۃ اجتناب البدع والجدل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۳۸

اورفرماتے ہیں، **فر خط** عن انس'' اذامات صاحب بدعة فقد فتح فی الاسلام فتح ''(۱) جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو ایک فتح وکشائش حاصل ہوتی ہے۔

اورفرماتے ہیں، **طب عا حب**''ان الاسلام لیشیع ثم تکون له فترة فمن کانت فترته الی غلو وبدعة فاولئک اهل النار''(۲) حاصل یہ کہ اسلام سیر ہوگا اور اپنے درجہ کمال کو پہنچے گا پھر اسے ایک ضعف وسستی لاحق ہوگی پس جس کی سستی طغیان وبدعت کی طرف ہو وہ دوزخی ہے۔ یہ سب احادیث ان شاء اللہ تعالیٰ صحاح وحسان ہیں ای ولو لغیرها فی بعض منها الا الاول فاسناده ضعیف (۳) ☆

☆ وقد اشرت الی ذلک بصیغة التمریض ۱۲ منه (۴)

---

(۱) کنز العمال، الکتاب الاول، باب الثانی، حدیث ۱۱۰۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۲۲

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، احادیث عبداللہ بن مسعود، حدیث ۱۰۷۷۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۰/۳۱۹

(۳) ترجمہ: اگر چہ ان میں بعض مذکورہ اسناد کے علاوہ سے صحاح وحسان ہیں سوائے پہلی حدیث کے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

(۴) ترجمہ: اور میں نے اس طرف صیغۂ مجہول کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور مروی ہوا فرماتے ہیں، **طب قی** ☆"من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام"(۱) جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

الحذر الحذر کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اٹھانے کی کسے مجال عزیزو! اللہ اپنے نفس کو دوزخ و غضب الٰہی سے خرید لو اور شرار الخلق و اعداء الخالق کا ساتھ نہ دو خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا میٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بدمزگی ظاہر کرتے ہو۔

حکم تفضیلیہ و سنفضیہ

بالجملہ بین و مبین ہو گیا کہ اہل بدعت کیسی افسوسناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ و سنفضیہ ان کی شاخ پس حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہتِ شدیدہ جیسا کہ علامہ بحر العلوم قدس سرہ الشریف نے تصریح فرمائی

WWW.NAFSEISLAM.COM

☆**طب** عن عبداللہ بن یسر موصولا و **قی** عن ابرھیم بن میسرہ مرسلا و اسنادہ لیس بذاک بل قیل کیت و ذیت ۱۲ منہ (۲)

---

(۱) کنز العمال، فصل فی البدع، حدیث ۱۰۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۲۲

(۲) ترجمہ: طب نے عبداللہ بن یسر سے موصولاً اور قی نے ابراہیم بن میسرہ سے مرسلاً روایت کی اور اس کی اسناد ما قبل احادیث کی طرح نہیں ہے بلکہ کہا گیا کہ اس میں کلام ہے۔

کما مر اگر چہ ان کی بد مذہبی اور روافض کے فسادِ عقیدہ سے کم ہے اب جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا اور اپنے آپ کو سنی اور ان کی تصانیف کو مقبول کہتا ہے تو اس کے لئے اہل سنت وجماعت کا زمانہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے اب تک اجماع دلیلِ کافی و برھانِ وافی، سنیوں کی کتابیں بنظر تعمق و تحقیق دیکھے اور ان کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعویٰ تسنن سے دست بردار ہو۔ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق (۱)۔

الفصل الثانی فی الآیات القرانیة والنجوم الفرقانیة

آیتِ اولیٰ قال اللہ ربنا تبارک وتعالیٰ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط﴾ (۲) بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا اتقی ہے یعنی بڑا پرہیزگار، یہاں تو اتقی کو سب پر تفضیل اور زیادتِ کرامت عند اللہ میں ترجیح دیتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وسیجنبھا الاتقی ٥ الذی یؤتی ماله یتزکی ٥ وما لاحد عنده من نعمة تجزی ٥ الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ٥ ولسوف یرضی ٥﴾ (۳) یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے

---

(۱) ترجمہ: اور اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور تحقیق کی لگا میں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۷ تا ۲۰

مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا

آیۂ کریمہ میں باجماع مفسرین اتقی سے جناب سیدنا امام المتقین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مراد ہیں، امام محی السنہ بغوی فرماتے ہیں یعنی "ابا بکر فی قول الجمیع (۱)" (۲)، اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا، اور یہ معنی ابوبکر بن ابی حاتم وطبرانی وابن زہیر ومحمد بن اسحق وغیرہم محدثین کی احادیث میں وارد، حتی کہ طبرسی نے باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چارہ نہ پایا، معہذا آیت کے لئے دوسرا محمل صحیح متصور ہی نہیں کہ بالضرور یہاں وہی مقصود جو افضل امت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم ورنہ آیۂ اولی سے مناقضت لازم آئے اور ہم اور ہمارے مخالفین متفق کہ ماورائے صدیق ومرتضی رضی اللہ تعالی عنہما افضل امت نہیں پس بالاتفاق تیسرا مراد نہیں ہو سکتا مگر آیت اخیرہ کا سیاق شاہد کہ مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ مراد نہیں کہ آگے ارشاد ہوتا ہے ﴿وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی ۝﴾ (۳) اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جسکا عوض دیا جائے یہ صفت جناب مولی کرم اللہ تعالی وجہہ پر کب صادق کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات دنیویہ بھی جن میں معاوضہ ومکافات جاری بکثرت ہیں کہ انہوں نے اس پاک گود میں تربیت پائی حضور والا نے اولاد کی طرح

---

(۱) ترجمہ: اتقی سے مراد سب کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل للبغوی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۴۱/۹

(۳) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۹

پالا، پرورش کی، طعام وشراب سے خبر گیری فرمائی اور انتہائے نعمت تزویج بتول زہرا پر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿ ما اسا لکم علیہ من اجر ء ان اجری الا علی رب العلمین ٥﴾(١) میں نہیں مانگتا ہدایت پر تم سے کچھ نیگ میرا نیگ تو اللہ ہی پر ہے جو پالنے والا سارے جہان کا۔

شاید اسی لحاظ سے قرآن عظیم میں قید تجزی ذکر فرمائی گئی پس بالیقین آیہ کریمہ جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل اور شان نزول بھی کہ ولی اللہ صدیق وعدو اللہ امیہ بن خلف کا قصہ مشہورہ ہے اسی پر شاہد اب اس آیت کو صغریٰ اور پہلی کو کبریٰ کیجیے تو شکل اول بدیہی الانتاج سے یہ نتیجہ بشہادت قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں وھو المقصود وکفی باللہ شہیدا(٢)۔

تنبیہ (١): جس طرح علماء کے اس استدلال سے صدیق کی افضلیت ثابت ہوئی یوں ہی یہ معنی بھی خوب روشن ہو گئے کہ مناط افضلیت اکرمیت عند اللہ ہے، اور خدا کے نزدیک عزت ووجاہت وقدر ومنزلت کا زیادہ ہونا، نہ وہ جو حضرات تفضیلیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

(١) پ ١٩، سورۃ الشعراء، آیت ١٠٩ (٢) ترجمہ: اور یہی مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

اپنی خیالی قینچیوں سے ہوائی پھول تراشتے ہیں کہ مناط کثرتِ لذائذ جنت یا اوّلیت فی الخلافۃ وغیرہا امورِ کم وقعت ہیں۔

تنبیہ (۲): آیۂ کریمہ جس طرح افضلیتِ صدیق پر دلیلِ ساطع، یونہی ان کے عرفانِ الٰہی وولایتِ ذاتی ☆ میں کافۂ امت سے زیادت پر برہانِ قاطع کہ بداہتِ ایمانی شاہد کہ کم رتبہ کا ولی ہرگز ہرگز اعلیٰ درجہ کے ولی سے اکرم عند اللہ وکثیر العز والجاہ نہیں ہوسکتا، اور اس کا انکار محض مکابرہ، اب نہیں معلوم جنہیں صدیق کے اعرف باللہ واعظم الاولیاء ہونے میں تردد ہے آیۂ کریمہ سے انکار کرجائیں گے یا ولی ادنیٰ کا ولی اعلیٰ سے اکرم عند اللہ ہونا تسلیم فرمائیں گے ہم ان شاء اللہ اس مبحث کی غایت تنقیح فصلِ سابع میں برسرِ توضیح لائیں گے ﴿فانتظروا انی معکم من المنتظرین ٥ (۱)﴾ (۲)

اشتباہ: حضراتِ تفضیلیہ کو جب کہ آیت میں لفظ اتقیٰ جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول کرنے سے مفر نہ ملی، ناچار باعانتِ واہمہ یہ تقریر تراشی کہ یہاں اتقیٰ سے مجرد متقی مراد ہے یعنی پرہیزگار، نہ وہ کہ اپنے سب ماسوا سے پرہیزگارتر

☆ قولہ ولایتِ ذاتی، اس لئے کہ ولایتِ متعدیہ میں حضرت مولیٰ کا تقدم بھی کو مسلم ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں۔

(۲) پ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۷۱

ہو کہ آخر تقوائے صدیق تقوائے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین کم تھا تو ان پر لفظِ اتقی کا بمعنی متبادر اطلاق کیوں کر درست ہوتا اور جب تقی مراد لے لیا تو اب (آیۃ) کریمہ کو تفضیل سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

انتباہ: اس حرکتِ مذبوحی کی تسکین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ☆ نے تفسیر فتح العزیز میں کی ہے ہم اول ان کی عبارت التقاطاً نقل کر کے

☆سمعت حضرة شيخي رضي الله تعالىٰ عنه يقول سمعت حضرة شيخنا رضي الله تعالىٰ عنه يقول شاه عبد العزيز عماد الاسلام وحدثنا المولىٰ ابو الحسين السيد احمد النوري مدظله العالي عمن حدثه عن المولىٰ العظيم سيدنا الاحمد اچھے مياں المارهري رضي الله تعالىٰ عنه انه قال ظاهر الشاه عبد العزيز يساوي باطني وباطنه يعدل بظاهري فناهيك به فضلاً وشرفاً والله اعلم ۱۲منہ(۱)

---

(۱) ترجمہ: میں نے اپنے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا کہ ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: شاہ عبدالعزیز اسلام کے ستون ہیں، اور ہم سے بیان کیا ہمارے سردار ابوالحسین سید احمد نوری مدظلہ العالی نے، انہوں نے روایت کیا اس شخص سے کہ جس نے سید احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: شاہ عبدالعزیز کا ظاہر میرے باطن کے مساوی ہے اور ان کا باطن میرے ظاہر کے مساوی ہے، تمہارے لئے ان کا شرف وفضیلت کافی ہے۔

پھر اپنی رائے اظہار کریں گے، اعتراضِ تفضیلیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں ''اہلسنت جواب میگویند کہ اتقی را بمعنی تقی گرفتن خلاف لغتِ عربیت ست پس حملِ کلام الٰہی کہ قرآن عربی ست بران درست نباشد وضرورتے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بآنکہ کلام درسائر ناس ست نہ در پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام زیرا کہ از شریعت معلوم ست کہ پیغمبران در کرامت ☆ ومنزلت عند اللہ ممتاز ند آرنہار ابر سائر ناس وسائر ناس را بآنہا قیاس نتوان کرد پس عرف شرع در مقام بیان تفاضل وافزونی مراتب این قسم الفاظ را مخصوص بامت می سازد و تخصیص عرفی از تخصیص ذکری قوی ترست واز بعضے بزرگانِ اہل سنت شنیدہ شد کہ می فرمودند اتقی در ینجا بمعنی خودست یعنی کسی کہ افزون باشد در تقوی از کل ماعدائے خود خواہ پیغمبر وخواہ امت لیکن مخصوص ۔ ۔ ۔ نے ست کہ در قید حیات باشند پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ مصداق این کلمہ در آخر عمر خود کہ اوان خلافت ایشان بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بود می توانند شد وحضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چون مرفوع بر آسمان اند حکم اموات دارند واتقی را لازم نیست کہ در ہر وقت ونسبت بہر کس از احیا واموات افزون تر در تقوی باشد والا ہیچ کس را اتقی گفتن راست نیاید چہ در زمان طفولیت تقوی متصور نیست ودر ہر منصب محمود شرعی اعتبار بہ آخر عمر ست مثل صلاح وفسق وغوثیت وقطبیت وولایت و نبوت ولہذا کسانے را کہ در آخر عمر باین مراتب مشرف شدہ اند بالفاظ

☆ این کلمہ ہم صریح ست در ان کہ کلام در افضلیت بمعنی زیادت کرامت ووفور منزلت واقع شدہ است ۱۲ منہ (۱)

این مراتب یاد میکنند اگر چه در اول عمر این مراتب بآنہا حاصل نبود پس اتقی کسے ست کہ در آخر عمر کہ وقت اعتبار اعمال ہست از دیگر موجودین در تقوی افزون باشد وبہ یثبت المدعی بلا تکلف وبلا تاویل انتہی کلامہ مع بعض اختصار **اقول** وربی یغفر لی جملۂ اخیرہ کہ از بعضے بزرگان اہلسنت نقل فرمودہ در وخدشہائے چند بخاطر مستمند می رسد واز انہا انچہ تعلق بمقام دارد این ست کہ حدیث اعتبار بآخر اعمار نمودن ودر نعوت واوصاف ہم بران مدار کار داشتن یکسر مسلم اما خرد گواہ کہ چون کسے را از احیائے موجودین بوصفے از اوصاف یاد می کنند اتصافش بدان وصف ہم در حال مفہوم می شود نہ آنکہ در مآل اینچنین خواہد گشت وما دامیکہ قرینۂ بر قصد خلاف قیام نپذیرد ہمین معنی باذہان وخواطر جائے می گیرد والتبادر دلیل الحقیقۃ پس اتقی را بر کسیکہ در زمانۂ آئندہ اینچنین خواہد بود حمل نمودن از حقیقت گذشتن وراہ مجاز پیمودن ست ومعلوم ست کہ تا حقیقت راست آید باب تجوز ہرگز نکشاید واینجا حقیقت بے تکلف ومشقت بتخصیصے کہ خود در اذہان متمکن ست ودر افادۂ مقصود از ملفوظ بہیچ وجہ کمتر نیست بلکہ اقوی واسرع الی الافہام ست ولہذا عام را از درجۂ قطعیت فرو دنیارد خود راست☆ بر کرسی صحت می نشیند پس حاجت مصیر بسوئے مجاز چیست وباعث بز وکیست واینچنین تخصیص را بتکلف شمردن عجب تر از ہر عجب چہ اینگونہ تخصیصات در نصوص شرعیہ بیش از بیش شائع و

☆ نکتہ این ست کہ بر تقریر آن بزرگ لفظ اتقی بمعنی من یکون کذا گرفتہ می شود واین صریح مجاز ست وبر تقریر ما لفظ بر معنی خود ست وعام نیست کہ حاجت ب----

ذائع ست اگر ایں جا ھمہ تکلف باشد ای بسا کلامی کہ بے تکلف راست نیایند واین نوع کلام ساقط از پایہ متانت بود و حاشاہ عن ذلک معھذا مجاز را قرینہ درکار و قرینہ خود جزین تخصیص چیست پس برین تخصیص اتکال نمودہ کلام را بر حقیقت وی داشتن اولے کہ بدلالت او درزمین سخن تخم تجوز کاشتن علاوہ برین ازیں تقریر بدین تقدیر دلیل درافادۂ مدعا قصوری کند کہ از وبذروۂ ثبوت نہ رسد مگر افضلیت صدیق از کسانیکہ در زمانہ خلافتش بلکہ در آخرین ساعت عمرش بقید حیات بودند نہ از انان کہ پیش از وی بکنج لحد آسودند و تواند کہ یکے از انہا اتقی و افضل از صدیق بودہ باشد و نیز این کلام را در معرض مدح و ثنائے صدیق آوردہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالب و مدح نباشد مگر بوصفے خاص واین وصف برنہجے کہ آن بزرگ تقریر نمودہ ہیچک خصوصیتے بذات پاکش ندارد کہ حضرات فاروق و ذوالنورین و مرتضی ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمہ ہا در آخر عمر خود ہمچنین شان بودہ اند بلکہ در ہر قرن و ہر طبقہ تا روز قیامت بندۂ از بندگان خدا متصف بدین وصف باشد **کما لا یخفی فتبصر و تشکر وفی عظم آلاء اللہ فتفکر واللہ سبحنہ وتعالی اعلم** (۱)

---

(۱) ترجمہ: اہلسنت اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اتقی کو متقی کے معنی میں لینا لغتِ عرب کے خلاف ہے پس کلام الٰہی کو اس معنی پر محمول کرنا درست نہیں اور اس کو اس معنی پر محمول کرنے کی ضرورت اس بات سے مندفع ہو جاتی ہے کہ یہاں پر کلام بقیہ لوگوں کے بارے میں کیا گیا ہے پیغمبرانِ عظام کے بارے میں نہیں کیا گیا کیونکہ شریعت کے اندر یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ پیغمبرانِ

ام (مخلوق سے) بزرگ و برتر ہیں☆ ان کا مرتبہ عنداللہ امتیازی ہے لہٰذا ان کو تمام مخلوق پر
ر تمام مخلوق کو ان پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ پس عرفِ شرع میں فضیلت کو بیان کرنے اور مراتب
ی افزونی کو بیان کرنے کے مقام میں امت کے لیے اس قسم کے الفاظ کو مخصوص کیا گیا ہے نیز
تخصیصِ عرفی تخصیصِ ذکری سے زیادہ قوی ہے۔ بعض بزرگانِ اہلسنت سے سنا گیا ہے وہ فرماتے
ہیں کہ اتقی یہاں اصلی معنی میں مستعمل ہے یعنی اپنے علاوہ ہر ایک سے پرہیزگاری میں زیادہ
ہونا خواہ پیغمبر ہو یا امت، لیکن ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت حیات تھے پس حضرت
ابوبکر صدیق اپنی آخری عمر میں اس کلمہ کے مصداق تھے کہ حضور کے وصالِ ظاہری کے بعد خلافت
آپ کے لیے ہو، اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھالیے گئے ہیں اور
یہ (اٹھانا) بھی موت کے حکم میں ہے (اگرچہ ابھی ان کا وصال ظاہری نہیں ہوا)۔ اتقی ہونے کے
لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر لحظہ زندوں اور مردوں میں سے تقوی میں افزوں تر ہو ورنہ کسی ایک کو بھی
اتقی کہنا درست نہ ہو، عہدِ طفولیت میں تقوی تو متصور ہی نہیں اور ہر نیک منصب میں شرعی اعتبار
آخری عمر کے لحاظ سے ہے جیسے صلاح، فسق، غوثیت، قطبیت، ولایت اور نبوت وغیرہ لہٰذا جو بھی
جو آخری عمر میں ان مراتب سے مشرف ہوئے تو ان کو ان الفاظ مراتب سے یاد کیا گیا اگرچہ یہ
مراتب ان کو اول عمر میں حاصل نہ تھے۔ پس اتقی وہ ہے جو آخری عمر میں ہو اور یہی وقت اعمال کے
اعتبار کا وقت ہے، ان دیگر موجودین جو تقوی میں افزوں ہوں اور اس سے مدعٰی بغیر کسی تکلف و
تاویل کے ثابت ہوا۔ بعض بزرگانِ اہلسنت کا کلام کچھ اختصار کے ساتھ ختم ہوا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

☆ترجمہ: اور یہ کلمہ بھی اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ جو کلام افضلیت کے بارے میں کیا گیا ہے
اس سے مراد زیادتی کرامت و منزلت ہے۔

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں، میرا رب میری بخشش فرمائے ،جملۂ اخیرہ جس کو بعض بزرگانِ اہلسنت سے نقل کیا گیا ہے اس میں کئی خدشات ہیں اس میں چند خدشات بندۂ بے نوا کے دل میں پیدا ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر چہ مقام کے لائق از روئے حدیث یہ ہے کہ اعمال واوصاف (خوبیوں) کا دارومدار آخری عمر پر ہے (اس میں شک کی گنجائش نہیں) لیکن عقل گواہ ہے کہ جب موجود زندوں میں سے کسی شخص کو کسی وصف وخوبی سے متصف کرتے ہیں تو اس سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ فی الحال وہ شخص اس وصف وخوبی سے متصف ہے نہ کہ مستقبل میں وہ اس وصف سے متصف ہوگا اور جب تک اصل معنی (مقصود) کے خلاف کوئی قرینہ نہ پایا جائے تو اصل معنی ہی قلوب واذہان میں متمکن (برقرار) رہتا ہے۔

پس اتقی کو کسی ایسے معنی پر محمول کرنا جو آئندہ زمانہ میں ہوگا تو یہ حقیقت کو چھوڑ کر مجازی معنی اختیار کرنا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب تک حقیقی معنی لینا درست ہو تو مجازی معنی مراد لینا صحیح نہیں اور اس جگہ حقیقت بغیر کسی تکلف ومشقت کے تخصیص کے ساتھ خود اذہان میں متمکن ہے اور افادۂ مقصود میں ملفوظ سے کسی وجہ سے کم نہیں بلکہ اقوی اور فہم کی طرف جلدی سبقت کرنے والا ہے اس لیے کسی عام کو درجہ قطعیت سے نیچے نہیں لایا جائے گا۔☆ اگر اس بات کو مان لیا جائے تو مجاز کیطرف جانے کی حاجت کیا ہے اور اس کا باعث کیا ہے اس طرح کی تخصیص کو تکلف شمار کرنا ہر عجب سے عجب تر ہے کیا اس قسم کی تخصیصات نصوصِ شرعیہ میں بیش از بیش شائع وذائع نہیں؟

☆ نکتہ یہ ہے کہ اس تقریر پر لفظ اتقی "من سیکون کذا گرفتہ" (جو عنقریب بزرگی کو اختیار کرے گا) کے معنی میں ہوگا اور یہ صراحۂ مجاز ہے اور اس تقریر پر لفظ "اتقی" اپنے حقیقی معنی پر ہے عام نہیں ۔۔۔

اگران سب کے باوجود یہ تکلف ہے تو بسا اوقات بے تکلف کلام درست نہیں ہوتا اور کلام کی یہ قسم پایۂ متانت سے گر جاتی ہے اللہ اس سے بچائے باوجود اس کے مجاز کے لیے قرینہ درکار ہے اور خود قرینہ اس تخصیص کے علاوہ کیا ہے؟ پس اس تخصیص پر اشکال وارد ہوگا لہذا کلام کو اس کی حقیقت پر رکھنا اس بات سے اولی ہے کہ اس کی دلالت کے لیے زمین سخن میں مجاز کا بیج بویا جائے اس کے علاوہ یہ تقریر اس تقریر کے ساتھ دلیل ہے کہ کتاہی کرنیوالے کے مدعا کے فائدہ دینے میں اس سے بلند اور ثبوت نہیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں تمام سے بلکہ اپنی عمر کی آخری گھڑی تک اس افضلیت کے ساتھ متصف رہے نہ کے ان سے جو قبروں میں آرام فرما ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اتقی وافضل ہو نیز اس کلام کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کے مقام میں لایا گیا ہے اور ان کی مدحت اور غالب ہونا ایک خاص وصف کی وجہ سے ہے اور یہ وصف اس طریقے پر ہے کہ وہ بزرگ ہیں اس سے کم کوئی خصوصیت ان کی ذات پاک نہیں رکھتی (بلکہ آپ اس سے اعلیٰ درجہ کے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں) اور یہ کہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور ابوالحسنین حضرت علی رضی اللہ عنہم تمام اپنی آخری عمر میں اس شان کے ساتھ متصف تھے بلکہ تاقیامت ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں بندگان خدا میں سے کئی ایک اس وصف کے ساتھ متصف ہوں گے۔

آیتِ ثانیہ قال اللہ عز من قائل ﴿ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ط ذلک ھو الفضل الکبیر ۝﴾(۱) پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے، پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے بھلائیوں میں، خدا کی پروانگی سے یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول وباللہ التوفیق آیتِ کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امتِ مرحومہ مقبولہ محمدیہ مصطفویہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیہ مراد جسکی حق سبحانہ وتعالی نے تین قسمیں فرمائیں۔ایک وہ جو خدا کی نافرمانیوں سے اپنی جان پر ستم اور اسے مبتلائے دردوالم کرتے ہیں جیسے ہم گناہ گار سیاہ کار معاصی میں منہمک لیل ونہار جن کا سوا ارحم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شفاعت کے کہیں ملجاوماوا اور بجز مژدۂ جانفزائے **قی فی البعث مد کلاھما عن ابن عمر** "ظالمنا مغفور لہ(۲)" (۳) اور نوید غمزدائے، **مس** عن ابی الدرداء بسند صححہ

---

(۱) پ۲۲،سورۃ فاطر،آیت ۳۲

(۲) ترجمہ: ہماری امت کے گناہ گاروں کی بخشش کی جائے گی۔

(۳) کتاب البعث والنشور، حدیث ۵۹۔۶۰،دارالفکر، بیروت

العلماء ''الظالم لنفسه یحاسب حسابا یسیرا ثم یدخل الجنة (۱)''

(۲) کہ کوئی دل تھامنے اور امید بندھانے والا نہیں فحسبنا الله ورسوله انه

هو الرؤف الرحيم (۳)۔

دوسرے وہ میانہ رو کہ ﴿خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا (۴)﴾

(۵) جن کی حکایت حال ہے کہ اگر گناہ کرتے ہیں تو نیکیاں بھی رکھتے ہیں انہیں

حدیث میں **قی ملد** ناجی اور **مس** ''یدخل الجنة بغیر حساب (۶)''(۷)

فرمایا۔ جعلنا الله منهم برحمته انه هو الغفور الرحيم (۸)

تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع و منقاد سراپا اہتدا ورشاد جو حسنات کی طرف

---

(۱) ترجمہ: اپنی جان پر ظلم کرنے والے (مسلمان) کا آسان حساب ہوگا پھر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(۲) کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۴۵۶۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۵

(۳) ترجمہ: ہمیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے، بے شک وہ رؤف اور رحیم ہیں۔

(۴) ترجمۂ کنز الایمان: ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا۔

(۵) پ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۲

(۶) ترجمہ: بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔

(۷) کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۴۵۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۵

(۸) اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے ان میں سے بنائے، بے شک وہ غفور رحیم ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسارعت کرتے اور میدانِ خیرات میں قصب السبق لے جاتے ہیں ان کی نسبت ان کا مالک مہربان فرماتا ہے ﴿ذلک ھو الفضل الکبیر﴾ (۱) فضل کبیر و بزرگی عظیم انہیں کو حاصل، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بنسبت بقیۂ امت اسی قسم میں داخل لہٰذا وہی فضیلتِ عالیہ لے گئے اور ساداتِ امت قرار پائے اب تلاش کرنا چاہئے اسے جو گروہِ صحابہ میں سرفراز اور اس صفتِ شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ بحکمِ آیۂ کریمہ افضلیتِ مطلقہ اسی کا بہرۂ خاصہ، لیکن ہم جو غور کرتے اور کان لگا کر سنتے ہیں تو دربارِ دربار رسالت سے پیہم اراکینِ دولت وعمائدِ سلطنت بلکہ خود اس بادشاہِ عرش بارگاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ کی نور افشاں صدائیں گوشِ دل کو اپنی شعاع ریزیوں سے معدنِ انوار ومنزلِ اقمار کر رہی ہیں کہ ہاں وصفِ مذکور میں اس بارگاہِ اکرم کے وزیرِ اعظم یعنی جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب پر تفوقِ ظاہر وتقدمِ باہر ہے حتی کہ سباق بالخیرات اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغۂ مبالغہ نے لطف تازہ دکھایا، فقد اخرج ابو یعلی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ " قال کنت فی المسجد اصلی فدخل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ومعہ ابو بکر وعمر فوجدنی ادعو فقال سل تعطہ ثم قال من اراد ان یقرء القرآن غضا طریا فلیقرء بقراء ۃ ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابو بکر فبشرنی ثم اتانی عمر فوجد ابا بکر

---

(۱) پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۲

خارجا قد سبقه فقال انک لسباق بالخیر "(۱) یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق وفاروق تھے پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تر وتازہ پڑھنا چاہے وہ ابنِ امِ عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر پڑھے، بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا صدیق آئے اور مجھے اس دولت عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا پھر فاروق آئے تو ابو بکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے صدیق سے کہا بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لے جانے والے ہیں۔

واخرج ابو بکر بن ابی شیبة من حدیث عمر رضی اللہ تعالی عنه فی قصة سقیفة بنی ساعدة فی حدیث طویل انه " قال یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم بعده ثانی اثنین اذ هما فی الغار ابو بکر ن السبّاق المبین "(۱) یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے گروہِ انصار اے جماعتِ مسلمین بے شک امرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بعد زیادہ مستحق دوسرا

(۱) مسند ابی یعلی، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث ۱۷-۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۹

(۱) کنز العمال، الباب الاول فی خلافة الخلفاء، حدیث ۱۴۱۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۵۷

ان دو کا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے ابو بکر سباق مبین جن کا خیرات میں بہت پیش لے جانا ظاہر و روشن ہے۔

اقول وربی یغفرلی یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے مجمعِ صحابہ میں سقیفۂ بنی ساعدہ میں فرمایا جب انصارِ کرام بقصدِ خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں، نزاع و مناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے بابِ استدلال وا تھا اس وقت فاروق نے فضائلِ جلیلۂ صدیق اور ان کا صاحب الغار و سباق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاقِ خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا انصار خلاف سے باز آئے اور دستِ صدیق پر بیعت کی پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم و مقبول تھا ورنہ معرکۂ مباحثہ میں اسکے اذعان و قبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع و عدول کے کیا معنی تھے اور خود ارشادِ فاروقی میں لفظ مبین اس معنی پر دلیلِ مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن و بین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔

واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر "لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر" قال فی مجمع البحار ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع اعناق مسابقیہ حتی یلحقہ (۱) خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل و حسنات میں

(۱) صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن الرغبۃ الخ، حدیث ۴۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۲۱

مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچنے پائے۔

واخرج البزار عن عبد الرحمن بن ابی بکر" عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم زعم انہ لم یرد خیرا قط الا سبقہ الیہ ابوبکر" یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابوبکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔(۱)

واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ " قال والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابو بکر "(۲) یعنی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم نے کبھی کسی خیر ونکوئی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ ابوبکر ہم سے اس کی طرف سبقت وپیشی کر گئے۔

واخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما" قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثنی عمر بن الخطاب انہ ماسابق ابا بکر الیٰ خیر الا سبقہ ابو بکر(۳)"

---

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۵۶۶۳، دار الکتب العلمیہ ،بیروت، ۱۲/۲۳۰

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۷۱۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۳۱

(۳) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، حدیث ۳۵۶۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/۲۲۳

یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابوبکر سے مسابقت کی ہے ابوبکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول وربی یغفرلی فکرِ تدقیق اساس وطرزِ سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے اندازِ کلام کو پہچانے کس درجہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شانِ صدیق سے اعتناء اور ان کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے تمام عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اور ان کے کلامِ پاک کو دلیل وحجت کرتا ہے یہاں خود حضور سراپا نور کس پیارے فرماتے ہیں ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابوبکر سباق بالخیر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم۔

آیتِ ثالثہ قال ربنا ذو الفضل العظیم فی تنزیلہ العلی الحکیم ﴿ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا ط الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ۝﴾(۱) اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ بخش دیں اور درگزر کریں کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولوا الفضل کا خلعتِ گراں قیمت

---

(۱) پ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۲

صدیق اکبر کو عطا ہوا فقد اخرج الامام البخاری عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الافک الطویل " قالت فلما انزل اللہ ھذا فی براءتی قال ابوبکر ن الصدیق وکان ینفق علی مسطح بن اثاثة لقرابته منه وفقره واللہ لاانفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال فی عائشة ما قال فانزل اللہ ﴿ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة﴾ الآیة(۱) قال ابوبکر واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقة التی کان ینفق علیه وقال واللہ لا انزعها منه ابدا" (۲)

حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقراء مہاجرین سے تھے اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر وقرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور بسلوک وانفاق پیش آتے، جب بلائے افک میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے دامنِ عفت مامن محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا کی طہارت اور ہرلوث سے اس کی براءت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل ووسعت والے اہل قرابت ومساکین ومہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگذریں معاف کریں آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے

---

(۱) پ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۲

(۲) صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب تعدیل النساء، حدیث ۲۶۶۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۰

طلبگار ہیں جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو ادرار مسطح کا مقرر تھا جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔

اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوا الفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالتخصیص جنابِ امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں جیسا کہ تمام صحابہ شرفِ صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لئے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی، سولہ برس کی عمر سے رفاقتِ حضور اختیار کی عمر بھر حاضرِ دربار و شریک ہر کار و مونس لیل ونہار رہے بعدِ وفات کنارِ جاناں میں جا پائی روزِ قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے حوضِ کوثر پر ہم راہ رکاب رہیں گے پھر فردوسِ اعلیٰ میں رفاقتِ دائمی ہے عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ ؎

بود چندان کرامت و فضلش
که اولوا الفضل خواند ذوالفضلش

روز و شب ماه و سال در همه کار
ثانی اثنین اذ هما فی الغار

صورت و سیرتش همه جان بود
زان ز چشم عوام پنهاں بود (۱)

---

(۱) وہ (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو ایسے بزرگ اور فضیلت والے ہیں کہ ان کو علم و دانش کی برتری والا اور ذو الفضل کہا جاتا ہے روز و شب ماہ و سال بلکہ تمام کاموں میں وہ "ثانی اثنین اذ ہما فی الغار" ہیں (یعنی ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں)۔ لیکن ان کی صورت و سیرت بلکہ تمام سراپا کی چمک دمک لوگوں کی نظروں سے پنہاں رہی۔

اقول وباللہ استعین اگر صرف لفظ اولوا الفضل پر اکتفاء ہوتا تو شاید

وہ عقولِ دانیہ جو ہمیشہ دست مال اوہام رہتی ہیں احتمال پیدا کرتیں کہ قاعدہ بلاغت ہے

جب کسی سے کوئی کام لینا اور اس پر اسے تحضیض واغرا مقصود ہوتا ہے مخاطب کے

اوصاف سے وہ وصف جو اس کام پر حامل ہو بیان کیا جاتا ہے تا (کہ) اس کے قلب کو

اشتعالک اور داعیہ اطاعت کو انبعاث ہو مثلاً معرکہ قتال میں کہیں ہاں بہادر و یہی

وقت جانبازی وترکتازی کا ہے یا انفاقِ مال کی ضرورت میں اے جوادو یہی زمانہ سخا

پروری ونام آوری کا ہے اس سے مخاطبین کا ان اوصاف سے اختصاص نہیں سمجھا جاتا

مگر قرآنِ مجید وفرقانِ حمید وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ کسی معاند خواہ مشکک کے لئے

حجت نہیں چھوڑتا لفظ منکم نے اس احتمال کی قطع عرق فرمادی صدیق کو صرف بڑائی

والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی تم سب ارباب فضل وکرامت ہو

اور وہ تم سب میں فضل وبزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری

سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔

ثم اقول وربی یغفرلی شاید خار واہمہ کی خلش پھر عود کرے اور یوں نقضِ

اجمالی سے خلجان بڑھائے کہ بعینہ یہی تقریر معطوف فضل یعنی سعت مال میں جاری

حالانکہ صدیق اغنی الصحابہ نہ تھے بعض اصحاب کرام مثل حضرت ذی النورین وجناب

عبدالرحمٰن بن عوف وثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان

پر تونگری وفراخی مال میں فائق تھے تو اس ثوران وہم کی تسکین کے لئے ہماری اس

تقریر کا منتظر رہا چاہئے جو باب ثانی کی فصل ۔۔۔ میں زیور گوشِ مشتاقین ہوگی کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان شاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں ثابت کر دیں گے کہ مالِ صدیق گو اکثر الاموال نہیں مگر افضل الاموال ہے اسلام کو جس قدر ان کے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا ان کا مال کام آیا کسی کا نہ آیا یہاں تک کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جناب کو خیر المسلمین مالا (۱) فرمایا اور بے شک خدا کے نزدیک تعدادِ زر وسیم محض بے وقعت، مال وہ ہے جو اس کی راہ میں صرف اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہو ورنہ مال نہیں سوءِ مآل ہے اور طول آمال سے کمال اعمال کی جی کا وبال، پس جس کا مال اس وصف میں ممتاز تر وہی عند اللہ سعت مالی میں سرفراز تر اسی لئے برّ والدین وصلۂ رحم کو فرمایا اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور ۔۔۔۔۔ کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس سے گھٹتی ہے حالانکہ جف القلم بما ھو کائن (۲) مقادیر میں کمی بیشی کو راہ نہیں تو بات یہ ہے کہ وہ نیکیاں طیب اوقات وتوفیق خیرات کی موجب ہیں اور یہ سیئہ محقِ برکت وظلمتِ وقت وتزیینِ سیآت کی باعث، اور وہ ساعتیں جو سیرتِ مرضیہ پہ گذریں اگرچہ انفاس چند ہوں کثیر ثیر اور جو گھڑیاں عیاذًا باللہ بری حالت پر کٹیں اگرچہ صدہا سال ہوں محض بے برکت گویا کچھ نہ تھا اسی طرح کثرت وقلتِ مال، واللہ اعلم بحقائق الحال فاستقر عرش التحقیق علی ما اردنا من تفضیل الصدیق رضی اللہ

---

(۱) ترجمہ: مال کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔

(۲) ترجمہ: جو ہونا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا۔

تعالی عنه (۱)۔

آیتِ رابعہ: قال اللہ جل ذکرہ ﴿الذی جاء بالصدق و صدق به اولئک هم المتقون٥﴾ (۲) جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں امیرالمومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، **عس**☆ ''الذی جاء بالحق محمد صلی اللہ علیه وسلم والذی صدق به ابو بکرن الصدیق '' (۳) جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

اقول اب نظرِ باریک بین کو اجازتِ غور و تعمق دیا چاہئے کہ اس آیۂ کریمہ سے صدیق کا فضل تقوی میں تمامۂ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت جس

☆قال عس ھکذا الروایة بالحق ولعلها قرائة لعلی رضی اللہ تعالی عنه ۱۲ منه

---

(۱) ترجمہ: اللہ تعالی حقائق حال کو بہتر جانتا ہے، جیسا کہ ہم نے تفضیلِ صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میں ارادہ کیا تھا عرشِ تحقیق مستقر ہوگیا۔

(۲) پ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۳

(۳) کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، سورۃ الزمر، حدیث ۴۵۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۲۰۷

میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجال جدال نہیں اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار و اصفیا و ارباب دیانت و اتقا تھے مگر صدیق سا تقوی کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب العلمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوائے صدیق اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ میں نہ رکھا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیتِ اولی میں گذرا کہ مزیتِ تقوی موجبِ افضلیت ہے اسی طرح انہیں صفتِ تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً و اعتقاداً دونوں طرح سب پر تفضیل ہے و ناھیک بالقران حکما(۱)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آیتِ خامسہ: قال عز ذکرہ ﴿لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل ط اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ط﴾ (۲) برابر نہیں تم میں جس نے راہِ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور

---

(۱) ترجمہ: تمہیں قرآن حاکم ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

(۲) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰

لڑا وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے، آیہ کریمہ باعلی نداء منادی کہ جنہوں نے ابتدائے اسلام میں جو زمانہ ضعف و غربت تھا اپنی جان ومال سے اس کی امداد واعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا وشوکت وظہور وقوت وثبات وقرار وامن وانتشار کے قتال وانفاق مال کیا اب جسے تاریخ ووقائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان نثاری وسپرداری وپروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کرسکتا ہے ہم ان شاء اللہ العظیم اس دلیل کی تفصیل وتشریح وتحقیق وتوضیح کی طرف باب ثانی کی فصل ۔۔۔ میں عود کریں گے۔ فارتقب (پس تو انتظار کرـت)

آیتِ سادسہ: قال تعالی وتقدس ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ (۱) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خواجہ حسن بصری وابو العالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علمائے تابعین سے ہیں تفسیرِ آیت میں فرماتے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحباہ "(۲) صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق وفاروق رضی اللہ تعالی عنہما۔

---

(۱) پ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵

(۲) النکت والعیون، سورۃ یونس، آیت ۲،۲۵/۱۶۵

اقول وربی یغفرلی اس تفسیر پر آیہ کریمہ میں صدیق وفاروق رضی اللہ تعالی عنہما کوراہِ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک پھر مسلمانوں کوعموما اور صحابہ کرام کوجن میں مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ بھی داخل ابتداء حکم فرمایا جاتا ہے ہماری بارگاہ میں التجا کروکہ الہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہیں کی راہ چلا، اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوسِ عالیہ شیخین اعلی درجۂ تقے وتقے میں نہ خلق کیئے گئے ہوں اور اطاعت وانقیاد و رشادوارشاد واتیانِ مرضیات واجتنابِ مکروہات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد انہیں کا مرتبہ ہواوران کے سوا کوئی اس فضل میں انکا عدیل وسہیم نہ ہو حتی کہ کافۂ امت کوان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کروکہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کی روش پر چلنا نصیب کر۔

آیا اب یہی آیہ کریمہ اپنی اس تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہما وسلم کے امام متبوع وپیشوا ومقتدا واطوع واتقی وافضل واعلی واکرمِ امت ہیں عزیزا! اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا، **عس**

''میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اس کے جیسے عمل کر کے خدا سے ملوں (۱)'' پھر جب جنابِ فاروقی کا وصال ہوا، **خ م ق** ان کے جنازے پر بھی

---

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۴۴۲

ایسا ہی کلمہ کہا(۱) سبحان اللہ، اللہ جل جلالہ نے کیا خوب دعا قبول فرمائی شیخین کی ﴿واجعلنا للمتقین اماما o﴾(۲) ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا کردے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء ط واللہ ذو الفضل العظیم o(۳)﴾(۴)

آیتِ سابعہ: قال العزیز الحکیم تعالٰی مجدہ ﴿فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر o﴾ (۵) پس بے شک خدا اس کا مولٰی ہے اور جبریل اور مسلمانوں میں کے نیک اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہیں، آیہ کریمہ میں اکابر صحابہ مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و ابی بن کعب و بریدۃ اسلمی و ابوامامۃ باہلی اور افاضل تابعین مثل سعید بن جبیر و میمون بن مہران و عکرمہ و خواجہ حسن بصری و مقاتل بن سلیمٰن وغیرہم رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین صٰلح المومنین کو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے تفسیر کرتے ہیں بلکہ طب مد خط حضرت عبداللہ بن

---

(۱) صحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۵۲۰/۱۔ صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲۷۴/۲

(۲) پ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۴

(۳) ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۴) پ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۴

(۵) پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں ''صالح المومنین ابو بکر و عمر ''(۱)

اور اسی طرح حضرت ابوامامہ نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی قال '' کان ابی یقرء ھا وصالح المومنین ابو بکر و عمر ''(۲) یعنی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سید القراء ہیں اس آیت کو یوں پڑھتے وصالح المومنین ابو بکر وعمر یہ لفظ ان کی قراءت میں داخلِ قرآن تھا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ حضور کو فلاں امر کی کیا فکر ہے اگر ایسا واقع ہوا تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابوبکر اور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے تصدیقِ فاروق میں یہ آیت نازل فرمائی۔(۳)

اقول پس بخوبی ثابت کہ صٰلح المؤمنین کا خطاب مستطاب رفعت مآب حضرات شیخین کو کرامت ہوا اور اس سے وصفِ صلاح میں شیخین کی مزیت

---

(۱) جمع الجوامع، صاد مع الالف، حدیث ۱۳۴۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۲/۵

(۲) تفسیر در منثور، سورۃ تحریم، آیت ۴، تحت قولہ تعالیٰ ''وصالح المؤمنین''، دار الفکر، بیروت، ۲۲۳/۸

(۳) (1) صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۴۸۰/۱ (2) تفسیر قرطبی، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۶۶/۱۷ (3) تفسیر ابن کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲۵۵/۶

وتفوق کہ بالیقین موجب رفع درجات وکثرتِ ثواب ہے بعینہ اسی طریقہ استدلال سے ثابت جو کریمہ ثالثہ برلفظ اولوا الفضل سے مسلوک ہوا اسی لئے فاضل صوفی علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ جلال الملۃ و الدین سیوطی میں حدیث مذکور" صلح المومنین ابو بکر وعمر " کی یوں شرح کی "ای هما اعلی المومنین صفة واعظمهم بعد الانبیاء قدرا "انتہی (۱) (۲) اس عبارت سے استدلال فقیر کی عجب تائید ہوگئی فالحمد لله۔

آیتِ ثامنہ: قال الله سبحنه وتعالی ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ﴾ (۳) تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔

آیتِ تاسعہ: قال تبارک وتقدس ﴿یرفع الله الذین امنو منکم والذین اوتوا العلم درجت ﴾ (۴) بلند کریگا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) ترجمہ: صالح المومنین کے یہ معنی کہ وہ دونوں رضی اللہ تعالی عنہما سب مسلمانوں سے اعلی ہیں نعت وصفت میں اور انبیا علیہم السلام کے بعد ان سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں۔۱۲

(۲) فیض القدیر شرح جامع الصغیر، تحت حدیث ۴۹۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۲۵۱

(۳) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹

(۴) پ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱

اقول واللہ یغفر لی ان آیاتِ طیبات سے ثابت کہ علم باعثِ فضل اور مثل ایمان موجبِ رفعِ درجات ہے اور پُر ظاہر کہ زیادتِ سبب باعثِ زیادتِ مسبب پس جس قدر علم بیش فضیلت افزوں اور احادیث وآثار سے ثابت کہ جنابِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلمیتِ صدیق تو قرآنِ عزیز سے ثابت جیسا کہ ہم اس کے دلائل انشاء اللہ تعالیٰ بابِ ثانی کی فصل ۔۔۔ میں بسط کریں گے فا نتظر (پس تو انتظار کر۔ت)

آیتِ عاشرہ قال جلت آلاء ہ ﴿للفقرآء المھجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون ۝﴾ (۱) ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لئے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے خدا کے فضل ورضا کی تلاش اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے وہ لوگ ہیں سچے۔

آیۂ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہاجرین کے سچے راست گو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیلِ شیخین پر اجماع ہے کم کوئی مہاجری ہوگا جس نے افضلیتِ ابی بکر وعمر صریحاً یا تلویحاً ارشاد نہ فرمائی ہو وستری ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ (۲)۔

---

(۱) پ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۸

(۲) ترجمہ: ان شاء اللہ عنقریب تو اسے دیکھے گا۔

اقول وربی غفار الذنوب تحریر دلیل یہ ہے کہ صادق مطلق ☆ بے تقیید قول دون قول کا اطلاق اسی پر کیا جائے گا جو اپنی ہر بات میں سچا ہو اور اطلاق کاذب کے لئے دروغ واحد کا ارتکاب کافی جیسے عدالت کہ ایک گناہ اس کا مزیل اور فسق کا مثبت پس جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مہاجرین کا نام صادقین رکھا تو بالضرور وہ اپنے ہر کلام میں سچے ہیں اور تفضیل شیخین ان کے کلام سے ثابت پس قرآن اسکی حقیقت پر شاہد، بمثل ھذا استدل حسن البصری کما فی الکبیر للامام وابو بکر بن ابی عباش کما عند الخطیب البغدادی وھما کما تری من اجلة العلماء علی حقیة خلافة الصدیق فانھم اطبقوا علی قولھم له یا خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ سماھم صادقین فلزم ان یکونوا صادقین فیما اطلقوا فیہ وھو استنباط حسن قالہ ابن کثیر

☆ قولہ مطلق، قید اطلاق اس غرض سے ہے کہ اطلاق صدق مقید کو صدق واحد مصحح ہے مثلاً جو ہمیشہ جھوٹ بولے اور عمر بھر میں ایک بات مطابق واقع کہے اس بات میں سچا ہی کہیں گے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم "ان الکذوب قد یصدق(۱)" (۲) ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ: جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے۔

(۲) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، باب الکھانۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۸/۳۰۹

كذا اقره عليه العلامة ابن حجر فى صواعقه وغيره فى غيرها (۱) (۲)

اقول ولكن عليك بتلطيف القريحة لعل الله يحدث بعد ذلك امرا والله احاط بكل شیئ خبرا۔ (۳)

تنبیہ الختام: اے عزیز دیکھا تو نے کہ آیات قرآنیہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کس زور شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور ان کی افضلیتِ مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے سنا رہی ہیں اگر دعوئ اسلام میں سچا ہے تو سوا تسلیم کے کیا چارہ ہے قرآن کے حضور اپنی عقل کو دخل دینا یا نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کاربند ہونا کیسی ناسزا بات ہے قرآن کے آگے کوئی مفتی نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدی ہر ہر حرف اس کا

---

(۱) ترجمہ: اس کی مثل حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا جیسا کہ امام کی کبیر میں ہے اور ابو بکر بن ابی عیاش نے استدلال کیا جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا، یہ دونوں جیسا کہ تم جانتے ہو بڑے علماء میں سے ہیں، (انہوں نے استدلال کیا) خلافت صدیق کی حقیت پر کہ مہاجرین نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کہنے پر اتفاق کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صادقین (سچے) رکھا ہے، پس لازم ہے کہ وہ اپنے اس کہنے میں بھی سچے ہوں۔ یہ ایک اچھا استنباط ہے جس کو ابن کثیر نے بیان کیا ہے اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق کے اندر اور دیگر علماء نے اپنی اپنی کتب کے اندر اس کو برقرار رکھا ہے۔

(۲) الصواعق المحرقۃ، باب اول، فصل ثالث، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۱۹

(۳) ترجمہ: تجھ پر لازم ہے کہ پہلے حصے کی لطافت کو دیکھے، شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے کسی امر کو پیدا فرمائے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

مسلمانوں کا ایمان ہے ﴿لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (۱)﴾ (۲) اس کی شان ہے، وہ خود فرماتا ہے ﴿ما اختلفتم فیه من شیئ فحکمه الی الله﴾ (۳) جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے۔

واعجباہ جب خدا ہی کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو کیا کوئی اور حکم و حاکم تلاش کر رکھا ہے الا ﴿له الحکم والیه ترجعون ٥ (۴)﴾ (۵) ﴿الیس الله باحکم الحاکمین (۶)﴾ (۷)

الفصل الثالث فی الاحادیث النبویة والبوارق المصطفویة علیه وعلی آله الصلوة والتحیة

واضح ہو احادیثِ مرفوعہ اثباتِ تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایسی کثرتِ محدودہ پر نہیں جن کے استقصا و استیعاب کی طرف دستِ طمع دراز کیا جائے ہم

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان: باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

(۲) پ ۲۴، سورۃ حم السجدۃ، آیت ۴۲

(۳) پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۰

(۴) ترجمہ کنز الایمان: اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

(۵) پ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۸۸

(۶) ترجمہ کنز الایمان: کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔

(۷) پ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۸

ان شاء اللہ تعالیٰ باب ثانی میں ایک جم غفیر ان میں سے ذکر کر کے استنزال رحمت الٰہی کریں گے قولاً وفعلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر طرح بوضاحت تمام روشن وآشکارا فرما دیا کہ جو رتبہ شیخین کا دربار الٰہی وبارگاہ رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے کسی کا نہیں اور جس جلالتِ شان ورفعتِ مکان پر یہ سرفراز کسی کو میسر ومہیا نہیں ہم یہاں صرف دانہ از خرمن وغنچہ از گلشن (۱) کے قبیل سے ان معدود حدیثوں پر اقتصار کرتے ہیں جو افادۂ مقصود میں اصرح واوضح واجلی واسنی اور نظر وفکر وتمہید مقدمات وترتیب دلائل وتقسیر مباحث سے اغنی ہیں یا وہ جو فصول آتیہ باب ثانی کے مقاصد سے جدا ہیں ناظرین والا تمکین ہنگام مطالعہ اس فصل اور تمام فصول آتیہ کے اس طرف بھی ضرور لحاظ رکھیں کہ ان دلائل و بینات سے افضلیتِ شیخین کا نقش اس معنی پر کرسی نشین ثبوت ہوتا ہے جو ہم تبصرات مقدمہ میں تقریر کر آئے یا وہ خیالاتِ خام نضج تام پاتے ہیں جو حضرات تفضیلیہ نے حرارت جوشِ اوہام میں پکائے ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ اس تقریر سے غفلت ہو اور ہمیں ہر دلیل پر شانہ ہلانے خواب سے جگانے کی ضرورت ہو۔

اور یہ بھی سن رکھا چاہئے کہ ہم کہ اسوقت مقام تحدیث میں ہیں ہمارے نزدیک وہ مضمون جسے چند صحابیوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالفاظ متقاربہ خواہ متحدہ روایت کیا چند حدیثیں ہیں مگر ہر صحابی کی روایت جداگانہ ذکر کرنا منجر بہ تطویل، لہٰذا غالباً ہم نظمِ حدیث کے ذکر میں باتباع فقہا ایک ہی لفظ پر

---

(۱) ترجمہ: کھلیان سے ایک دانہ اور پھولوں کے گلشن سے ایک کلی۔

اقتصار رکھیں گے اور شمار احادیث کے لئے ہندسہ جداگانہ کی علامت اختیار کریں گے،
اب کہ اس تمہید سے فراغت پائی ہاں اکناف عالم میں ندائے دلنواز کیجئے اور اطراف زمین میں صدائے جاں گداز دیجئے وہ دلنواز ندا جس سے ارباب ارشاد کے دلوں کی کلیاں کھل جائیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے اصحاب عناد کے جگر ہل جائیں وہ دلنواز ندا کہ ابر بہاری بن کر چمن ہدایت میں پھول برسائے اور وہ جاں گداز صدا کہ گرجتی امنڈ کر خرمن ضلالت پر بجلیاں گرائے وہ دلنواز ندا جس میں اہل حق کے لئے فرحت ابدی کے سامان نکلیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے ابنائے باطل کے کلیجے چار چار ہاتھ اچھلیں کہ ہاں اے بلبلانِ گلہائے باغ رسالت وچاشنی خواہان شہد شیریں نبوت سر جھکائے آنکھیں بند کئے لب خاموش سب فراموش یہاں حاضر ہو، اے اہل بزم ہمہ تن گوش سراپا ہوش محو و مدہوش بن جاؤ خبردار کہ صدائے انفاس بھی تند ظاہر ہو کہ اس وقت اس بادشاہ عرش بارگاہ کا فرمان واجب الاذعان پڑھا جاتا ہے کہ فرش تا عرش و سمک تا سماک جس کے زیر نگین، وہ تاجدار والا اقتدار جس کے سوا جہان و جہانیاں میں کوئی حاکم نہیں، وہ پاک ستھرا کلام جسکے سننے کو مرغانِ اولی اجنحہ پر ڈالے ہوش سنبھالے سر بجیب و دم بخود تصویر بے جان ہو جاتے ہیں اور وہ جانفزا پیارا سخن جسے سنکر مریضانِ جاں بلب و تلخ عیشاں اجل طلب شفائے تازہ و حیاتِ بے اندازہ پاتے ہیں طوبےٰ طوبےٰ ہزار طوبےٰ اس خوش نصیب کو جو اس کے حضور گردنِ اذعان خم کرے اور وائے مصیبت وبلا و آفت اس حرمان مقدر کی جو اس سے سرتابی کر کے اپنی جانِ زار پر جفا و ستم کرے الا فاستمعوا وانصتوا وامنوا و اذعنوا لعلکم ترحمون

فبسم اللہ وباللہ وتوکلا علی اللہ والی اللہ ترجعون ۔(۱)

حدیث اول (1) امام ہمام جبل الحفظ بحر طام علامۃ الورٰی صاحب کتاب المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری اور حافظ اجل حبر اکمل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سنجری بجستانی اور محدث کبیر عالم خبیر ابوالقاسم سلیمٰن بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین باسانید خود با حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں وھذا لفظ الطبرانی وھو اصرح فی الرفع قال "کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر وعمر وعثمٰن فیسمع ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ "(۲) یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر وعمر وعثمٰن ہیں، پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

---

(۱) ترجمہ: خبردار کان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور ایمان لاؤ اور یقین رکھو یہ امید کرتے ہوئے کہ تم پر رحم کیا جائے، اللہ کے نام سے اور اللہ سے مدد چاہتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

(۲) المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہما، حدیث ۱۳۱۳۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۲۲۱

حدیثِ دوم (2) عبد بن حمید اپنی مسند اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیسابوری صحیح مستدرک اور حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن النجار بچند طرق اسناد سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں "ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی" (۱) نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو سوا نبی کے۔

فائدہ: یہاں دو امر قابلِ لحاظ، جو اس حدیث اور اسکے ماورا میں اکثر بکار آمد ہونگے۔

اولاً بلغا کا قاعدہ ہے جب کسی شے کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اسے اسی قسم (کے) الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوا یا اس پر طلوع و غروب نہ کیا یا زیرِ سایۂ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہِ ارض اس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ تاریک ہوئی اس پر اور مقصود ان سے بطریق اثباتِ لازم بثبوتِ ملزوم خواہ یوں کہیے کہ نفیِ ملزوم بانتفاءِ لازم وہی سلب مطلق و عدم عام ہوتا ہے، پس حاصل یہ کہ زمانۂ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے آج تک بعد انبیا و مرسلین کے کوئی شخص ابو بکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔

---

(۱) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۲۶۱۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۴

ثانیاً عرف دائر و سائر ہے کہ معنی تفضیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرتے ہیں کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر و برتر اور شاید سر اس میں یہ ہے کہ مساواتِ تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف و ہر نعت و ہر خوبی و ہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محالِ عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی تو معنیٔ حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء و مرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے اَمثل نہ کوئی انکا مثل و مثیل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

حدیثِ سوم (3) طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العلمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر''(۱) تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابو بکر سے افضل ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فائدہ: اس حدیث کے لئے شواہدِ کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیثِ چہارم (4) طبرانی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالی عنہ

---

(۱) المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۷۳۰۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۷۳

سے راوی ''ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر ''(۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابوبکر ہیں۔

حدیثِ پنجم (5) طبرانی معجم کبیر اور احمد بن عدی کامل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور خیر البشر علیہ الصلوۃ والتحیۃ فرماتے ہیں ''ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی ''(۲) ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوا انبیا کے۔

حدیثِ ششم (6) حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ما صحب النبیین و المرسلین ولا صاحب یٰس افضل من ابی بکر ''(۳) انبیا و مرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یٰس (یعنی حبیب نجار جنکا قصہ حق سبحانہ نے یٰس شریف میں ذکر

---

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۶۴۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۸/۵

(۲) الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، عکرمہ بن عمار، حدیث ۱۴۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۸۴/۶

(۳) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث ۳۲۵۶۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۵۰/۱۱

فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

حدیثِ ہفتم (7) دیلمی مسند الفردوس میں جناب امیر کرم اللہ تعالی وجہہ سے راوی حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں ''اتانی جبریل فقلت من یہاجر معی قال ابو بکر وھو یلی امر امتک من بعدک وافضل امتک ''(۱) یعنی جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ مدینہ طیبہ کو کون ہجرت کرے گا عرض کیا ابو بکر اور وہ والی ہونگے امر امت کے بعد حضور کے اور وہ حضور کی تمام امت سے افضل ہیں۔

حدیثِ ہشتم (8) ابن عساکر حضرت مولی المسلمین اسد اللہ الغالب اور (9) حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی حضور افضل الانبیا علیہ افضل التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں ''خیر امتی بعدی ابو بکر وعمر ''(۲) بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میرے ابو بکر وعمر ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیثِ دہم (10) حاکم کنی اور ابن عدی کامل اور خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ (سے) روایت کرتے ہیں حضرت خیر البریہ

---

(۱) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث ۳۲۵۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۱

(۲) کنز العمال، فضائل ابو بکر وعمر، حدیث ۳۲۶۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۸

علیہ الصلوۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے ''ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اہل السموٰت وخیر اہل الارضین الا النبیین والمرسلین ''(۱) ابوبکر وعمر بہترین سب اگلوں پچھلوں کے اور بہترین سب آسمان والوں سے اور بہترین سب زمین والوں کے سوا انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

حدیث یازدہم (11) ترمذی نے جامع اور ابن ماجہ نے سنن اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کی وھذی روایۃ ابن الامام عن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجوھھم قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی ''قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر وعمر فقال یا علی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین ''(۲) یعنی حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالی عنہ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھ سے میرے پدر بزرگوار حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسن انہوں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ سے تحدیث کی کہ جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر وعمر سامنے سے

---

(۱) جمع الجوامع، حرف الہمزہ، حدیث ۱۴۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۹

(۲) مسند احمد حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲، دار الفکر، بیروت، ۲/۱۷۴

آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔

فائدہ یہی مضمون (12) ترمذی نے جامع (۱) اور ابو یعلی نے مسند (۲) اور ضیا نے مختارہ (۳) میں حضرت انس بن ملک

اور (13) ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابو جحیفہ (۴)

اور (14) طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ (۵)

و (15) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے روایت کیا (۶) ترمذی حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسیر میں ہے حدیثِ علی کے رجال رجالِ صحیح ہیں اور بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا۔

حدیثِ شانزدہم (16) دار قطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں من طریق ابن جریج عن عطاء عنه " ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال

---

(۱) سنن ترمذی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ۲/ ۲۰۷_۲۰۸

(۲) مسند ابو یعلی، معرفۃ العلوم والقرآن، بیروت، ۱/ ۳۰۴

(۳) الاحادیث المختارۃ، مکتبہ تحفۃ الحدیثیہ، مدینہ ۲/ ۱۶۷_۶/ ۲۴۴

(۴) سنن ابن ماجہ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۱

(۵) المعجم الاوسط، دار المعرفۃ، ریاض ۲/ ۹۱ (۶) المعجم الاوسط، دار المعرفۃ، ریاض ۴/ ۳۵۹

تمشی قدام رجل ما طلعت الشمس علی خیر منہ ''(۱) واخرجہ عم فلم یذکر اسم من مشی امامہ واللفظ عندہ '' تمشی بین یدی من ہو خیر منک (۲)۔

(17) وذکرہ صمو عن ابی الدرداء '' قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا امشی امام ابی بکر قال یا ابا الدرداء اتمشی امام من ہو خیر منک ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر قال ومن وجہ آخر اتمشی بین یدی من ہو خیر منک فقلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی قال ومن اہل مکۃ جمیعا قلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی ومن اہل مکۃ جمیعا قال ومن اہل المدینۃ جمیعا قلت یا رسول اللہ ابو بکر خیر منی ومن اہل الحرمین قال ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبیین والمرسلین خیرا وافضل من ابی بکر ''(۳) خلاصہ محصل روایات یہ کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

---

(۱) کنز العمال، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۲۲۳/۱۲ (فی کنز العمال عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)
(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الشیخین، حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۷/۱۳ (۳) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین رضی اللہ تعالی عنہما، حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۷/۱۳ (بالفاظ مختلفہ والمعنی واحد)

صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا اور ایک روایت میں ہے تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے آفتاب نے انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابو بکر سے افضل ہو اور ایک میں یوں ہے کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابو درداء نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں فرمایا اور تمام اہل مکہ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر و افضل ہو۔

حدیث ہیجد ہم (18) ....آگے بیاض ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول: جان نثاری و پروانہ واری صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں:

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے حکمتِ کاملہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دین متین کی تائید و اعانت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت کے لئے پیدا کیا اور جنہیں زیادتِ فضل عطا کرنا منظور ہوا ان سے وہ کارہائے خطیر لئے کہ غیر سے نہ بن پڑے کسی کو سیاستِ بلاد و تدبیرِ جہاد و رعایتِ رعایا و نکایتِ اعدا میں وہ سلیقۂ کامل بخشا کہ جس کے زورِ بازو نے قاف تا قاف کفر سے صاف اور

دین میں معمور کر دیا {رعیت} نے خود اس کے سایۂ حمایت میں آرام پایا۔۔۔۔۔اس کے چہرۂ کمال کا غازۂ جمال ہوا کسی کو تجہیزِ جیش العسر ہ، وقفِ بیر رومہ، زیادتِ مسجد نبوی، فقرا کی خبر گیری میں ممتاز کیا اور عطیۂ بہیۂ "ما علی عثمن ما فعل بعد هذه (۱)" (۲) صلہ میں دیا کسی کو جہادِ سنانی میں کمال بخشا کہ ضاد بد کفار کو قتل کیا، درِ خیبر پر بنایا، اسد اللہ الغالب لقب پایا، فضل قضا میں ید طولیٰ ملا، اقضاهم علی کا تمغا ملا، کسی کو اصلاح ذات بین حقن دمائے فریقین پر مامور کیا، کہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں بچا کر خلعتِ سیادت لیا

؎ ہر کس را بہر کاری ساختند میل او اندر دلش انداختند (۳)

مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریف ترین کار یعنی سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جانثاری اور حضور کی شمعِ جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہزار سالہ ان کی خدمتِ یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے شب غارِ ثور کی شب اور روز روزِ ارتدادِ عرب اب ہم اپنے اس دعوی کو کہ مصائب شدیدہ واہوالِ منیفہ میں ابو بکر صدیق ہی نے نصرت وحمایت کو کام کیا اور اور کسی نے ساتھ نہ دیا دس وجہ سے ثابت کرتے ہیں۔

---

(۱) ترجمہ: آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مؤاخذہ نہیں (۲) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث ۳۷۲۰، دار الفکر، بیروت، ۳۹۱/۵ (۳) ترجمہ: ہر کوئی اپنے کام کو خوبصورت بناتا ہے کہ لوگ اس طرف مائل ہوں لیکن اس کا (برا) کردار اس کی خوبصورتی کو گرا دیتا ہے۔

وجہ اول: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ حدیث جامع میں کہ سابق بالاستیعاب مروی ہوئی فرماتے ہیں "یرحمک اللہ یا ابابکر کنت الف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانسہ ومستر جعہ وثقتہ کنت احوطھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس وواسیتہ حین بخلوا وقمت بہ عند المکارہ حین عنہ مقدوا وصحبتہ فی الشدۃ "(۱) اے ابوبکر خدا آپ پر رحمت کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اوران کے مونس ومرجع کار معتمد علیہ محافظتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے برابر کوئی نہ تھا آپ نے ان کی تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا اور غمخواری کی جب اوروں نے بخل کیا مکروہات میں ان کی خدمت پر قائم ہوئے جب لوگ انہیں چھوڑ کر بیٹھ رہے اور مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیا۔

وجہ دوم: ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اسوقت سوا صدیق اکبر کے اور کون سپر ہوتا تھا ہر طرح حضور کی حمایت کرتے جب بوجہ تنہائی وبیکسی وکثرتِ اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا ایسی باتیں کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان

---

(۱) البحر الازخار المعروف بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/ ۱۳۸

کی طرف متوجہ ہو جاتے آپ ان کی ضرب وایذا گوارا کرتے اور محبوب پر آنچ نہ آنے دیتے، عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلوئے اقدس میں نماز پڑھتے میں چادر باندھ کر نہایت زور سے کھینچی ابو بکر نے آکر اس شقی کو دفع کیا اور فرمایا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس امر پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں اپنے رب سے۔(۱)

وجہِ سوم: کفار نے ایک بار حضور کو یہاں تک ایذا دی کہ غش آگیا ابو بکر نے کھڑے ہو کر ندا دی خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے کافر آپس میں بولے یہ کون ہے کہا ابو قحافہ کا بیٹا ہے دیوانہ۔(۲)

وجہِ چہارم: مشرکین مسجد میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ان کے جھوٹے خداؤں کا برا کہنا ذکر کر رہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے کافر آپ کی طرف آئے اور جب وہ کچھ دریافت کرتے آپ سچ فرماتے پوچھا کیا تم ہمارے خداؤں کو ایسا ایسا نہیں کہتے ارشاد ہوا کیوں نہیں کفار نے

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم "لو کنت متخذا خلیلا" حدیث ۳۶۷۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۲۴

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب خلافۃ ابی بکر، حدیث ۴۴۲۴، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/۱۱

www.nafseislam.com

اکبارگی حضور پر حملہ کیا فریادی ابو بکر (کے) پاس آیا کہ اپنے یار کی خبر لو یہ مسجد میں آئے اور حال ملاحظہ کیا فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں اپنے رب سے مشرکین حضور کو چھوڑ کر انہیں مارنے لگے جب مکان کو واپس آئے شدتِ ضرب سے بالوں کا یہ حال تھا کہ جدھر ہاتھ لگایا لٹیں ساتھ آگئیں اور وہ کہتے تھے برکت والا ہے تو اے ذوالجلال والاکرام۔(۱)

وجہِ پنجم: وقتِ چاشت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کا طواف فرماتے تھے جب فارغ ہوئے کافروں نے چادرِ اقدس پکڑ کر کھینچی اور کہا تمہیں ہو جو ہمیں ان چیزوں سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے فرمایا میں ہی ہوں پس ابو بکر حضور کی پیٹھ کو چمٹ گئے اور کہا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب بتائے اور وہ تو کھلی نشانیاں لایا ہے تمہارے پاس اپنے پروردگار سے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر ہے جھوٹ اس کا اور جو سچا ہے تو تمہیں پہنچے گی بعض وہ چیز جس کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے بے شک خدا راہ نہیں دکھاتا فضول خرچ بڑے جھوٹے کو باآوازِ بلند یہ کہتے جاتے تھے اور آنکھیں بہ رہیں تھیں یہاں تک (کہ) کفار نے حضور کو چھوڑ دیا۔(۲)

---

(۱) مسند ابی یعلی موصلی، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث ۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۴۲

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، دار الفکر، بیروت ۳۰/۵۴

وجہ ششم: مولی علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے کہا: آپ، فرمایا: خبردار ہو میں جس کے مقابلہ میں میدان میں آیا اس سے آدھا رہا ؤلیکن مجھے بتاؤ سب آدمیوں سے زیادہ بہادر کون ہے بولے ہمیں نہیں معلوم آپ بتایئے فرمایا ابوبکر بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے حضور کو پکڑا تھا اور وہ کہتے جاتے تھے تمہیں ہو جس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا جناب امیر فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی پاس نہ گیا سوا ابوبکر کے کہ اسے مارتے تھے اور اس نے۔۔۔اور کہتے تھے خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے پھر جناب مرتضوی رضی اللہ تعالی عنہ چادر شریف منہ پر رکھ کر اس قدر روئے کہ ریش اقدس تر ہوگئی پھر فرمایا ابوبکر بہتر ہیں یا مومنِ آل فرعون ☆ لوگ چپ ہور ہے فرمایا کیا مجھے جواب نہیں دیتے

☆ مومن آل فرعون وہ صاحب تھے جنہوں نے در پردہ موسی علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لا کر ان کی حمایت کی اور کلام اللہ شریف میں ان کا قصہ اور یہ قول (کہ) فرعون وملاء فرعون سے کہا تھا نقل فرمایا ﴿اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینٰت من ربکم (۱)﴾ (۲) غرض امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے کہ رسول کی حمایت اور کفار سے اس قول کے کہنے میں دونوں شریک تھے مگر ترجیح کسے ہے؟ جب ملاحظہ فرمایا کہ لوگ جواب نہیں دیتے خود تفضیل وترجیح ابوبکر ارشاد فرمائی۔ منہ

---

(۱) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے۔

(۲) پ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۲۸

سو خدا کی قسم ابو بکر کی ایک گھڑی مؤمن آلِ فرعون کی تمام سعی سے بہتر ہے وہ ایک مرد تھا جس نے اپنا ایمان چھپایا اور انہوں نے ظاہر و آشکار فرمایا۔(۱)

وجہِ ہفتم: جب صرف انتالیس ۳۹ مسلمان تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور یہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے خدا و رسول کی طرف دعوت کی، کافر نہایت ضرب شدید سے پیش آئے پاؤں سے پامال کیا عتبہ بن ربیعہ نے سخت بے ادبیاں کیں، چہرہ کی چوٹ سے ناک منہ پہچانے نہ جاتے تھے لوگوں کو ان کے مرنے میں کچھ شک نہ رہا کپڑے میں لپیٹ کر گھر اٹھالائے دن بھر بات منہ سے نہ نکلی آخر نہار میں کلام کیا تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ان کے باپ اور اور اقارب ملامت کرنے لگے اور برا بھلا کہا یعنی اپنا تو یہ حال ہے اور اس وقت میں بھی انہیں کا خیال ہے ان کی ماں سے کہا انہیں کچھ کھلاؤ پلاؤ انہوں نے تنہائی میں نہایت الحاح کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ماں نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہارے یار کا حال نہیں معلوم فرمایا ام جمیل بنت خطاب (کے) پاس جا کر پوچھو، ام الخیر، ام الجمیل (کے) پاس گئیں اور ان سے کہا ابو بکر تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کا حال پوچھتا ہے انہوں نے براہِ احتیاط چھپایا اور کہا نہ میں ابو بکر کو پہچانوں نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ، ہاں اگر تم یہ چاہو کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے (کے) پاس چلوں تو میں ایسا کروں، ام خیر

---

(۱) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۷۶۱، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۳۰/۱۴

نے کہاہاں ام جمیل آئیں، صدیق اکبر کو دیکھا۔۔۔پڑے ہوئے ہیں، ام جمیل نے نزدیک جاکر آواز بلند کی اور کہا یہ لوگ تم سے اس طرح پیش آئے اہل فسق ہیں مجھے امید ہے کہ خدا تمہارا بدلہ ان سے لے، ان کا تو وہی کلام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، ام جمیل نے کہا تمہاری ماں سن رہی ہے وہ اس وقت تک ایمان نہ لائی تھیں خوف ہوا مبادا مشہور کردیں، صدیق اکبر نے فرمایا ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کرو، کہا صحیح وسالم ہیں، کہا کہاں تشریف رکھتے ہیں، کہا دار الارقم میں، کہا میں نے قسم کھائی ہے جب تک حضور کو نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا، بالآخر جب رات کو سب سورہے اور چہل پہل موقوف ہوئی، اپنی والدہ اور ام جمیل پر تکیہ لگا کر محبوب کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ بے تاب ہو کر ان پر گر پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے نہایت رقت فرمائی، ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان میرے ساتھ جو کیا کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں یعنی جب حضور کو سلامت پایا تو اپنے مصائب کی فکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔(۱)

وجہ ہشتم: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: روز بدر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش تیار کیا تھا پھر آپس میں کہا ایسا ہم میں کون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور کی محافظت کرے

---

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۶۳۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۷۳

تا (کہ) کوئی مشرک آپ کو ضرر نہ پہنچائے سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا سوا ابوبکر کے کہ شمشیر برہنہ کئے حضور کے پاس کھڑے تھے اور مشرکین سے جو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا اسے دفع کرتے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: ملائکہ نے ابوبکر صدیق کے اس فعل پر مباہات کئے اور آپس میں کہا نہیں دیکھتے ابوبکر صدیق کو عریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے (۱)

وجہ نہم: جب شب ہجرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پوشیدہ شب کو برآمد ہوئے ابوبکر ہمراہ تھے کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں، حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر یہ کیا کرتے ہو، عرض کیا: یارسول اللہ جب یہ خیال آتا ہے مبادا کوئی کمین میں بیٹھا ہو تو حضور کے آگے چلتا ہوں جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید لوگ پیچھے آتے ہوں تو پس پشت اور کبھی دہنے کبھی بائیں، کافروں کی جانب سے مجھے حضور پر اطمینان نہیں پس شب بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجوں کے بل راہ چلے یعنی کہ تا نشان قدم سے سراغ نہ لگے یہاں تک کہ پائے اقدس ورم کر گئے جب صدیق اکبر نے یہ کیفیت دیکھی حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غار ثور تک لائے پھر حضور کو اتار کر عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے

---

(۱) 1 کنز العمال، بتالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۲/ ۳۳۵

2 سیرت حلبیہ، دار المعرفہ، بیروت، ۲/ ۱۹۶

3 ریاض النضرہ، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۱/ ۲۳

ساتھ بھیجا حضور غار میں تشریف نہ لے جائیں جب تک میں نہ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو پہلے میری ہی جان پر آئے جب غار میں گئے وہاں کچھ نہ دیکھا حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے دلدادۂ جاناں کو خوف ہوا مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذا پہنچائے اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا ادھر سانپوں اور اژدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا صدیق اکبر نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے مطلق حرکت نہ کی یہاں تک کہ آنسو ان کے شبنم وار گل بستان اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پڑے حضور کی آنکھ کھل گئی ارشاد ہوا اے ابوبکر کیا ہے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹا حضور نے لعاب دہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی آخر عمر میں اس نے عود کیا اور سبب شہادت ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے شب غار صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے مجھے جانے دیجیے کہ اگر سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو پہلے مجھے پہنچے فرمایا جاؤ پس گئے اور بسبب تاریکی غار کے اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنے لگے جہاں کہیں سوراخ پایا اپنے کپڑے پھاڑ کر اس میں رکھ دیے یہاں تک کہ تمام کپڑے سوراخوں میں بھر دیے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس پر اپنی ایڑی رکھ دی اور حضور سے عرض کیا تشریف لائیے پس جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے تمہارے کہاں ہیں اے ابوبکر انہوں نے جو کیا تھا سمع اقدس تک پہنچایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر جناب باری (میں) دعا کی الٰہی ابوبکر کو قیامت کے دن میرے جنت کے درجے میں میرے ساتھ کر حضور

کو وحی آئی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔(۱) مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں"ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابا بکر فقال ﴿الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا﴾(۲)"(۳) یعنی اللہ جل جلالہ (نے) سب لوگوں کی مذمت فرمائی اورابوبکر کی مدح وستائش، کہ فرماتا ہے الا تنصروہ الآیۃ اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو اللہ نے اس کی مدد کی جب اسے نکال دیا کافروں نے، دوسرا ان دو کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے کہتا تھا غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وجہِ دہم: جب غار سے نکلے دن رات جاگتے گذرا یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوگیا صدیق نے تلاشِ سایہ میں نظر دوڑائی ایک چٹان (پر) نظر پڑی اس کی طرف گئے دیکھا کچھ سایہ باقی ہے وہاں زمین کو صاف وہموار کر کے حضور کیلئے بچھونا بچھا دیا اورعرض کیا یارسول اللہ آرام فرمایئے حضور نے استراحت فرمائی یہ کفار کو دیکھنے نکلے کہ مبادا آنہ پہنچے ہوں اسی اثنا میں ایک چرواہے (کے) پاس بکریاں دیکھیں تھن صاف کرا کے دودھ دھوایا پھر اس میں پانی ملایا کہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا، پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے حضور جاگ چکے تھے عرض کیا نوش فرمایئے، صدیق اکبر فرماتے ہیں

---

(۱) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۸۰

(۲) پ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۴۰

(۳) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۲۹۱

حضور نے یہاں تک پیا کہ میرا جی خوش ہو گیا پھر کوچ کیا کفار در پے تھے سراقہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قریب حضور کے پہنچ گئے کہ نیزہ دو نیزہ یا تین نیزہ کا فرق رہ گیا صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ دوڑ نے ہمیں پکڑ لیا فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے جب سراقہ اور قریب ہو گئے کہ ان کا گھوڑا ہی بیچ میں فاصل تھا صدیق نے پھر وہی کلمہ عرض کیا اور رونے لگے حضور نے ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی جان کے لئے نہیں روتا لیکن حضور کے غم سے روتا ہوں۔(۱)

الغرض ہر وقت وہر حال میں اس یارِ غار نے حق جانثاری کماینبغی ادا کیا اور نہایت سخت مصیبتوں میں اور بیکسی اور تنہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا اور یہ سب مضامین احادیثِ معتبرہ سے ثابت ہیں۔

فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن عروۃ من الزبیر "قال سألت عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما من اشد ما صنع المشرکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عقبۃ بن ابی معیط جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فوضع ردائہ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقا شدیدا فجاء ابو بکر حتی دفعہ عنہ فقال

---

(۱) صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ فصل فی ہجرتہ علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفی واصحابہ الخ، حدیث ۶۲۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۴/۸

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینات من ربکم (۱)"(۲)

الحاکم عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ" قال لقد ضربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی غشی علیہ فقام ابو بکر فجعل ینادی ویقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ قالوا من ھذا قالوا ھذا ابن ابی قحافۃ المجنون (۳)"(۴)

ابو عمرو فی الاستیعاب عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما" انہم قالوا لھا ما اشد ما رأیت المشرکین بلغوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان المشرکون قعودا فی المسجد فتذاکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یقول فی الھتھم فبیناھم کذالک اذ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد فقاموا الیہ وکان اذا سالوہ عن شئی صدقھم فقالوا الست

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 242 وجہ دوم میں گذر گیا ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلا، حدیث ۳۶۷۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۲۴

(۳) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 243 وجہ سوم میں گذر گیا ہے۔

(۴) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب خلافۃ ابی بکر، حدیث ۴۴۲۴، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/۱۱

فی الھتنا کذا و کذا قال بلی فنشبوا به باجمعهم فاتی الصریخ الی ابی بکر فقیل له ادرک صاحبک فخرج ابو بکر حتی دخل المسجد فوجد رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس مجتمعون علیه فقال ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جاء کم بالبینا ت من ربکم قالت فلهوا عن رسو ل الله صلی الله علیه وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونه قالت فرجع الینا لا یمس شیئا من غدائره الا جاء معه وهو یقول تبارکت یا ذوالجلال والاکرام(۱)''(۲)

وروی عن عمرو بن العاص رضی الله عنه ''قال ما تنوول رسول الله صلی الله علیه وسلم بشئی کان اشد من ان طاف بالبیت ضحی فلقوه حین فرغ فاخذوا بمجامع ردائه وقالو انت الذی تنهانا عما کان یعبد آباؤنا قال انا ذاک فقام ابو بکر فالتزمه من ورائه ثم قال﴿ اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جائکم بالبینات من ربکم ط ان یک کاذبا فعلیه کذبه ج وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ط ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب o﴾ رافعا صوته بذالک وعیناه تسیحان حتی ارسلوه(۳)''(۴)

---

(۱)اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 243 وجہ چہارم میں گذر گیا ہے۔

(۲)مسند ابی یعلی موصلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث ۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۴۲

(۳)اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 245 وجہ پنجم میں گذر گیا ہے۔ (حاشیہ جاری ہے)

واخرج البزار فی مسنده عن علی رضی الله عنه

انه قال اخبرونی من اشجع قالو انت قال اما انی ما بارزت احدا الا انتصفت منه ولکن اخبرونی باشجع الناس قالو لا نعلم فمن قال ابو بکر انه لما کان یوم بدر جعلنا لرسول الله صلی الله علیه وسلم عریشا فقلنا من یکون مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لئلا هوی الیه احد من المشرکین فوالله ما وفا منا احد الا ابو بکر شاهدا بالسیف علی راس رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یهوی الیه احد الا هوی الیه فهذا اشجع الناس قال علی ولقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم واخذ به قریش فهذا یجوءہ وهذا یتلقاه وهم یقولون انت الذی جعلت الآلهة الٰها واحدا قال فوالله ما وفا منا احد الا ابو بکر یضرب هذا ویجوء هذا ویتلقا هذا وهو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله ثم رفع علی بردة کانت علیه فبکی حتی اخضلت الحیة ثم قال امؤمن ال فرعون خیر ام ابو بکر فسکت القوم فقال الا تجیبوا نی فوالله لساعة ابی بکر خیر من مثل ال فرعون ذلک رجل کتم ایمانه وهذا رجلا اعلن ایمانه (۱)‘‘(۲)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)(۴) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۵۴

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 245 وجہ ششم میں گذر گیا ہے۔

(۲) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۷۶۱، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/۱۴

فی ریاض النضرۃ ''عن عائشة رضی الله تعالی عنها

قالت لما اجتمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم و کانوا تسعة وثلثین رجلا الح ابو بکر علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الظهور فقال یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی ظهر رسول الله صلی الله علیه وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابو بکر فی الناس خطیبا و رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس و کان اول خطیب دعا الی الله عزوجل والی رسوله صلی الله علیه وسلم وثار المشرکون علی ابی بکر وعلی المسلمین فضربوهم فی نواحی المسجد ضربا شدیدا ووطی ابو بکر وضرب ضر با شدیدا ودنا منه الفاسق عتبة بن ربیعة فجعل یضربه بغلین مخصوفتین ویحرفهما بوجهه واثر ذلک حتی ما یعرف انفه من وجهه وجاء ت بنو تیم فدخلو االمسجد وقالوا والله لئن مات ابو بکر لتقتلن عتبة ورجعوا الی ابی بکر فجعل ابو قحافة وبنو تیم یتکلمون ابا بکر حتی اجابهم فتکلم آخر النهار ما فعل رسو ل الله صلی الله علیه وسلم فنالوه بالسنتهم وعذلوه ثم قاموا وقالو الام الخیر بنت صخر انظری ان تطعمیه شیئا او تسقیه ایاه فلما خلت به والحت جعل یقول ما فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت و الله ما لی علم لصاحبک فقال اذهبی الی ام جمیل

بنت الخطاب فاسأ ليها عنه فخرجت حتى جاء ت ام جميل فقالت ان ابا بكر ليسألك عن محمد صلى الله عليه وسلم بن عبد الله قالت ما اعرف ابا بكر ولا محمدصلى الله عليه وسلم بن عبد الله وان تحبي ان امضى معك الى ابنك فعلت قالت نعم فمضت معها حتى وجدت ابا بكر صريعاً دنفاً فدنت منه ام جميل واعلنت با لصباح وقالت ان قوما نالو امنك هذا لاهل الفسق وانى لارجوان ينتقم الله لك قال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه امك تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال فاين هو قالت في دار الارقم قال فان لله على اليّته ان لا اذوق طعاما ولا شرابا او آتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامهلتا حتى اذا هد أت الرجل وسكن الناس خرجتها به يتكئ عليهما حتى ادخلناه على النبى صلى الله عليه وسلم قالت فانكب عليه فقبله وانكب عليه المسلمون ورق له رسول الله صلى الله عليه وسلم رقة شديدة فقال ابو بكر بابى انت وامى ليس فى مانا ل الفاسق من وجهى هذه امى بر ة بوالديها وانت مبارك فادعها الى الله تعالى وادع الله عزوجل لها عسى ان يستنقذ ها بك من النار فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت فاقامو امع رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا وهم تسعة وثلثون رجلا وكان اسلام حمزة يوم ضرب

ابو بکر (۱)''(۲)

البزار عن علی کرم اللہ تعالی وجہہ (یہاں بیاض ہے)

ابن عساکر عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه '' قال تباشرت الملئكة يوم البدر فقالوا اما ترون ان ابا بكر الصديق مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى العريش (۳)''(۴)

عن حلبة بن محصن قال قلت لعمر بن الخطاب انت خير من ابى بكر فبكى وقال والله ليلته من ابى بكر ويوم خير من عمر عمر هل لك ان احدثك عن ليلته ويومه قال قلت نعم يا امير المؤمنين قال اما ليلته (۵)فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

(۱)اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 246 تا 247 وجہ ہفتم میں گذر گیا ہے۔

(۲)الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، الباب الاول، ذکر اسلام امام الخیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الجزء ۱، ص ۷۵ (۳)اس حدیث کا ترجمہ صفحہ 247 پر وجہ ہشتم میں گذر گیا۔

(۴) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۹۶/۳۰

(۵) ترجمہ: حلبہ بن محصن سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ''میں نے عمر بن خطاب سے عرض کی کہ آپ ابوبکر سے بہتر ہیں (یہ سننا تھا کہ) وہ رو پڑے، اور ارشاد فرمایا اللہ کی قسم ابوبکر کی ایک دن اور ایک رات عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے، کیا تجھے یہ پسند ہے کہ ان کی اس رات اور دن کے بارے میں میں تجھ سے گفتگو کروں، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی: جی ہاں اے امیر المؤمنین، ارشاد فرمایا: بہر حال ابوبکر کی رات (باقی کا ترجمہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے وجہ نہم میں کیا ہے)

هاربا من اهل مكة خرج ليلا فتبعه ابو بكر فجعل يمشى مرة امامه و مرة خلفه ومرة عن يمينه ومرة عن يساره فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا يا ابا بكر من فعلك قال يا رسول الله اذكر الرصد فاكون امامك واذكر الطلب فاكون خلفك ومرة عن يمينك و مرة عن يسارك لا امن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة على اطراف اصابعه حتى حفيت رجله فلما راها ابو بكر رضى الله تعالى عنه انها قد حفيت حمله على كاهله جعل يشتد به حتى اتى به فم الغار فانزله ثم قال له والذى بعثك بالحق لا تدخله حتى ادخله فان كان فيه شئ نزل بى قبلك فدخل فلم يرى شيا فحمله فادخله وكان فى الغار فرق فيه حيات وافاعى فخشى ابو بكر ان يخرج منهن شئ فيوذى رسول الله صلى الله عليه وسلم فالقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسعه الحيات والافاعى وجعلت دموعه تنحدر رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا ابا بكر ﴿ لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته ﴾ الاطمانية لابى بكر فهذه ليلة ''الحديث(۱)

ورى رزين عن امير المؤمنين رضى الله تعالى

---

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، رقم ۳۳۹۸، ابو بکر الصدیق، دار الفکر، بیروت ۳۰/۸۰

عنہ قریبا من ذلک" وقال فیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابو بکر فی رجلہ من الحجر ولم یتحرک مخافۃان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لک یا ابا بکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذاھب ما یجد ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ(۱)"(۲)

عن انس بن مالک "قال لما کانت لیلۃ الغار قال ابو بکر یا رسول اللہ دعنی فلادخل قبلک فان کانت حیۃ او شئی کانت بی قبلک قال ادخل فدخل ابو بکر فجعل یلمس بیدیہ فکلما رأی حجرا قال بثوبہ فشقہ ثم القمہ الحجر حتی فعل ذلک بثوبہ اجمع وبقی حجر فوضع علیہ عقبہ وقال ادخل فلما اصبح قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاین ثوبک یا ابا بکر فاخبرہ بالذی صنع فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ فقال اللھم اجعل ابا بکر معی فی

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ صفحہ 248 پہ نمبر میں گذر گیا ہے۔

(۲) مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، باب مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث ۶۰۳۴، دار الفکر، بیروت، ۳/۳۳۸

درجتی یوم القیامة فاوحی الله الیه ان استجاب الله لک'' (۲)

البخاری والمسلم ''عن البراء بن عازب فی حدیث طویل قال فیه فقال ابو بکر خرجنا فادلجنا فاحیینا یومنا ولیلتنا حتی اظهرنا وقام قائم الظهیرة وضربت ببصری هل اری ظلا فاذی الیه فاذا انا بصخرة فاهویت الیها فاذا بقیة ظلها فسویته لرسول الله صلی الله علیه وسلم وفرشت له فروة وقلت اضطجع یا رسول الله فاضطجع ثم خرجت انظر هل اری احدا من الطلب فاذا انا براعی غنم فقلت لمن انت یا غلام فقال لرجل من قریش فسماه فعرفته فقلت هل فی غنمک من لبن قال نعم قلت وهل انت حالب بی قال نعم قال فامرته فاعتقل شاة منها ثم امرته فنفض ضرعها فحلب مکثبة ثم صببت الماء علی القدح حتی برد اسفله ثم اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فوافیته قد استیقظ فقلت اشرب یا رسول الله فشرب حتی رضیت ثم قلت الم یأن للرحیل فارتحلنا والقوم یطلبون فلم یدرکنا منهم الا سراقة بیننا وبینه قدر رمح او رمحین او ثلثة قلت یا رسول الله هذا الطلب قد لحقنا فقال لا تحزن ان الله معنا حتی اذا

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 248 وجہ نمبر میں گذر گیا ہے۔

(۲) حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المہاجرین، ذکر ابی بکر صدیق، حدیث ا ے، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۲۷

دنی فکان بیننا وبینہ فرس لہ فقلت یا رسول اللہ ھذا الطلب قدلحقنا وبکیت قال لم تبکی قال قلت اما واللہ لا ابکی علی نفسی ولکن ابکی علیک فدعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (۱) الحدیث۔ (۲)

جبکہ تعداد وجوہ دسر داحادیث سے فراغت پائی تو اب وقت وہ آیا کہ عنان قلم اتمام تقریب (کی) طرف پھیری جائے۔

فاقول وباللہ التوفیق ہر مسلمان بلکہ ہر عاقل کو جس طرح وجوب وجود توحید الٰہی کا اذعان تام حاصل ہے ویسا ہی اس امر پر یقین کامل ہے کہ کارخانہ تقدیر ازلی ایک بڑے حکیم جلیل الحکمۃ کی صنعت ہے جس کے سراپردۂ اتقان ومتانت کے گرد فضول ولایعنی کو ہرگز بار نہیں جو کام کرتے ہیں عین حکمت ہوتا ہے اور جو تقدیر فرماتے ہیں سراپا مصلحت ﴿صنع اللہ الذی اتقن کل شیء (۳)﴾ (۴) مالک مختار ہیں مگر کبھی تفضیل مفضول، ترجیح مرجوح روا نہیں رکھتے اور جس کام کی غایت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر لائق کے ہاتھ میں نہیں دیتے ہاں جس معاملہ کو

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 250 وجہ دہم میں گزر گیا ہے۔

(۲) صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، فصل فی ہجرتہ علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفیٰ واصحابہ الخ، حدیث ۶۲۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۸/۶۴

(۳) ترجمہ کنزالایمان: یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز۔

(۴) پ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۸۸

خراب وتباہ کرنا چاہتے ہیں اس کا ولی امر ایسے ہی لوگوں کو کرتے ہیں جو شریر مفسد ہوں ورنہ صالحین سے سوا اصلاح کے کچھ نہیں ہوتا آیتِ کریمہ میں ﴿حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ ۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ (۱)﴾(۲)

اور کریمہ ﴿ء انزل علیہ الذکر من بیننا (۳)﴾(۴) ﴿الیس اللہ باعلم بالشکرین (۵)﴾(۶) اور احادیث میں ''یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر (۷)''(۸) اور قولِ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ ''ان یعلم اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیارکم (۹)''(۱۰)

اور واقعات میں خلافتِ خلفائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین صورت

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان: جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (۲) پ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۴

(۳) ترجمہ کنز الایمان: کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے۔

(۴) پ ۲۳، سورہ ص، آیت ۸

(۵) کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

(۶) پ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۳

(۷) ترجمہ: اللہ تعالی اور مومنین ابو بکر کے سوا کا انکار فرماتے ہیں۔

(۸) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث ۶۰۱۶، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/۶۰۱

(۹) ترجمہ: اللہ تعالی تم میں خیر جانتا ہے لہذا تم پر تم میں سے بہتر کو خلیفہ بنائے گا۔

(۱۰) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ، حدیث ۴۷۵۲، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/۱۴۳

اولی اور کریمۂ ﴿اذا اردنا ان نهلک قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنها تدميرا (۱)﴾ (۲) ☆اور حدیث ''اذا وسد الامر الی غير اهله فانتظروا الساعة (۳)'' (۴)

ودیگر احادیث اشراطِ ساعت وقربِ قیامت از اول وسفہا کے ریاست اور واقعۂ امارتِ باطلہ یزید پلید ومتجبرہ مروانیاں صورتِ ثانیہ پر شاہد عادل ہے، اب خرد خوردہ بین وعقل نکتہ چین اس نکتہ کے ملاحظہ اور وجوہ واحادیثِ مذکورہ کے مطالعہ کے بعد مضطرانہ غور وتأمل کرتی ہے کہ درحقیقت حافظ وناصر اپنے رسول کریم علیہ الصلوۃ

☆قوله امرنا مترفيها ای كثرناهم وجعلنا هم ولاة لامر قاله ابن مسعود رضی الله تعالی عنه ۱۲ منه (۵)

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوش حالوں پر احکام بھیجتے ہیں، پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے، تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔

(۲) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۶

(۳) ترجمہ: جب معاملہ غیر اہل کے ہاتھ میں ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما فهو مشتغل فی حديثه، حدیث ۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۷

(۵) ترجمہ: ہم ان کو کثرت سے نعمتیں دیتے ہیں اور ان کو معاملہ کا والی بناتے ہیں یہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے۔

والتسلیم کا حضرت حق ہے جل مجدہ وعز جدہ عالم اسباب میں کہ یہ کام دوسرے کے متعلق کریں دستِ تقدیرِ حکمت جلیلہ کے مطابق اسے اپنا جارحہ فعل وآلہ تصرف بناتا ہے فیضِ ازلی نے جو داعیہ نصرت وحمایتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلِ صدیق میں ڈالا اور مصائبِ ہائلہ وشدائدِ غائلہ میں انہیں بالتخصیص جارحہ اپنی حفظ وکفالت کا فرمایا آیا یہ داعیہ ڈالنا اور جارحہ بنانا محض جزافاً بے ملاحظہ استعداد ولیاقت (تھا) یا بالقصد اس کام کے لئے اسے چنا جو اس کی قابلیت اور نیابتِ حفظ الٰہی کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یا دوسرا شخص ان سے الیق وانسب جو ان سے بہتر اس کام کو انجام دیتا موجود تھا اسے چھوڑ کر ان کے سپرد کیا یا جب تک علم الٰہی نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اس نیابت وآلیت کے قابل اور سب سے بڑھ کر رسول کا انیس ودمساز ومحرمِ راز وعاشق جانباز نہ۔۔۔ تھا ازل الآزال میں اس کارِ خطیر کے واسطے مخصوص نہ کیا تھا یا للمنصفین نجار جس کام کو باسلوب خوب انجام دینا چاہتا ہے سب تیشوں سے عمدہ تیشہ پسند کرتا ہے اور مبارز جب میدانِ قتال میں جولان کرتا ہے حتی الوسع شمشیرِ بے نظیر قبضہ میں لیتا ہے پھر حکمتِ الٰہی تو حکمتِ الٰہی ہے لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم

اب وجدانِ سلیم کی طرف مراجعت ضرور ہے کہ ایسے کام کی لیاقت میں کیا کیا درکار ہیں۔

اولاً: محبِ ناصر کے صفات واخلاقِ نفسانیہ محبوبِ منصور کے عادات واوصاف سے غایت تشبہ ومماثلت بلکہ کمالِ اتحاد ویک رنگی پر واقع ہوں اُس کی رضا اس کی رضا ہو اور جو اُسے ناپسند ہو اِسے مکروہ تا کہ محبوب اس سے مانوس ومالوف ہو اور وابستگی

تام پیدا کرے اور یہ بوجہ اسی اتحاد و یکجہتی کے ہر کام میں اس کی مرضی (کے) مطابق چلے ورنہ تخالفِ مزاج سبیلِ تنافر سے بنیانِ تناصر کو از ہم ریختہ کر دیتا ہے۔

ثانیاً: محبوب کو اس پر وثوق و اعتمادِ تام حاصل ہو اور سب کاموں میں اسے اپنا مرجع بنائے پردہ تکلف درمیان سے بالکل اٹھ جائے ورنہ ایک ہاتھ سے تالی بجنا معلوم۔

ثالثاً: آتشِ محبت سینہ محب میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماوراس کا نسیاً منسیاً اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو ورنہ جان نثاری سے معذور ہے اور آکہ حفظِ الٰہ ہونا بہت دور۔

رابعاً: اسے صبر تام عطا فرمائیں کہ اہوال و شدائد اس کے زمامِ استقلال کو ہاتھ سے نہ لے جائیں۔

خامساً: شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت الی غیر ذلک من الامور التی لا یخفی علی اللبیب (۱) پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ ابوبکر صدیق اللہ کے نزدیک چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر ہونے کے لئے سب سے زیادہ لائق تھے، اور حضور کی غمگساری و رازداری و اخلاقِ نفسانیہ میں عاداتِ کریمہ سے یک رنگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی شیفتگی میں کوئی ان کا مماثل نہ تھا اور جو انس و میلان حضور کو ان سے تھا کسی سے نہ تھا اور جو اطمینان و وثوق ان پر تھا کسی پر نہ تھا

---

(۱) ترجمہ: اس کے علاوہ اور چیزیں جو عقل مند پر مخفی نہیں۔

یــا لیــت شــعــری (۱) کیا ایسا شخص افضلِ امت اور قربِ الٰہی میں سب پر فائق اور جناتِ عدن میں سب کا سردار نہ ہوگا یا جو لوگ تفضیلِ صدیق میں مرتاب اور اذعان حق سے مرتاب ہیں مضامین اس فصل کے غیرِ صدیق کے لئے بھی ثابت کر دکھائیں گے وان ذلک لا یتأتی لھم بحمد اللہ ھذا ما الھمنی ربی ان ربی لذو فضل عظیم (۲) کلام طویل ہے اور فرصت قلیل وقصیر اور مزاج سامعان کے ناز دامن گیر ورنہ ہم اس دلیل کو چند تقریبوں میں بیان کرتے وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی النھی۔(۳)

فصل: دربارِ نبوت میں حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جاہ وثروت میں

قرآنِ عظیم ووحیِ حکیم باعلی نداء منادی کہ معاملہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین معاملۂ الٰہی ہے، اطاعت اس جناب کی اطاعتِ ربانی اور عیاذاً باللہ نافرمانی ان کی خدا کی نافرمانی جو ان کا محبوب ومقبول ہے اللہ کا محبوب ومقبول اور جو ان کا مخذول ومقہور ہے اللہ کا مقہور ومخذول، جسے جس قدر قرب ان سے حاصل اسی قدر حضرتِ حق سے واصل، اور جتنا ان سے دور اتنا ہی رحمتِ الٰہی سے مہجور اور اس معنی کا انکار نہ کرے گا مگر دشمنِ اسلام، اب حجابِ تعصب نگاہِ بصیرت سے اٹھا کر غور کرنا

---

(۱) ترجمہ: کاش مجھے علم ہوتا۔

(۲) ترجمہ: اور بحمد اللہ وہ ایسے مضامین نہیں لاسکیں گے، یہ میرے رب نے مجھ پر ظاہر کیا ہے، بے شک میرا رب عظیم فضل والا ہے۔

(۳) ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا وہ عقل والوں کے لئے کافی ہے۔

چاہئے کہ آیا دربارِ دربارِ نبوت میں جو قرب و وجاہت حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو حاصل ہے دوسرا بھی اس میں شرکت رکھتا ہے؟ جس قدر نگاہ غامض کی جائے گی اسی قدر جاہ و منزلتِ شیخین سب سے بلند و بالا نظر آئے گی اب ہم اس مضمون کو تمیں وجہ سے ثابت کرتے ہیں جن سے حجت الہی قائم ہو جائے اور مخالف و موافق کو جائے تردد و انکار باقی نہ رہے فیقول وباللہ التوفیق۔

وجہِ اول: مہاجرین و انصار و اصحاب سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس ملائک و انس میں کوئی حضورِ والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا سوا ابوبکر و عمر کے کہ یہ حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں، الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المهاجرین والانصار وهم جلوس وفیہ ابو بکر وعمر فلا یرفع الیہ احد منهم بصرہ الا ابو بکر وعمر فانهما کانا ینظران الیہ وینظر الیهما ویتبسمان الیہ ویتبسم الیهما (۱)۔(۲)

وجہِ ثانی: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے اور یہ معنی غایت ملاطفت ونہایت وجاہت سے مخبر اور حضرات

---

(۱) اس حدیث کا کچھ ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث ۳٦۸۸، دار الفکر، بیروت، ۳۸٦/۵

شیخین سے مخصوص کما فی الحدیث المذکور۔

وجہِ ثالث: عموماً مہاجرین اپنے نام سے پکارے جاتے اور صحابہ کرام سب کا نام لیتے عمر نے فرمایا عثمن نے کہا علی نے کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر صدیق کہ یہ کنیت و لقب سے ذکر کئے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کو یاد فرماتے اور یہ بات فقیر نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ وہ ان وقائع کے مشاہد اور ان کے وجوہ واسباب پر مطلع تھے فضل صحابہ میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان کا شعر گزرا۔ ؎ وسمیت صدیقا الخ کہتے ہیں ہر صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا سوا تمہارے کہ تمہیں صدیق کہا جاتا ہے۔

وجہِ رابع: اصحابِ کرام خدمتِ رسالت میں حلقہ باندھ کے بیٹھتے کہ مجلسِ اقدس مثل کنگن کے ہو جاتی اور ابوبکر صدیق اگر حاضر نہ ہوتے (تو) جگہ ان کی خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور لوگ سامع ہوتے۔

فقیر میگوید ؎ گرز مرغان خوش الحان ہمہ پر گشت چمن
جای بلبل بکنار گل خنداں سبز است (۱)

---

(۱) فقیر کہتا ہے اگرچہ ہر قسم کے خوش الحان پرندوں سے چمنستان بھرا ہے لیکن پھول کے کنارے بلبل کی جگہ سرسبز وشاداب یعنی خالی ہے۔

"اخرج ابن عساکر عن مجمع الانصاری عن ابیه قال ان کانت حلقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتشتبک حتی تصیر کالاسوار وان مجلس ابی بکر منہا لفارغ ما یطمع فیہ احد من الناس فاذا جاء ابوبکر جلس ذلک المجلس واقبل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجهه والقی الیہ حدیثه ویسمع الناس "(۱)(۲)

وجہ خامس: حضرت والا نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ مداح رسول ہیں اور موید بروح القدس ارشاد فرمایا" قلت فی ابی بکر شیئا قل حتی اسمع "تم نے ابوبکر کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے پڑھو کہ ہم سنیں حسان نے یہ اشعار عرض کئے ؎

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صاعدا الجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا من الخلائق لم یعدل بہ بدلا (۳)

حضور نے یہاں تک خندہ فرمایا کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہو گئے اور ارشاد ہوا اے حسان تم

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، دار الفکر، بیروت، ۳/۲۹۳

(۳) ترجمہ: بلند غار میں دو میں سے دوسرا اور جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو دشمن اس کے ارد گرد پھر رہے تھے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ تمام مخلوق جانتی ہے کہ ان کے برابر کوئی نہیں۔

نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں رواہ ابن سعد عن الزھری والحاکم عن حبیب بن ابی حبیب وقد مر فی فصل الاحادیث (۱)(۲)

اقول: پُر ظاہر کہ خود مدحِ صدیق کی فرمائش کرنا اور برغبت تمام استماع پھر اس پر خندہ سرور فرمانا غایتِ محبت ونہایتِ مرتبت کی دلیل ہے کہ غیر صدیق کے لئے ثابت نہیں۔

وجہِ سادس: ایک روز مجلس مقدس میں صدیق حاضر نہ تھے حضور نے ان کے آنے کی ان الفاظ سے خبر دی کہ اس وقت وہ آتا ہے کہ حق تعالی نے میرے بعد اس کا مثل نہ بنایا اور روزِ قیامت اس کی شفاعت مثل میری شفاعت کے ہوگی جب حاضر ہوئے حضور نے ان کے لئے قیام فرمایا اور پیشانی صدیق پر بوسہ دیا اور گلے لگایا اور ایک ساعت انس حاصل کیا۔

وجہِ سابع: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ کرام ایک چشمہ میں داخل ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر باقی رہ گئے پس خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف شنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر

---

(۱) ترجمہ: اس کو ابن سعد نے زہری سے روایت کیا اور حاکم نے حبیب بن ابی حبیب سے روایت کیا اور یہ حدیث فصل احادیث میں گذر چکی۔

(۲) 1 طبقات لابن سعد، ۳/۴/۱۷۔ 2 کنز العمال، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۲/۲۳۱

میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوا اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے فقد اخرج الطبرانی فی الکبیر و ابن شاھین فی السنة عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما موصولا و ابو القاسم البغوی و ابن عساکر عن ابن ملیکة مرسلا قال وقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ عذیرا فقال لیسبح رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ صاحبی (۱)۔(۲)

وجہِ ثامن: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ ثنائے صدیق میں فرماتے ہیں" اشرفھم منزلة واکرمھم علیہ واوثقھم عندہ کما مر فی الحدیث الطویل "(۳) یعنی مرتبہ آپ کا سب سے بالا اور دربارِ نبوت میں وجاہت اور حضور کو آپ پر وثوق سب سے زیادہ تھا۔

وجہِ تاسع: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا شیخین کی منزلت

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۱۵۲

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۳۴۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارگاہِ رسالت میں کس قدر تھی فرمایا جواب ہے کہ وہ دونوں حضور کے برابر لیٹے ہیں رواہ احمد وقد مر۔(۱)

وجہِ عاشر: اعظم دلائل سے یہ امر ہے کہ جب ان کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ شیخین کو مقدم فرماتے ان شاء اللہ تعالیٰ ثبوت کافی اس کا فصل۔۔ میں آئے گا۔

وجہِ حادی عشر: حجۃ الوداع سے پلٹتے میں خطبہ پڑھا اور بعدِ حمد وثنا ارشاد ہوا "ایھا الناس انی ابابکر لم یسوء نی قط فاعرفوا له ذلک ایھا الناس انی راض عن ابی بکر وعمر و عثمن وعلی وطلحة و زبیر و سعد وعبد الرحمن بن عوف والمهاجرین الاولین فاعرفوا لهم ذلک" (۲)رواہ الطبرانی عن سھل ،یعنی اے لوگو ابوبکر نے مجھے کبھی ملال نہ دیا سو یہ پہچان رکھو اس کے لئے اے لوگو میں راضی ہوں ابوبکر وعمر و عثمٰن وعلی وطلحہ وزبیر وسعد و عبدالرحمٰن بن عوف ومہاجرینِ اولین سے سو یہ پہچان رکھو ان کے لئے۔

اقول: خطبۂ قریبِ وصال میں ذکرِ صدیق کو سب سے جدا فرمانا پھر سب کے ساتھ انہیں یاد دلانا پھر ان کا ذکر سب پر مقدم کرنا دلیلِ تام ہے اس معنی پر کہ حضور کو جس قدر شانِ صدیق سے اعتنا تھا کسی سے نہ تھا اور جو عنایت ان کے اوپر مبذول تھی

---

(۱) مسند امام احمد،۴/۹۶

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی،حدیث ۵۶۴۰،دار احیاء التراث العربی،بیروت،۶/۱۰۴

کسی پر نہ تھی۔

وجہِ ثانی عشر: جب روزِ فتح حضور داخلِ مکہ ہوئے ابوبکر صدیق نے اپنے والدِ ماجد کو حاضر کیا ارشاد ہوا اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ ہمیں اس کے پاس جاتے صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی کا حاضر ہونا لائق تھا پھر حضور نے ان کے سینے کو مسح کر کے ارشاد فرمایا مسلمان ہو جا مسلمان ہو گئے "قال محمد بن اسحق فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة دخل المسجد فاتى ابو بكر رضى الله عنه بابيه يقوده فلما راه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هلا تركت الشيخ فى بيته حتى اكون انا آتيه فيه قال ابو بكر رضى الله عنه يا رسول الله هو احق يمشى اليك من ان تمشى انت اليه فاجلسه بين يديه ثم مسح صدره ثم قال اسلم فاسلم (۱)" الحديث (۲)

اقول: یہ اعزاز و اکرام ابوقحافہ کا ابوقحافہ کے لئے نہ تھا کہ وہ تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور جب ہوئے تو طلقا سے تھے مہاجر نہ انصاری، غرض اس وقت تک اپنی ذات میں کوئی امر باعثِ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ رکھتے تھے نہ

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) مسند احمد بن حنبل، حدیث اسماء بنت ابی بکر الصدیق، حدیث ۲۷۰۲۳، دار الفکر، بیروت، ۱۰/۲۷۴

مؤلفۃ القلوب سے تھے کہ بنظر استمالت ارشاد ہوا نہ فتح مکہ کے بعد تالیفِ قلوب کا صیغہ رہا لوگ الحمد للہ دین خدا میں خود فوج فوج داخل ہونے لگے اور جو پیری کا لحاظ کیجئے تو ہزاروں بڈھے مسلمان ہوئے انہیں کی کیا خصوصیت تھی، پس ثابت ہو گیا کہ یہ تعظیم در حقیقت صدیق اکبر کی تھی نہ سیدنا ابو قحافہ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

وجہ ثالث عشر: ارشاد فرماتے (ہیں) آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں اور جبریل و میکائیل کا ذکر فرمایا پھر فرمایا دو نبی ہیں ایک {نرمی کا حکم دیتا ہے} اور دوسرا آمر شدت اور دونوں حق پر ہیں پھر ارشاد ہوا میرے دو یار ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا شدت کا اور دونوں راستی پر ہیں اور ابو بکر و عمر کا ذکر فرمایا الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی السماء ملکین احدهما یامر بشدة والآخر باللین وکل مصیب وذکر جبریل ومیکائیل ونبیان احدهما یامر باللین والآخر یامر بالشدة وکل مصیب وذکر ابراهیم ونوحا ولی صاحبان احدهما یامر باللین والآخر بالشدة وکل مصیب وذکر ابابکر وعمر (۱)(۲) اس سے زیادہ منزلت کیا ہوگی کہ حضور نے ان کو دو فرشتوں مقرب اور دو پیغمبر اولوالعزم سے تشبیہ دی اور جو لفظ ان کے

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث ۱۵۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۳/۳۱۶

حق میں ارشاد ہوئے ان کے لئے بھی فرمائے۔

وجہِ رابع عشر: حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے (کہ) نہایت نہیں رکھتا النجار عن عائشة قالت لم اعقل ابوی قط الا وھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم الا یأتینھا فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم طرفی النھار بکرة وعشیة۔(۱)(۲)

وجہِ خامس عشر: منزلت ان کی دربار رسالت میں اس درجہ اشتہار کو پہنچی تھی کہ کفار بھی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کو پوچھتے اور جس معاملہ میں گفتگو منظور ہوتی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد جانتے، چنانچہ تفصیل اس کی ان شاء اللہ فصل۔۔۔ میں مذکور ہوگی۔

وجہِ سادس عشر: اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو انتہا درجہ کی رحمت و شفقت کے ساتھ متصف فرمایا یہاں تک کہ فرماتا ہے

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب المسجد یکون فی الطریق، حدیث ۴۷۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۱۸۰

﴿وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (۱)﴾ (۲) اور فرماتا ہے ﴿فبما رحمة من اللہ لنت لھم (۳)﴾ (۴) اس باعث سے حضور والا ہر قاصی ودانی سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور باوجود اس جلالتِ شان کے جس کا نظیر غیر متصور ہے سب سے بلطف وعنایت خطاب فرماتے مگر یہ امر غالبًا اوروں کے ساتھ بے وجہ نہ ہوتا مثلاً مخاطب نے کچھ سوال کیا اس کا جواب ارشاد ہوا یا کسی خدمت پر اسے مامور کرنا ہوا یا جس بات کا ذکر ہے اس کی ذات سے علاقۂ خاصہ رکھتی تھی یا بنا بر ہدایت و نصیحت ارشاد ہوا الی غیر ذلک من وجوہ الداعیة (۵) بخلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے کہ ان سے وجہ اور بے وجہ کوئی تعلق انکا ہو یا نہ ہو خطاب فرمایا جاتا اور بات کہنے کے لئے تمام حاضرینِ خدمت سے وہی مخصوص کئے جاتے، اے عقل سلیم تو بتا اگر یہ نہایت قرب نہیں تو کیا ہے، بریدہ اسلمی کو جب حضور نے دیکھا ارشاد ہوا تو کون ہے؟ عرض کیا بریدہ حضور نے صدیق کی طرف التفات کر کے فرمایا اے ابوبکر ہمارا کام خنک ہوا اور بن گیا، پھر پوچھا کس قبیلہ سے بریدہ رضی اللہ تعالی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(۲) پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

(۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔

(۴) پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۹

(۵) ترجمہ: اس کے علاوہ اس پر ابھارنے والی وجوہات۔

عنہ نے عرض کیا اسلم سے حضور نے صدیق سے فرمایا ہم سلامت رہے پھر فرمایا کس کی اولاد سے عرض کیا بنی سہم سے فرمایا تیرا حصہ نکل گیا۔" اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن بریدة الاسلمی رضی الله عنه لما تلقی النبی صلی الله علیه وسلم بریدة الاسلمی فی سبعین راکبا من اهل المدینة من بنی سهم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من انت قال انا بریدة فالتفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر برد امرنا وصلح ثم قال ممن انت قال من اسلم قال لابی بکر سلمنا قال ثم قال لی من بنی من قلت من بنی سهم قال خرج سهمک (۱)" (۲) روز بدر ارشاد ہوا اللہ نے اپنی مدد اتاری اور ملائکہ نازل ہوئے مژدہ ہو اے ابو بکر میں نے جبریل کو دیکھا کہ زمین وآسمان کہ بیچ میں ایک گھوڑی کو کھینچتا ہے جب زمین پر آیا سوار ہوا پھر ایک ساعت مجھے نظر نہ آیا پھر جو میں نے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر غبار تھا یعنی قتال کیا۔" عن موسی بن عقبة فی قصة بدر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قد انزل الله نصره ونزلت الملائکة ابشر یا ابا بکر فانی قد رأیت جبریل یقود فرسا بین السماء والارض فلما هبط الی الارض جلس علیها فتغیب علی ساعة ثم رأیت علی شفتیه غبارا (۳)" (۴)

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، باب الافراد فی الباء، بریدة الاسلمی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۳

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔ (حاشیہ جاری ہے)

سال فتح حضور نے ملاحظہ فرمایا عورتیں اپنے دوپٹوں سے اسپان جہاد کے منہ صاف کررہی ہیں حضور ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابوبکر کیسے کہا حسان بن ثابت نے ابوبکر نے ان کے وہ شعر عرض کئے جنکا خلاصہ یہ ہے میں اپنی بیٹیوں کو نہ پاؤں اگر تم اے کافران مکہ ہمارے گھوڑوں کو کداء کے دونوں جانب غبار اڑاتے نہ دیکھو گا میں چاہتے شتابی کرتے اور ان کا منہ صاف کرتی ہوں عورتیں دوپٹوں سے، حضور نے فرمایا داخل ہو جہاں سے کہا حسان نے یعنی کداء سے اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء ملطمن وجوہ الخیل بالخمر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابابکر کیف حسان بن ثابت فانشدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

ف عدمت بنیتی ان لم تردھا تثیر النقع من کنفی کداء

ینازعن الاعنۃ مسرعات یلطمھن بالخمر النساء

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان (۱)(۲)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۳) الدر المنثور، سورۃ الانفال، آیۃ ۹، دار الفکر، بیروت، ۴/ ۳۵

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ابوبکر الصدیق، حدیث ۴۴۹۹، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/ ۱۵

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

روز احد جب سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۔۔۔ حضور نے ابوبکر سے ارشاد فرمایا" اوجب طلحة یا ابابکر "(۱) اے ابوبکر طلحہ نے جنت واجب کر لی۔ ورود احادیث اس بارہ میں بکثرت ہے اور منصف کے لئے اس قدر میں کفایت۔

وجہ سابع عشر: حضور والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال وجاہت پر دال ہے۔" ربیعہ بن کعب کو انہوں نے ایک کلمہ مکروہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ابوبکر کو پھر نہ کہنا بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کر۔"(۲) رواہ احمد وقد مر فی اقوال الصحابہ ۔ ایک بار ایک صحابی کو ان کے آگے چلتے دیکھا فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔" ابو عمر فی الاستیعاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ وقد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی ھو خیر منک(۳)"(۴)

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ، حدیث ۳۷۵۹، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۱۲

(۲) 1 مسند امام احمد، ۴/۵۸۔ 2 فضائل الصحابة، حدیث ۳۸۱، ۱/۳۳۴

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الشیخین، حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳/۷

اقول: اس حدیث کو (آیۂ) کریمہ ﴿یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله (۱)﴾ (۲) سے ملا کر دیکھئے تو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ صحابی سیدنا ابو درداء ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما صرح به فی روایة اخری (۳)۔

وجہِ ثامن عشر: دونوں حضرات زمانۂ رسالت میں مرجعِ ناس تھے لوگ اپنے مرض کی چارہ جوئی ان سے کرتے اور مسائل میں فتویٰ لیتے اور یہ بات بے غایت وجاہت کے معقول نہیں، ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہوگئی صدیق اکبر سے حال عرض کیا، فرمایا: پردہ رکھ اور توبہ کر اور کسی سے نہ کہہ، (۴) اسی طرح ایک اور صحابی سے جنایت ہوگئی ابو بکر وعمر سے کفارہ پوچھا، مرو اسلمی نے اپنا جرم صدیق اکبر سے عرض کیا، فرمایا: سوا میرے اور کسی سے تو نہیں کہا، عرض کیا: نہیں، فرمایا: توبہ کر اور پردہ رکھ اللہ ستاری کرے گا کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا" (۵) وستأتی

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱

(۳) ترجمہ: جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔

(۴) سنن ترمذی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲/۱۴۴

(۵) تفسیر ابن کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۳/۵۲۶

الاحادیث ان شاءالله تعالیٰ فی فصل الوزارة (۱)۔

وجہِ تاسع عشر: روزِ بدر میمنۂ لشکر صدیق اکبر کو عطا ہوا اور جبریل ہزار فرشتے لے کر ان کی طرف نازل ہوئے اور میسرہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اور میکائیل ان کی جانب "عن علی کرم الله تعالی وجهه قال نزل جبريل فی الف من الملئكة عن ميمنة النبي صلى الله عليه وسلم وفيها ابو بكر ونزل ميكائيل عن ميسرة النبي صلى الله عليه وسلم وانا فی الميسرة (۲)"(۳)

اقول: میمنہ اور میسرہ کا فرق اور جبریل کا میکائیل سے افضل ہونا کسے معلوم نہیں دہنی جانب اسی کو دیں گے جس کا اعزاز زیادہ ہوگا اور افضل الملئکۃ کو اسی کی طرف بھیجیں گے جس کا فضل غالب ہوگا۔

وجہِ عشرون: روزِ بدر جب حضور نے مشرکین کو آتے دیکھا عرض کیا الٰہی یہ قریش ہیں کہ اپنے کبر و ناز کے ساتھ آتے ہیں تیرے رسول سے لڑتے اور اس کی تکذیب کرتے اور حضور صدیق اکبر کا بازو تھامے ہوئے عرض کررہے تھے الٰہی میں تجھ

---

(۱) ترجمہ: احادیث ان شاء اللہ عنقریب فصلِ وزارت میں آئیں گی۔

(۲) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۳) مسند ابی یعلی، باب مسند ابن ابی طالب، حدیث ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۷۷

ے مانگتا ہوں جو تو نے مجھے وعدہ دیا صدیق نے عرض کیا حضور کو مژدہ ہو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اللہ اپنا وعدہ جو حضور سے کیا پورا فرمائے گا

''عن موسی بن عقبة فی قصة بدر لما طلع المشرکون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ھذہ قریش جاء ت بخیلائھا و فخرھا تحارب و تکذب رسولک اللھم انی اسئلک ما وعدتنی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممسک بعضد ابی بکر یقول اللھم انی اسئلک ما وعدتنی فقال ابو بکر ابشر فوالذی نفسی بیدہ لیجزن اللہ ما وعدک(۱) ''الحدیث (۲)

اقول: اس منزلت پر نظر کرنا چاہئے کہ عین وقتِ پریشانی میں ابو بکر کا بازو تھام کر اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں پھر وہ حضور والا کی تسکین وتسلی وناھیک به فضلاً و شرفاً (تجھے ان کا فضل وشرف کافی ہے۔ت)

وجہِ حادی عشرون: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے سوا شیخین کے کسی کو مجالِ تکلم نہ ہوتی اور اگر کاشانۂ نبوت میں تشریف فرما ہوتے ان کے سوا کوئی بار نہ تھا یہی اپنے سخنانِ دل آویز میں آتشِ غضب سرد کرتے جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عین حالتِ ناداری میں حضور والا سے نفقہ طلب کیا

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی، باب سیاق قصۃ بدر عن مغازی موسیٰ ابن عقبۃ، دار الکتب العلمیہ ۳/ ۱۱۰

اور یہ امر خاطر اقدس پر ناگوار گزرا ابوبکر حاضر خدمت ہوئے دیکھا کہ لوگ در دولت پر جمع ہیں اور کسی کو اذن نہیں ملتا حالانکہ اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا تھا انہوں نے اذن چاہا عطا ہوا پھر امیر المؤمنین عمر آئے اور انہیں بھی اجازت ملی اخرج مسلم عن جابر بن عبد الله" قال دخل ابو بکر یستاذن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجد الناس جلوسا ببابه ولم یوذن لاحد منهم قال فاذن لابی بکر فدخل ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له (۱)" الحدیث۔(۲)

اسی واقعہ میں جب امیر المؤمنین عمر نے حضور کو نہایت غضب (میں) دیکھا کہ حضور خاموش بیٹھے ہیں انہیں کا مرتبہ تھا کہ ایسے وقت میں دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہنسائے نہ مانوں گا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ملاحظہ فرمایئے اگر بنت خارجہ یعنی میری بی بی مجھ سے نفقہ طلب کرے تو میں اس کی گردن {پہ ماروں گا} اس بات پر حضور کو خندہ آگیا اور فرمایا یہ عورتیں بھی جیسے تم دیکھ رہے ہو میرے گرد جمع ہیں اور نفقہ طلب کرتی ہیں پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ ام المؤمنین صدیقہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما کو تادیب کی اور فرمایا ہرگز کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہ مانگنا جو حضور کے پاس نہ ہو۔" قال جابر فی الحدیث المذکور ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له فوجد النبی

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییر امرأته الخ، حدیث ۱۴۷۸، دار المغنی، بیروت، ص۷۸۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

صلی اللہ علیہ وسلم جالسا حولہ نسآءہ واجما ساکتا قال فقال لاقولن شیئا اضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ لو رأیت بنت خارجة سالتنی النفقة فقمت الیھا فوجاءت عنقھا فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ھن حولی کما تری تسالنی النفقة فقام ابو بکر الی عائشة یجاء عنقھا وقام عمر الی حفصة یجاء عنقھا کلاھما یقول تسالن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ابدا لیس عندہ(۱)" الحدیث (۲)

پھراسی سانحہ میں جب حضور نے حجراتِ مقدسہ سے عزلت فرمائی اور ایک مکانِ تنہا میں جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا اور اسے خزانۂ مشربہ کہتے ہیں جلوہ افروز ہوئے اصحابِ کرام کے پاس برآمد ہو(نا) متروک فرمایا مسلمانوں کو خیالاتِ فاسدہ گذرے مسجدِ اقدس میں حیران پریشان جمع تھے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہواور کیفیتِ واقعہ استفسار کرے سوا عمر کے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں آج جان کر رہوں گا کہ کیا حال گذرا پھر اس مکان کی طرف گیا جہاں حضور اقدس تشریف رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا آستانۂ والا میں زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں میں نے کہا اے رباح میرے لئے اذن چاہ رباح نے جانب

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییر امرأتہ الخ، حدیث ۱۴۷۷، دار المغنی، بیروت، ص ۷۸۳

غرفہ نگاہ کی پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہو کہ میں حفصہ کے لئے حاضر ہوا ہوں خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمائیں تو اسے قتل کر دوں جب انہوں نے دیکھا کہ رباح کو مجالِ استیذان نہیں آواز بلند کی (کہ) شاید حضور خود میری آواز سن کر بلالیں یہاں تک کہ اذن ملا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ یہ حاضر ہوئے خزانہ اقدس میں دیکھا مٹھی بھر جو وغیرہ ایسی ہی چیزیں پڑی ہیں اور نشان بوریا پہلوئے والا پر بن گئے ہیں بے اختیار نالہ کیا حضور نے تسلی فرمائی آثارِ غضب چہرۂ جلالت سے نمایاں تھے فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ حضور کو جانبِ ازواج سے کیا فکر ہے اگر حضور نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور سب مسلمان، امیر المؤمنین فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کم کوئی بات میں نے کہی ہو گی کہ اللہ سے اس کی تصدیق کی امید نہ ہو گی پس (آیۂ) کریمہ ﴿فان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولہ﴾ الآیۃ نازل ہوئی اور جو لفظ عمر نے عرض کئے تھے قرآن نے ان پر شہادت دی پھر انہوں نے حال پوچھا آیا حضور نے طلاق دی تھی فرمایا نہیں عرض کیا کہ لوگوں کو خبر دے دوں کہ ان کا گمان اس کے خلاف ہے فرمایا خیر اگر چاہو، پھر میں حضور سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اثرِ غضب چہرۂ پاک سے زائل ہوا اور حضور نے خندہ فرمایا کہ دندانِ انور جو تمام عالم کے دانتوں سے بہتر تھے روشن ہوئے پھر حضور میرے ساتھ اتر آئے اور میں نے دروازۂ مسجد پر باآوازِ بلند پکار دیا کہ لوگوں کا گمان غلط ہے" اخرج مسلم عن عبد اللہ بن عباس حدیثا طویلا وھذا ملتقط منہ قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نسآءه دخلت المسجد فاذا الناس ينكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نسآءه وذلك قبل ان يؤمرن بالحجاب فقلت لاعلمن ذلك اليوم فدخلت فاذا انا برباح غلام رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على اسكفة المشربة مدل رجليه على نقير من خشب وهو جزع يرقى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وينحدر فناديته يا رباح استاذن لى عندك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر رباح الى الغرفة ثم نظر الى فلم يقل شيئا قلت فانى اظن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ظن انى جئت من اجل حفصة والله لئن امرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بضرب عنقها لاضربن عنقها فرفعت صوتى فاومى الى بيده ان ارقه فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع على حصير قد اثر فى جنبه ونظرت فى خزانة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا انا بقبضة من شعير نحو الصاع ومثلها من قرظ فى ناحية الغرفة واذا افيق معلق قال فابتدرت عيناى فقال ما يبكيك يا ابن الخطاب الا ترضى ان تكون لنا الآخرة ولهم الدنيا قلت بلى ودخلت عليه حين دخلت وانا ارى فى وجهه الغضب فقلت يارسول الله ما يشق عليك من شان النساء فان كنت طلقتهن فان الله معك وملئكته وجبريل وميكائيل وانا وابو بكر والمؤمنون معك وقلما تكلمت وحمد الله الا رجوت ان يكون الله يصدق

قول الذی اقوله ونزلت ھذہ الآیۃ ﴿فان تظاھرا علیه فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصلح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر ٥ عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکنّ (۱)﴾(۲)فقلت یارسول اللہ اطلقتھن قال لا قلت یارسول اللہ انی دخلت المسجد و المسلمون ینکتون بالحصی ویقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نساء ہ فانزل فاجزھم انک لم تطلقھن قال نعم ان شئت ثم لم ازل احدثه حتی تحسر الغضب عن وجھه وحتی کشر وضحک وکان من احسن الناس ثغرا فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ونزلت فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلی صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نساء ہ. الحدیث انتھی بالالتقاط من الاطراف والاوساط (۳)۔(۴)

روزِ فتح مکہ ارشاد ہوا جو عباس بن عبد المطلب عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

(۱) ترجمۂ کنز الایمان: تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے، اور جبریل، اور نیک ایمان والے، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں، ان کا رب قریب ہے وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔

(۲) پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۵۔۴

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی ایلاء واعتزال الخ، حدیث ۱۴۷۹، دار المغنی، بیروت، ص ۷۸۳

پائے قتل نہ کرے، سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا کیا ہم اپنے باپ بیٹوں بھائی بہنوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں خدا کی قسم اگر میں اس کو پاؤں گا تلوار کو اس کا گوشت کھلاؤں گا یہ خبر حضور کو پہنچی عمر سے ارشاد فرمایا اے ابوحفص اور یہ پہلی بار حضور نے انہیں کنیت سے ندا فرمائی تھی اور کنیت لے کر پکارنا اہل عرب میں تعظیم ہے عرض فرمایا اے ابوحفص کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ ابو حذیفہ کی گردن ماردوں بخدا کہ وہ منافق ہو گیا ابوحذیفہ کہتے ہیں میں نے جب سے یہ کلمہ کہا ہے اپنے جی میں ڈر رہا ہوں اور ہمیشہ ڈرتا رہوں گا مگر یہ کہ شہادت اس جرم سے پاک کردے آخر روز یمامہ شہید ہوئے اخرج ابن اسحق عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم ''قال لاصحابه یومئذ من لقی العباس بن عبد المطلب عم رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا یقتله فانما خرج مستکرها قال فقال ابو حذیفة انقتل آباء نا و ابناء نا و اخواننا وعشیرتنا ونترک العباس والله لئن لقیته لالحمنه السیف قال فبلغت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص قال عمر والله انه لاول یوم کنانی رسول الله صلی الله علیه وسلم بابی حفص ایضرب وجه عم رسول الله صلی الله علیه وسلم بالسیف فقال عمر یا رسول الله دعنی فلاضرب عنقه بالسیف فوالله لقد نافق فکان ابو حذیفة یقول ما انا بامن من تلک الکلمة التی قلت یومئذ ولا ازال منها خائفا الاان تکفرها عن الشهادة فقتل یوم الیمامة

شہیدا"(۱)۔(۲)

اقول یہاں سے قیاس کرنا چاہئے منزلتِ فاروقی کو کہ حضور نے بطور گلہ وشکایت ابوحذیفہ کے ان سے مخاطب ہو کر یہ کلمات فرمائے۔ (آگے بیاض ہے)

بالجملہ احادیث اس معنی میں کثیر ہیں اور حضرت صدیق کا اس شرف میں ممتاز ہونا محتاجِ دلیل نہیں کہ وہ تو بقول حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چین وآرام اور حضور کے مرجع کار ومعتمد علیہ ومحرمِ راز تھے کما فی الحدیث الجامع پھر ایسا شخص وقت غضب مجال تکلم نہ کرے گا تو اور کسے ہوگی لہذا اکثر احادیث ہم نے دربارۂ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کیں۔

اقول ولا ینکر علیہ بما روی الحاکم فی المستدرک عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجتری منا احد یکلمہ غیر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ(۳)"لان ھذا فی اھل البیت خاصۃ کما یرشد قولہا رضی اللہ عنہا منا ولا شک ان امیر المؤمنین علیا کرم اللہ وجہہ

---

(۱)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔
(۲)المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر مناقب ابی حذیفۃ، دار المعرفۃ، بیروت،۴/ ۲۳۹
(۳)المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر اسلام امیر المؤمنین علی، حدیث ۴۷۰۵، قدیمی کتب خانہ، کراچی،۳/ ۳۴۲

کان احب اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکرمھم علیہ واشرفھم منزلۃ لدیہ والا فمعارض بصحاح الاحادیث التی { سنفنا } ذکر بعض منھا واللہ اعلم ۔(۱)

وجہِ ثانی عشرون: حضور رسالت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ بے اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضا و افتا میں حکم دے الا ابا بکر وعمر وسیأتی بیان ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ فی فصل العلم (۲)

وجہِ ثالث عشرون: اسی وجاہت کا ثمرہ ہے کہ روزِ قیامت منادی ندا کرے گا کوئی اپنا نامہ ابوبکر وعمر سے پہلے نہ اٹھائے۔ اخرج المحب الطبری

---

(۱) ترجمہ: اس پر اس روایت کے سبب اعتراض نہیں کیا جا سکتا جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مستدرک میں امام حاکم نے روایت کی کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غصے میں ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان سے کلام کرنے کی جرأت نہ کرتا سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔" اس لئے کہ یہ خاص طور پر اہل بیت کے بارے میں ہے جیسا کہ ام المومنین کا قول "منا" اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ مکرم اور مرتبے کے اعتبار سے افضل تھے، ورنہ تو یہ صحیح احادیث کے معارض آئے گی جن میں سے بعض کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۲) ترجمہ: سوائے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ ان شاء اللہ عنقریب فصل علم میں اس کا بیان آئے گا۔

عن عبید بن عمیر عن عبد الرحمن بن عوف " قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اذا کان یوم القیامة نادی مناد الا لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر وعمر " ورواہ ابن عساکر فاقتصر علی ذکر الصدیق (۱)۔(۲)

اقول تاخیرِ حساب نوعِ عذاب ہے اور وہ بلائے جان کاہ جس کے سبب اولین وآخرین تنگ آکر کہیں گے کاش دوزخ میں ڈال دیئے جائیں مگر حساب جلد ہو جائے اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اضطراب وخوف ورجا کا پیچ وتاب بیشتر ہے اور اسی قدر دخولِ جنت کی پروانگی موخر ہے ابوبکر وعمر کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے پیشتر اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔

وجہِ رابع **عشرون** بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل اس امت سے وہ شخص جو داخلِ جنت ہوگا صدیق اکبر ہیں۔ اخرج ابو داؤد والحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی(۳)"(۴)

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) جمع الجوامع، حرف الھمزۃ، حدیث ۱۷۵۷۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۴۳

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث ۴۶۵۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴/۲۸۰

وجہِ خامس عشرون: سب سے حساب لیں گے اور صدیق سے حساب نہیں، اخرج ابن عساکر عن ام المؤمنین عائشۃ ''قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس کلھم یحاسبون الا ابابکر (۱)''(۲)

وجہِ سادس عشرون: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے ارشاد فرماتے ہیں''لایتأمر علیکما احد بعدی ''تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا بعد میرے، اخرجہ ابن سعد عن بطام بن اسلم (۳) یہ امر جس قدر کمال منزلت پر دال ہے پُر ظاہر۔

وجہِ سابع عشرون: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور ابوبکر وعمر صفِ اول میں حضور کے دہنی جانب کھڑے ہوتے۔ اخرج ابوداؤد والحاکم عن ابی رمثۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ''کان ابوبکر وعمر یقومان فی الصف المقدم عن یمینہ، الحدیث (۴)۔(۵)

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، دار الفکر، بیروت، ۱۵۲/۳۰

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی ابی بکر، باب ۱۵، حدیث ۳۲۶۱۸، المجلس العلمی، بیروت، ص ۴۴

(۴) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(حاشیہ جاری ہے)

اقول نماز بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات وراز، اعمال حسنہ کے تاج، اور مسلمانوں کی معراج، شیخین کا ایسی جگہ حضور کے قریب داہنی طرف کھڑے ہونا کمال قرب پر دلیل ہے۔

ثم اقول صحابہ حضور کے دہنی طرف کھڑے ہونے میں جہد تام کرتے کہ حضور اول سلام جو پھیریں تو پہلے چہرۂ اقدس ہماری طرف ہو، شیخین کو یہ مقام عطا ہونا کہہ رہا کہ وہ سب سے زیادہ اس شرف کے لائق تھے۔

اقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (یہاں بیاض ہے)

وجہ ثامن عشرون: اسود بن تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کچھ اشعار حمد الٰہی کے حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ میں عرض کئے کہ ایک شخص بلند بالا باریک بینی والا آیا حضور نے فرمایا، خاموش رہ، جب وہ چلا گیا فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ کون ہے کہ جب آیا آپ نے فرمایا ٹھہر جا اور جب چلا گیا فرمایا لا ارشاد ہوا یہ عمر بن الخطاب ہے اور باطل سے کچھ تعلق نہیں رکھتا، اخرج الحاکم فی المستدرک من حدیث ابراھیم بن سعد عن الزھری عن عبدالرحمن بن ابی بکرہ عن الاسود بن سریع التمیمی ''قال قدمت علی نبی اللہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۵) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الرجل یطوع فی مکانہ الخ، حدیث ۱۰۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۶۷

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ قد قلت شعرا اثنیت فیہ علی اللہ تبارک وتعالی ومدحتک قال اماماثنیت علی اللہ تعالی فہاتہ وما مدحتنی بہ فدعہ فجعلت انشدہ فدخل رجل طوال اقنی فقال امسک فلما خرج قال ہات فقلت من ھذا یانبی اللہ الذی اذا دخل قلت امسک واذا خرج قلت ہات قال قال ھذا عمر بن الخطاب ولیس من الباطل فی شیئی (۱)"(۲)

وجہِ تاسع عشرون: اگر احیاناً صدیق اکبر اور کسی صحابی میں کچھ کلمات ملال درمیان آجاتے وہ صحابی ہر طرح ان کا ادب کرتے اور ہر بات بغیر اس کے کہ دربارِ رسالت میں ان کی وجاہت روشن و آشکارا ہو متصور نہیں، پھر اگر حضور والا کو اطلاع ہوتی تو اسی صحابی پر عتاب ہوتا اگر چہ زیادتی جانب صدیق سے ہوتی، سیدنا ربیعہ ابن کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور ابو بکر میں کچھ کلام ہو گیا ابو بکر نے مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا پھر نادم ہو کر مجھے بولے تم بھی مجھے کہہ لو کہ بدلہ ہو جائے میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا صدیق اکبر نے فرمایا تو مجھے کہہ لو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا میں نے کہا میں نہیں کہتا آخر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ربیعہ تیرا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے میں نے عرض کیا

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۵۷۹۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۲۳/۴

مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا تھا اب چاہتے ہیں میں لوٹ کے کہوں میں نہیں کہتا فرمایا ہاں نہ کہہ ولیکن یوں کہہ کہ خدا تجھے بخش دے اے ابوبکر، رواہ احمد وقد مر فی فصل الصحابة(۱)

اسی طرح فاروق اعظم کو ایک معاملہ پیش آیا، بخاری سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں "قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل ابو بکر اخذ بطرف ثوبہ حتی ابداعن رکبتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم وقال یا رسول اللہ انہ کان بینی وبین ابن الخطاب شیئا فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابی علی فقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر ثلثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل أثمّ ابو بکر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم علیہ فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجثی علی رکبتیہ فقال یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعثنی الیکم فقلتم کذبت فقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکولی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا"(۲) یعنی میں

---

(۱) مسند احمد بن حنبل

(۲) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لوکنت متخذ اخلیلا، حدیث ۳۶۶۱، دار الفکر، بیروت، ص ۸۹۵

دربارِ پُر انوار میں حاضر تھا کہ صدیق آئے اپنے دامن کا کنارا پکڑے ہوئے یہاں تک کہ زانو منکشف ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیفیت ملاحظہ (کی)، ارشاد فرمایا تمہارا یار تو کہیں لڑ آیا ہے ابوبکر آداب بجالائے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ میں اور عمر میں کچھ لوٹ پھیر ہو گئی میں نے تیزی کی پھر پشیمان ہو کر ان سے معافی چاہی انہوں نے نہ مانا اب میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں حضور والا نے ارشاد فرمایا خدا بخشے تجھے اے ابوبکر خدا بخشے تجھے ابوبکر خدا بخشے تجھے اے ابوبکر پھر امیر المومنین عمر بھی نادم ہوئے صدیق کے مکان پر گئے پوچھا وہاں ابوبکر ہیں جواب ملا نہیں وہاں سے دربارِ اقدس میں حاضر ہو کر تسلیم عرض کی انہیں دیکھ کر چہرہ شریفہ سرور عالم کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ صدیق کو ڈر رہا مبادا عمر کے حق میں کوئی کلمہ مکروہ نہ ارشاد ہو جائے پس ابوبکر اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ خدا کی قسم میں نے ہی زیادتی کی، دربار حضور والا نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہاری طرف بھیجا تم نے جھٹلایا اور ابوبکر نے کہا سچے ہیں اور میری غمخواری کی اپنی جان و مال سے سو کیوں تم چھوڑ دو گے میرے لئے میرے یار کو، کیوں تم میرے لئے چھوڑ دو گے میرے یار کو، ابودرداء فرماتے ہیں اس کے بعد صدیق کو کسی نے ملال نہ پہنچایا۔

اے عزیز! کیا بعد ملاحظہ ان وجوہ باہرہ وحجج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق و برتر نہ جانے گا یا اسے باعث خیریت در فضیلت نہ مانے گا سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلت شیخین احاطۂ بیان سے رفیع مگر منصف سلیم العقل کے لئے اسی قدر کافی ہے،

؎ در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است
صد سال سنیوان سخن از زلف یار گفت (۱)

کلام البہی فی تشبہ الصدیق بالنبی

فصل سادس: ابو بکر کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں

قال الفقیر عفا اللہ عنہ غایت مراد ونہایت مرام اصحاب کرام سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام بلکہ تمامی اہل اسلام صرف یہی کہ اپنے اعمال قلب وافعال جوارح وکل حرکات وسکنات میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حتی الوسع پورا پورا اتباع کریں تا (کہ) حسب استعداد ہر ایک کو اس جناب سے تشبہ حاصل اور وہ باعث قرب الٰہی ودرجات نامتناہی ہو، رضائے الٰہی اولاً وبالذات رسول کی طرف توجہ فرماتی ہے اور اس کی وساطت سے متبعین کو بقدر اتباع وتشبہ اس سے بہرہ ملتا ہے مدار نجات ورفع درجات یہی تشبہ ہے جس قدر اعمال واقوال انسان کے نبی کے اقوال وافعال سے بیگانہ ہوں گے اتنا ہی بارگاہِ حق سے دور پڑے گا اور جس قدر مشابہ ویکرنگ اتنا ہی قریب ونزدیک، کفار نے مباینتِ کلیہ پیدا کی بعد تمام نے انہیں جہنم دائمی میں پہنچایا صحابہ نے مشابہتِ کاملہ حاصل کی تمام امت سے مرتبہ ان کا افضل قرار پایا یہاں تک تو کلام اپنے افعال اختیاریہ میں تھا اور جہاں فضل الٰہی خود کفالت کار فرماتا اور بندہ کو اعلیٰ

---

(۱) ترجمہ: اس بارے میں یہ مت گمان کرنا کہ مضمون باقی نہیں رہا بلکہ محبوب کی زلفوں کا تذکرہ کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں (لیکن اس کے اوصاف ختم نہیں ہوئے)۔

درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازلی اس کے احوالِ غیر اختیاریہ کو بھی حالات طیبات نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

دوسرے جب وجہ تخصیص کی فکر میں پڑتے ہیں جواب ملتا ہے ''ذلک فضلی اوتیہ من اشاء (۱)'' یعنی اگرچہ ہم حکیم ہیں جو کچھ کرتے ہیں مصالح نفیسہ پر مبنی ہوتا ہے یہ مشابہتیں عطا فرمانا بھی بے وجہ نہ تھا کہ ہم نے اصل خلقت میں اس کے جوہر نفس کو رسول سے نہایت مناسبت پر خلق فرمایا ہے تو قابل اس تخصیص کے یہی تھا مگر تمہیں ادراکِ علت کے در پے نہ ہونا چاہئے مقام عبودیت و ربوبیت اسی کا مقتضی ہے کہ ہمارے افعال کی تفتیش نہ کرو اتنا سمجھ لو کہ ہم مالک مختار ہیں فضل ہمارا ہی ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں اس وقت قدر و منزلت اس بندے کی قلوبِ سلیمہ میں اور بڑھ جاتی ہے آسمان و زمین والے اسے عظیم کہہ کر پکارتے ہیں اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بندہ خاص اور بادشاہ کا منظورِ نظر ہے اس کی شان ہم سے ورا اور رتبہ سب سے بلند و بالا ہے بعد تمہید اس مقدمۂ جلیلہ کے جو ہم غور کرتے ہیں تو اصحاب کرام خصوصاً خلفائے عظام کی مشابہتیں تمام امت سے بیش از بیشتر پاتے ہیں جس کے ذریعے سے ہمارا یہ حکم نگاہ صحیح ہوتا ہے کہ ''خیر ھذہ الامۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وافضل الاصحاب الخلفاء الاربعۃ الراشدون (۲)'' اور

---

(۱) ترجمہ: یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں میں دیتا ہوں۔

(۲) ترجمہ: اس امت میں سب سے بہتر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور سب صحابہ میں افضل چار خلفاء راشدین ہیں۔

بالقطع والیقین جیسا کہ مناطِ نجات سوا اس تشبہ کے دوسری چیز نہیں اسی طرح مدار فضیلت سوا زیادتِ مشابہت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا آیا ممکن ہے کہ ایک شخص کو نبی سے مناسبت ویکرنگی بدرجۂ اتم ہو اور فضل وشرف غیر کا زائد واکمل، اب فقیر بتوفیق اللہ جل جلالہ دعوٰی کرتا ہے کہ مشابہتِ صدیق اوروں کی مشابہت پر بوجوہ رجحان رکھتی ہے۔ اولاً من حیث الکثرۃ جس قدر مشابہتیں انہیں عطا ہوئیں دوسرے کو نہ ملیں۔

ثانیاً من حیث القوۃ کہ اوروں کی مشابہتوں سے ان کی مشابہتیں قوی تر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصافِ نفسانیہ عالیہ میں انہیں مشابہت حاصل ہوئی کسی کو نہ ملی پس یہی دلیل قاطع وبرہانِ ساطع ہے ان کے افضل امت ہونے پر کہ اللہ سبحانہ نے عبد ضعیف کو اس کی تہذیب وترصیف اور اس کے وجوہ کو احادیث سے استنباط اور اس کے دعاوی پر اقامتِ حجج سے خاص فرمایا، وللہ الحمد

اقول مستعینا باللہ اگر اس دعوی پر دلیل اجمالی درکار ہے تو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ کا حدیثِ طویل مذکور سابقہ میں یہ فرمانا ''کنت اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیا وسمتا ورحمۃ وفضلا (۱)'' کافی، یعنی اے ابوبکر آپ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ڈھال اور رحمت وفضل میں، اور جو تفصیل چاہیے تو مشابہات اس

---

(۱) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/ ۱۳۵

جناب گردوں قباب کی دائرۂ حد واحصا سے خارج مگر اس وقت جس قدر خاطرِ فقیر میں حضور کرتے ہیں سلک تحریر میں منتظم ہوتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔(۱)

مشابہت (۱) اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے نفسِ صدیق کو جوہر میں نفس نفیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہمرنگ فرمایا تھا وقائع شوریٰ میں جسے اطلاع تام ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیق کا بھی اسی طرف رجحان ہوتا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی گویا یہ دونوں قلب دو آئینۂ متقابل تھے کہ جو عکس اُس میں پڑے گا اس میں بھی مرتسم ہو جائے گا اور یہ بات سوا حضرت صدیق کے دوسرے کو حاصل نہیں گلے نمونہ از چمن (۲) ملاحظہ کیجئے اخرج البخاری فی قصۃ صلح الحدیبیۃ "قال عمر بن الخطاب فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت اولیس کنت تحدثنا انا سناتی البیت فنطوف بہ قال

---

(۱) ترجمہ: اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میرا توکل اور اسی کی طرف میری توجہ ہے۔

(۲) ترجمہ: چمنستان حدیث میں سے ایک نوشگفتہ پھول۔

بلی افاخبرتک انا ناتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ قال فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر الیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذا قال یاایھا الرجل انہ رسول اللہ ولیس یعصی ربہ وھو ناصرہ فاستمسک بغرزہ فواللہ انہ علی الحق الیس کان نحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی افاخبرک انک تأتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ "(۱) محصل یہ کہ جب صلح حدیبیہ قرار پائی اور مسلمانوں کا بے دخولِ مکہ وطواف کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا ٹھہرا شمشیر حق فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور بے نیل مرام واپس جانے میں بسبب اپنی حرارت دینی خلقی جبلی کے گونہ کسر شوکت اسلام سمجھی اپنے درد کے درماں جوئی کے لئے دربارِ سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا حضور خدا کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: تو جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں ذلت کیوں آنے دیں، ارشاد ہوا: بے شک میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے، عرض کیا: کیا آپ ہم سے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم خانۂ کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا میں نے

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد، حدیث ۳۲-۲۷۳۱، دار الفکر، بیروت، ص ۲۶۵

تجھے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال کو پہنچیں گے؟ عرض کیا: نہ، فرمایا: تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا یعنی فاروق نے عرض کیا حضور نے ہمیں یہ مژدہ دیا تھا اب ہم واپس جاتے ہیں حضور نے فرمایا خاص اس سال کا نام کب لیا تھا وعدہ بے شک سچا ہے اور جو ہم نے کہا وہ ہونے والا ہے اگرچہ اس سال نہ ہوا، غرض ان کے دل کو چین نہ آیا صدیق (کے) پاس گئے شاید ان کی رائے میری رائے کی موافقت کرے اور وہ حضور میں (عرض) کریں اور ان کی بات سنی جائے پس کہا: اے ابوبکر کیا یہ سچے نبی نہیں ہیں خدا کے، فرمایا: کیوں نہیں، (عرض کیا) کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، کہا: جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں خشت کو کیوں جگہ دیں، فرمایا: اے شخص بے شک وہ خدا کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی مدد کرنے والا ہے تو ان کی رکاب تھامے رہ کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں، کہا: کیا ہم سے انہوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا تمہیں یہ خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچیں گے عرض کیا: نہ، فرمایا: تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا۔ عزیزا! دیکھا ہم رنگیٔ صدیق کو کہ ہر سوال کا حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب ان کی زبان سے نکلا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جب سلطانِ جوارح قلب ہے تو ہم زبانی بے یکدلی کے کب متصور

ع فضل است مر خدا را بخشد بہ بہر کہ خواہد (۱)

---

(۱) ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ جسے چاہے اس میں سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

مشابہت (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز وخلوت پسند عزلت۔۔ تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی کی صحبت پسند نہ آئی اور بحکم حدیث صحیحین ''الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا وائتلف وماتناکر منھا اختلف (۱)''(۲)

اٹھارہ برس کی عمر سے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر وحضر میں ہمراہ رکاب۔۔ مآب رہے، یہاں تک کہ حضور والا مبعوث ہوئے پھر تو جن امور کو اپنی قوت فراست سے ادراک کر کے رفاقت والا اختیار کی تھی اب عین الیقین ہو گئے اس رابطۂ اتحاد نے اور ہی استحکام پایا جس کی گرہ قیامت تک نہ کھلے گی۔

مشابہت (۳) بتوں بت پرستوں سے تنفر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی طینت میں خمیر کرتے ہیں کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور والا نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا اور توحید الٰہی کی علی الاعلان گواہی دی صدیق کو دیکھ کہ اس فضل سے کیسا بہرۂ وافی پایا اور صغر سن میں بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدمِ الوہیت پر استدلال اور بت شکنی

---

(۱) ترجمہ: روحیں لشکر کے لشکر ہیں، جن میں وہاں تعارف ہوا ان میں یہاں الفت ہے اور جن میں وہاں پہچان نہ ہوئی یہاں ان میں اختلاف ہوا۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث انبیاء، باب الارواح جنود مجندۃ، حدیث ۳۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۴۱۳

کر کے شانِ ابراہیمی کا خلف دکھایا، ایک بار مہاجرین وانصار دربار دربار سید الابرار علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر تھے کہ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہیں کہ میں نے کسی بت کو سجدہ نہ کیا حالانکہ اس قدر (عمر) آپکی جاہلیت میں گذری صدیق اکبر نے فرمایا ابو قحافہ (۱) میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ تیرے بلند وبالا خدا ہیں انہیں سجدہ کر اور چھوڑ کر چلے گئے، میں صنم (کے) پاس گیا اور اس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا، پھر کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے ایک سل اٹھائی اور اس سے کہا تیرے یہ سل مارتا ہوں اگر تو خدا ہے آپ کو بچالے، اس نے کچھ نہ کہا جب تو میں نے وہ پتھر اس پر ڈال دیا کہ منہ کے بل گر پڑا اور میرے باپ آئے کہا اے بیٹے! یہ کیا کیا، میں نے کہا وہی جو تم دیکھتے ہو، بس وہ مجھے میری ماں (کے) پاس لے گئے اور ان سے حال بیان کیا، ماں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس کے بارہ میں خدا نے مجھ سے سرگوشی فرمائی، میں نے کہا اے میری ماں وہ کیا سرگوشی تھی، کہا جس رات مجھے دردِ زہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ایک ہاتف کو میں نے پکارتے سنا اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہو نام اس کا آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔ حدیث میں ہے جب صدیق اکبر اپنا یہ قصہ بیان کر چکے، جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ

---

(۱) یعنی صدیق اکبر کے والد یا پھر عثمان نام صحابی ہیں روز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوبکر سچ کہتے ہیں تین بار صدیق کی تصدیق کی، فقد ذکر الامام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری قال نقل ابن ظفر فی انباء نجباء الانبیاء ان القاضی ابا حسین احمد بن محمد الزبیدی روی باسنادہ فی کتابہ المسمی معالی الفرش الی غوالی العرش ان اباھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اجمع المھاجرون والانصار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ وعیشک یا رسول اللہ انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقال تقول وعیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اسجد لصنم قط وقد کنت فی الجاھلیۃ کذ او کذا۔۔۔۔۔(۱) الخ (۲)

وقال تعالیٰ ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین٥﴾ (۳) و قال تعالیٰ ﴿ بالمومنین رؤف رحیم٥﴾ (۴) ابوبکر صدیق ارحم امت ہیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مرحومہ پر کوئی ایسا مہربان نہیں قال صلی اللہ

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۲/ ۱۷۸

(۳) پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

(۴) پ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸

علیہوسلم فی الحدیث المشہور ''ارحم امتی بامتی ابو بکر (۱)'' (۲) وفی لفظ ارأف امتی اوررافت رحمت سے زیادہ ہے۔

مشابہت (۴) اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع فضائل کیا کوئی خوبی وکمال اگلے انبیا کو نہ ملا کہ اس کی مثل یا اس سے اشمل حضور کو عطا نہ ہوا قال القاضی فی الشفا وقسطلانی فی مواھب و غیرھما فی غیرھما (۳) اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جب خدا بندے سے ارادہ بھلائی کا فرماتا ہے ان میں سے ایک عطا کرتا ہے کہ وہ اسے جنت میں لے جاتی ہے، صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ ان میں سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے، ارشاد ہوا: شادمانی تیرے لئے اے ابوبکر کہ تو ان سب کا جامع ہے (۴) (آگے بیاض ہے)

ایک بار ارشاد فرمایا: نمازی جنت کے باب نماز سے بلائے جائیں گے اور

---

(۱) ترجمہ: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مشہور میں فرمایا میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا مہربان ابوبکر ہے۔

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۱۲۔۳۸۱۵، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۳۳۵

(۳) ترجمہ: قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفا میں اور امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے مواہب میں اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ذکر کیا۔

(۴) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/ ۱۰۳

مجاہد باب جہاد اور اہل زکوۃ باب زکوۃ اور روزہ دار باب صیام باب ریان سے۔صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ سب دروازوں سے بلائے جانے کی کوئی ضرورت تو نہیں یعنی مقصود کہ دخولِ جنت ہے ایک ہی دروازے سے حاصل ہے پس یارسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب سے پکارا جائے؟ ارشاد ہوا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں ہوا ے ابوبکر۔ اخرج البخاری فی صحیحہ من حدیث الزھری قال اخرج حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف ان اباھریرۃ "قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من انفق زوجین من شئ من الاشیاء دعی من ابواب یعنی الجنۃ یا عبد اللہ ھذہ خیرا فمن کان من اہل الصلوۃ دعی من باب الصلوۃ ومن کان من اہل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الصیام وباب الریان،فقال ابوبکر ما علی ھذا الذی یدعی من تلک الابواب من ضرورۃ وقال ھل یدعی منھا کلھا احد یا رسول اللہ ،قال نعم وارجوان تکون منھم یا ابابکر (۱)" (۲) علماء فرماتے ہیں: جو کسی قسم کی عبادت بکثرت کرے گا کہ اس سے ایک خصوصیتِ خاصہ اسے حاصل ہوگی جس کے سبب سے اسے بالتخصیص اسی عبادت

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب المناقب، باب قول النبی لوکنت متخذا ،حدیث ۳۶۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ،۲/ ۵۲۰

کی طرف اضافت کریں اور اس کا اہل کہیں وہ خاص اس دروازے سے ندا کیا جائے گا جو اس کے مناسب ہو اور جو تمام عبادات کا جامع ہو اور تمام اعمال اس کے درجۂ نہایت میں واقع ہوں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں وہ از راہِ تشریف وتکریم سب دروازوں سے بلایا جائے گا اگرچہ دخول ایک ہی دروازہ سے ہوگا اور رجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے جس امر میں فرمائیں مجھے امید ہے کہ ایسا ہو لاجرم ویسا ہی ہوگا پس بالیقین ثابت ہوگیا کہ یہ جامعیت صدیق اکبر کو حاصل ہے وھو المقصود۔(۱)

مشابہت (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم عطا فرمائے گئے تھوڑے لفظوں میں اتنا مضمون ارشاد فرماتے جس کے شرح وبسط میں کتابیں تصنیف ہوسکیں، من ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات (۲) (۳) وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم (۴)(۵) ☆وقولہ صلی

☆قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم اخرجہ الشیخان ۔ منہ

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث ۱۸۹۷، دار الفکر بیروت، ص ۴۴۹

(۲) ترجمہ: انہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہیں۔

(۳) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، حدیث ۱، دار الفکر، بیروت، ص ۱۷

(حاشیہ جاری ہے)

اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمان (۱)(۲)☆الی غیر ذلک

ابوبکر صدیق پر بھی اس کا پرتوہ ٹھہرا اور فصل خطاب وحسن کلام میں پایہ رفیع عطا ہوا یہاں تک کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم حدیث طویل میں فرماتے ہیں" کنت امثلهم کلاما و اصوبهم منطقا و اطولهم صمتا و ابلغهم قولا ای ابو بکر "(۳) آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی اور بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔

اسی طرح امیر المومنین فاروقِ اعظم یا ام المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہما نے انہیں

☆قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمان ، اخرجہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجة وابن حبان عن صدیقة عائشة رضی اللہ تعالی عنها وصححه الترمذی و ابن حبان و الحاکم وابن القطان والمنذری والمدینی والزرکشی ۱۲ منه

---

(۴) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔

(۵) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، حدیث ۷، دار الفکر، بیروت، ص ۲۰

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ نفع اس کے لئے جس پر ضمان ہو۔

(۲) سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی من اشتری عبدا فاستعملہ ثم وجد بہ عیبا، حدیث ۳۵۰۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۵۵۸

(۳) البحر الزخار بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۸۳۳، ۱۳۱/۳

ابلغ الناس کہا اور امیر المؤمنین عمر نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں لوگوں کے اجتماع اور انصار کے دعویٰ خلافت کے قصہ میں فرمایا میں نے فکر کر کے ایک کلام اپنے جی میں بنا رکھا تھا کہ انصار سے یوں یوں کہوں گا اور مجھے خوف تھا شاید ابوبکر ایسا نہ کر سکیں مگر جب ابوبکر نے کلام کیا میری مہیا کی ہوئی باتوں میں سے ایک کلمہ نہ چھوڑا کہ اس کے مثل اور اس سے افضل فی البدیہہ نہ فرمادیا۔ اخرج البخاری من حدیث عروۃ بن الزبیر عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا فی حدیث طویل "قال واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفۃ بن ساعدۃ فقالوا منا امیر ومنکم امیر فذھب الیھم ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب وابو عبیدۃ بن الجراح فذھب یتکلم فاسکتہ ابو بکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت بذلک الا انی قد ھیأت کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابوبکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلغ الناس "(۱)

ومن حدیث ابن عباس عن عمر فی حدیث ذکرہ بطولہ "قال عمر اردت ان اتکلم وکنت زورت مقالۃ اعجبتنی ارید ان اقدمھا بین یدی ابی بکر وکنت اداری منہ بعض الحدیث فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر علی رسلک فکرھت ان اعتصبہ فتکلم ابو بکر

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذ اخلیلا، حدیث ۳۶۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲/۵۲۱

فکان ھو احلم منی واو قر واللہ ما ترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری الا قال فی بدیھتہ مثلھا او افضل منھا (۱)'' (۲)

ابوذویب شاعر ہذیلی سے اسی واقعہ میں منقول ہے تکلمت الاخبار فاطالو الخطاب واکثر وا الصواب فتکلم ابو بکر فللہ درہ من رجل لا یطیل الکلام ویعلم مواضع فصل الخطاب واللہ لقد تکلم بکلام لا یسمعہ سامع الا انقاد لہ وما لا الیہ ۔یعنی انصار نے کلام وخطاب میں تطویل کی اور بہت ٹھیک کہا اور ابوبکر نے کلام کیا سو خدا کے لئے ہی ان کی خوبی ہے ایسے مرد ہیں کہ دراز نہیں کرتے کلام کو اور جانتے ہیں فصل خطاب کے مقامات کو خدا کی قسم ایسی باتیں کیں کہ جو سننے والا سنے دل سے قبول کرے اور ان کی طرف جھک جائے۔

مشابہت (۲) جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا شریف میں آیتیں **اقرا** شریف کی نازل اور حضور کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی صدمہ فشارِ جبریل وہیبت کلامِ جلیل سے دل نازک ہلتا تھا اور حضور کو پروازِ روح کا خوف ہوا حضرت جناب ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے بطریق تسمیہ عرض کیا: خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کہ آپ ذوی القرب کی خبر گیری فرماتے ہیں

---

(۱) ان دونوں احادیث کا ترجمہ ومفہوم ان سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الرجم حبلی من الزنا، حدیث ۶۸۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۳۲۳/۴،

اور بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور عاجزوں کا بار اٹھاتے ہیں نایاب نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں اور حق حادثوں میں مدد فرماتے ہیں فقد اخرج البخاری ومسلم فی صحیحیھما حدیث بدء الوحی بطولہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا فیہ فجاء الملک فقال اقراء فقال ماانا بقاریٔ(۱)(۲)

---

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) صحیح بخاری، باب بدء الوحی، حدیث ۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۷

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ادارے کی دیگر کتب

WWW.NAFSEISLAM.COM

مکتبہ بہار شریعت